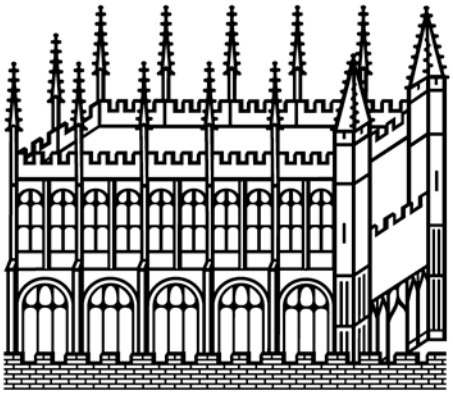


Bodleian Libraries

UNIVERSITY OF OXFORD

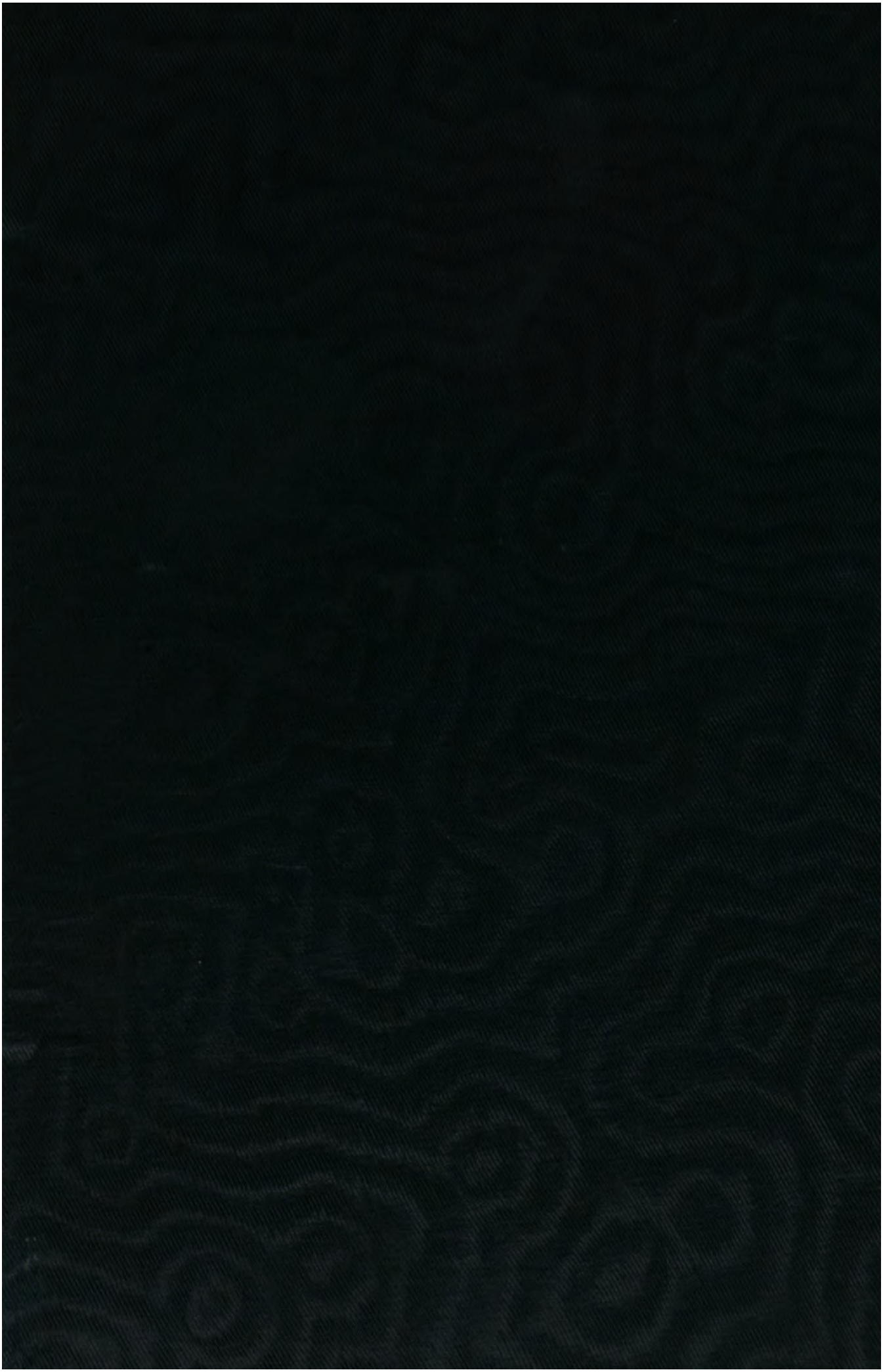
This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks



This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.



01 3 91



کلیات ودواوین فارسی

	قیمت
کلیات مرزا بیدل - اس کتاب مین چار کتابین ہین - نکات بیدل رقعات بیدل دیوان بیدل عناصر بیدل - اگرچہ اونکی تالیفات لاانتہا ہین مگر لب لباب کلیات کے یہی چار حصے ہین -	۴ر
دیوان بیدل - اسکے حاشیہ پر نکات بیدل ہے -	۵ر
کلیات سعدی - حاوی رسائل مفصلۂ ذیل دیباچہ کلیات - کریما - گلستان - بوستان قصائد عربیہ - قصائد فارسیہ مراثی - ترجیعات طیبات بدائع - خواتیم - غزلیات قدیم صاحبیہ مفردات قطعات - رباعیات متفرقات - مقطعات - مطایبات ہزلیات خاتمہ	۴ر
دیوان مخفی - تصنیف مخفی رشتی	۴ر
دیوان خواجہ معین الدین چشتی	۳ر
دیوان حضرت غوث الاعظم - شیخ محی الدین گیلانی مشہور بہ پیران پیر -	۱ر
دیوان حافظ مخشی - مشہور دیوان حافظ شیرازی کا ہے -	۱۳ر
کلیات نظم غالب فارسی - تصنیف جناب مرزا اسد اللہ خان غالب -	۱۱ر
دیوان موزون - مولفہ راجہ رام نرائن صاحب	۱۰ر

	قیمت
دیوان صائب - مشہور دیوان ہے	۵ر
دیوان ناصر علی	۰۳ر
دیوان غنی - مولفہ ملا محمد طاہر متخلص بہ غنی	۰۴ر
قصائد مدحیہ نظام	۰۱۲ر
دیوان تفتہ - منشی ہرگوپال صاحب تفتہ -	۴ر
جوہر منظم - دیوان مرزا گل محمد خان ناطق	۰۱۰ر
کلیات صائب - تصنیف مرزا محمد علی صاحب	۱۵ر
دیوان کشفی - مولوی سلامت اللہ مغفور کانپوری کی تصنیف سے ہے -	۰۸ر
دیوان ہلالی - مشہور اوستاد اہل زبان ہے	۰۵ر
دیوان خیال بخوری - تصنیف منشی ستیل سنگھ صاحب مرحوم	۰۲ر
کلیات امیر خسرو دہلوی - مجموعہ چار دیوان کا انتخاب	۴ر
دیوان تحفۃ الصغر - جو کلام صغر سن مین فرمایا	۰۴ر
دیوان وسط الحیوۃ کلام جوانی دیوان عزت الکمال جو کمال عمر کہ چالیس برس مین فرمایا دیوان بقیہ نقیہ جو کہ پیری مین فرمایا	۴ر
قند پارسی - مولفہ مولوی عبد الغفور خانصاحب	۰۳ر
کلیات نظیر نیشاپوری	۴ر
تذکرۂ حسینی - مولفہ میر حسین دوست	۰۱۱ر
گلشن بیخار - مولفہ نواب محمد مصطفے خان صاحب شیفتہ	۰۱۰ر
قصائد پر فوائد - مصنفہ منشی نہن لال صاحب بہجت	۵ر

	قیمت		قیمت
سرود عیسیٰ - مولفہ سید محمد علی جویا	۵ر	مثنوی مجمعہ چہرتر - تصنیف منشی جواہر لال	۱۰ر
مثنوی فرہنگ عشق - مصنفہ منشی ہلوطا رام مرحوم شایان -	۱۵ر	مثنوی مراۃ المسرتین - تصنیف حکیم عنایت حسین	۱۲ر
مثنوی دریائے حسن - مولفہ ایضاً	۲ر	مثنوی فی الاہوز - تصنیف رشید الدین احمد خان رشید	۱ر
مثنوی جوہر عشق - مصنفہ نصیر الدین صاحب	۱۵ر	مثنوی دریائے تعشق - تصنیف سلطان العالم واجد علیشاہ	۲ر
مثنوی معدن الفیض -	۱۰ر	بارہ ماسہ کاشی پرشاد	۱ر
دیوان واسطی - مصنفہ سید مولوی فضل رسول صاحب	۰۸ر	بارہ ماسہ کنہیا لال	۱ر
قطعہ منتخب - مولفہ مولوی عبد الغفور صاحب	۱۲ر	بارہ ماسہ سندر کلی -	۰ر
دیوان عاشق - مصنفہ پنڈت کنہیا لال صاحب عاشق	۱۵ر	بارہ ماسہ رنج - تصنیف شیخ عباد اللہ عرف بادل	۰ر
شاہد عشرت - مولفہ مولوی عبد الغفور صاحب	۰ر	مسدس کریا - نظیر اکبر آبادی نے ابیات کریا کی تضمین کی ہے -	۰ر
سخن شعرا - ایضاً	۱۲ر	کلید سخن	۱۵ر
اشعار نساخ - جناب ممدوح کا دوسرا دیوان ہے	۳ر	کلیات سودا - کلام مرزا رفیع السودا کا ہے	۱۲ر
مرغوب دل - یہ مجموعہ فارسی ہے ایضاً	۰۸ر	رسالہ زبان ریختہ - مولوی عبد الغفور خانصاحب	۰ر
دفتر پیشتال - دیوان اول ایضاً	۰۵ر	نے مع نظائر تالیف کیا ہے -	۰ر
گنج تواریخ - مولفہ - ایضاً	۱۲ر	اندر سبھا امانت و مداری لال	۱۱ر
سراپا سخن - مولفہ سید محسن علی صاحب	۱۲ر	قصہ گلفام - مولفہ منشی ہنومان رام صاحب	۰ر
دیوان بہار عرب - مولفہ مولوی حاجی محمد نذیر صاحب	۰۱ر	مسدس اوج - تالیف مرزا احمد جعفر صاحب شوکت عرب -	۰ر
گلدستہ سخن -	۱۲ر	نغمہ عندلیب - تالیف حکیم قطب الدین صاحب	۱۲ر
شمس فیض - مصنفہ منشی غلام محمد خان صاحب خبیر	۱۵ر	دیوان بحر اسرار حقیقت - مصنفہ حضرت	۰ر
گلشن فیض - مصنفہ جناب ممدوح	۱۲ر	صل علے احمد صاحب	۰ر
خریطہ سرور - ایضاً	۰۵ر	منظومات حشمت	۰ر
مثنوی حیرت افزا و دیگر چند غزلین چرکین محمد قاسم	۰۸ر		

نظر آتے ہین کاغذ کا تختہ تختۂ گلزار ہے ہر ورق ورقِ گل کی طرح پُر بہار ہے
سب سے سوا ایک اور یہ بات ہے کہ تمام کتاب مع تصویرات ہے جنسے نقل کو
اصل کر دکھایا ہے سارا نقشہ ایسا پیش نظر ہے گویا اس قصہ کو سراپا مرقع بنایا ہے
درحقیقت اگر انسان فکر و غور کرے تو ہوش و خرد کی کتاب طاقِ نسیان پر دھرے
جو صورت ہے لائق دید ہے بلکہ ندید ہے نہ شنید ہے اللہ تعالے ایسی صاحب
اشاعت علم و ہنر کو قیامت تک سلامت رکھے ہمیشہ باعزت و کرامت رکھے

آمین یارب العالمین

مثنوی تاریخ از راقم

کہ جب امسال یہ نادر فسانہ	ہوا چھپ کر طرب بخش زمانہ
کچھ ایسا بکے رنگِ طبع پایا	کہ ہر اہلِ بصیرت کو خوش آیا
خط و کاغذ بہم دلچسپ و بہتر	بیانِ خطِ محبوبِ سمن بر
لکھی ہر مد بیانِ تیغِ ابرو	سوادِ سطر ہم زنجیرِ گیسو
ہر اک تصویر سے حیرت ہویدا	طلسمی انجمن کارنگ پیدا
تمامی تاجرانِ شہر و بازار	دل و جان سے ہوئی سنکر خریدار
دمِ آخر مری طبعِ سخنور	ہوئی مائل ہو تاریخ دم بھر
یہی مصرع زبان ختم لکھا	کہ بہت قصۂ حاتم چھپا کیا

۱۲۹۳ھ

ایضاً

چھپ چکی آرایشِ محفل خدا کے فضل سے	چشمِ بینا شوق مین کہا کیا تماشا ہی آج
لکھو ای تسلیم یہ مصرع پی تاریخ سال	اچھی چھاپی ہفت سیر حاتم طائی ہی آج

۱۲۹۳ھ

تمت

الحال بالخیر شوق بہار کلستان شائقین یہ گلدستہ لاجواب ماہ مئی سنہ ۷۶ء مقام لکھنؤ مین باہتمام دلاح تعطیر بخش دماغ ہوا

اپنی قدرت وہ آپ ہی جانتا ہے یہان مجال دم زدن کیا ہے خاکِ ناچیز سے کیا کیا تسکلین بنائین کیسی کیسی صورتین دکھائین کہ فرشتے حیرت مین آئے کلمۂ سبحان اللہ زبان پر لائے اللہ اللہ رزاقی کی صنعت یہ دکھاتا ہے کہ پتھر کے کیڑے کو رزق پونہچاتا ہے واہ ری کرم دوست و دشمن کا عالم برابر ہے بخشش و انعام اُنسے زیادہ اونپر ہے ادنیٰ اعلیٰ کا کچھ امتیاز نہین قید پامال و سرفراز نہین سب مین شامل اور سب سے جدا کہئے تو کیا اور لکھیے تو کیا نظم

وہی اپنے مین غیر مین بھی وہی	وہی کعبے مین دیر مین بھی وہی
جزو مین ہے وہی وہی کل مین	وہی غنچے مین ہی وہی گل مین

احد کی بعد ذاتِ احمد بھی یکتا ہے نہ ویسا تھا نہ ویسا ہوگا نہ کوئی ویسا ہے خیر الرسل مختار جزو کل سرور انبیا شافع روز جزا محبوب رب العالمین عرش سریر کرسی نشین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اسکے بعد بندۂ عاصی امیر اللہ تسلیم شایقین اہل جوہر و کمال و مشتاقان قصص حیرت انگیز ماضی و حال کی خدمت مین عرض پیرا ہے کہ اندنکون افضال ذوالجلال سے قصۂ دلچسپ و دلکشا جسکا مثل نہ کانون سے سنا نہ آنکھون سے دیکھا سراپا سخاوت کی داستان حقیقت مین اہل ہمت و مروت کی داد و دہش کا بیان اگلے نامدارون کی نشانی یعنی حاتم طائی کی کہانی جو سبکو مرغوب دل ہے اسم بامسمّیٰ مشتہر بہ آرایش محفل ہے ہر ہر فقرہ لاجواب ایک ایک جملہ انتخاب عبارت کا تسلسل گویا نغمۂ خوش آہنگ بلبل مطبع اودہ اخبار مین حکم سے صاحب ہمت و مروت جوہر تیغ فتوت و قابلیت علم دوست اہل علم کے قدردان اخلاق مجسم سراپا احسان رتبہ شناس با کمال امیر با اقبال جناب منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ کے چھپکے عالم مین شہرت پذیر ہوا آوازۂ صحت و غلغلۂ صفای طبع جہانگیر ہوا فی الواقع بیاض ہین السطور چشم بد دور سطرین پیچیدہ جیسے زلف حور کاطرہ سواد قلم واہ رے تیرا عالم ایک نظر دیکھنے سے آنکھون مین روشنی آتی ہے سیاہی سرمہ سے زیادہ پتلیون کے تل مین کبھی جاتی ہے حرفون کے پیوند جدا جدا جوبن دکھاتے ہین آبداری ایسی انتہا کی کہ نقطے در بے بہا

مودب ہوکر اپنی والدہ کو مجرا کیا اوسنے بھی سر سے پاون تک بلائین لین یہ قدمبوسی مع اوسنے اوٹھاکر چھاتی سے لگا دلکو ٹھنڈھا کیا محل مین مبارکبادکی دھوم مچی شہر مین آمین ہوئی گھر گھر شادیانے بجے بادشاہ نے ہر ایک چھوٹے بڑے کو رتبے کے موافق خلعت دیا زر وجواہر بخشا محتاجون کو غنی کردیا اور حاتم کانے سر سے ملکہ زرین پوش کی ساتھ بیاہ کیا پھر سبکے سب خدا کا شکر بجا لائے عیش وعشرت مین مشغول ہوئے ملک آباد ہوا ہر ایک غنی وغریب کا دل شاد ہوا پادشاہ اپنے دیوان عام مین جا بیٹھا ندیمون سے کہنے لگا کہ خلق مین ایسے بھی لوگ ہین جو غیر کے واسطے اپنا سکھ چھوڑین اور اونکے کام مین دکھ سہین فی الحقیقہ دونون جہان مین بھلے وہی ہین جینا مرنا بھی اونھین کا اچھا ہے یہ چند کلمے ارشاد کرکے بادشاہ نے گوشہ پکڑا اور حاتم کو قائم مقام کیا غرض دس برس اور سات مہینے نوروز مین حاتم کی ہفت سیر تمام ہوئی منیر شامی اپنے مطلب کو پونہچا آخر یہ بہانہ وہ ہوا ایک کہانی کہنے سننے کو رہ گئی شعر ہے طے کد ھر جہان مین حاتم کہان رہا
افسانہ اونکا خلق کے بس درمیان رہا

قطعۂ تاریخ

اس قصۂ پر لطف کے اتمام کی تاریخ — مین دل مین سمجھتا تھا نہایت ہی یہ مشکل
کردو سر یاس کہا پیر خرد نے — کیونکہ کہین ہم اسے آرایش محفل

۱۲۲۲ھ

تمت

تمت خاتمۃ الطبع نخبۂ کلک کاتب الحروف امیر السلیم شاگرد میرزا محمد اصغر علیخان نسیم دہلوی مغفور

اللہ غنی وانتم الفقرا بیشک خدائی اوسی کو زیبا ہے جسکی ذات ہر صفات سے بری ویدا ہے حمد کا سزاوار وہی پروردگار ٹھیک ہے جو کل کا مرنی اور وحدہ لاشریک ہی باین سے نیازی یہ کارسازی

کتنے اشخاص پیشوا گئے دولھا کو ہاتھون ہاتھ لے آئے مسند شاہانہ پر بٹھایا حاتم نوشہ کے پاس جاکر ایک مسند پر خوش وخرم بیٹھا اور براتی بھی اپنے اپنے قرینے سے شریک مجلس ہوئے **ابیات**

وہ دولھا کا مسند پر آبیٹھنا	برابر رفیقون کا جا بیٹھنا
طوائف کا اوٹھنا اک انداز سے	دکھانا وہ آصورتین ناز سے

غرض ناچ کا سمان راگ کا بیان کچھ کہا نہین جاتا دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے آخر مین قاضی آیا اوسنے عقد پڑھا مبارک سلامت ہوئی شربت اور ہار پان بٹنے لگے دولھا کو محل کی دیوڑھی پر لے گئے وہان سے کئی بوڑھی بیگمین دلھن انا سمیت آئین نوشہ کو بسم اللہ کرکے اندر لے گئین دلھن کے پاس مسند پر بٹھا دیا وہ بھی لباس عروسی پہنے جواہر سے آراستہ عطر مین ڈوبی پھولون مین بسی نشہ حسن مین چور ہو رہی تھی شہزادہ گھونگھٹ مین اوسکی جھلک دیکھکر ذرا ٹھہرا تھا پر آرسی مصحف دیکھتے ہی غش کر گیا انا اوسی دم گھبراکر دوڑی گلاب پاش لاکر گلاب چھڑکنے لگی دیر کے بعد ہوش مین آیا شکر کا دوگانہ پڑھا حاتم کی ہمت پر آفرین وتحسین کی اوسکے بعد جو رسمین باقی رہی تھین چونپ سے ہنسی خوشی بجا لاکر پھر دولھن کو گود مین لے کر چنڈول مین سوار کیا بڑی دھوم دھام سے شادیانہ بجواتا ہوا دولتخانے مین داخل ہوا چارون تک محل سے باون باہر نہ رکھا پانچوین دن برآمد ہوا حاتم پاون پر گر پڑا شہزادے نے اوسے خوب سا بھینچکر گلے لگایا حاتم نے مبارکباد دی رخصت چاہی منیر شامی نے دو چار روز اور بھی اوسکو بہ منت رکھا صحبت نشاط دوبارہ گرم کی آئین مہمانداری خاطر خواہ بجا لایا تب حاتم نے متبسم ہوکر کہا کہ بھائی اب مجھے رخصت کر یہ شرط انصاف نہین اپنی ہی حالت سمجھ تب منیر شامی نے محجوب ہوکر اوسی وقت رخصت کیا وہ نہایت خوشی وخرمی سے یمن کیطرف روانہ ہوا تھوڑے دنون مین شہر کے قریب جا پونہچا بادشاہ کو اوسکے آنے کی جو خبر ہوئی وزیر کو پیشوا بھیجا وہ اسکو نہایت جاہ وجلال سے بادشاہ کے حضور مین لے گیا اوسنے دوڑکر چھاتی سے لگا لیا یہ پاون پر گر پڑا بادشاہ نے سر اوٹھا کر سینے سے لگا لیا پیشانی چومی محل مین لے گیا اوسنے

مجھے کچھ عذر نہین یہ سنتے ہی حاتم نے منیر شامی شہزادی کو کہلا بھیجا کہ تم پوشاک بدل کر سج سجا کر نہایت
زرق و برق سی میرے پاس آؤ شاہزادہ بڑی ٹھاٹھ سے شادان اور فرحان آیا حاتم نے اوسکو بھی ایک
جڑاؤ کرسی پر اپنے پاس بٹھایا حسن بانو نے پردے مین سے جھانک کر جو دیکھا ہزار جان سے عاشق ہوئی
اور نیچی نظر کئے شرم سے اوٹھکر دوسرے مکان مین چلی گئی حاتم بھی منیر شامی کو لیے کارواںسرا مین
آیا رات کی رات وہان رہا صبحکو حسن بانو نے ایک مکان نہایت عالیشان خالی کروادیا اوس مین
منیر شامی سمیت داخل ہوا نوبت رکھوادی بیاہ کی تیاری شروع ہوئی مجلس نشاط جمائی گئی دن کے بعد
ساچق بادشاہون کے طور پر بھجوائی دوسرے دن ادھر سے مہندی بھی اوسی ٹھاٹھ سے آئی صبحکو بیاہ کی
تیاری ہونے لگی مکانون کو فرش بدلی براتیون نے کپڑے جھماتے پہنے اور بھی طائفے بہت سے بلوائے
دورستہ روشنی کی ٹھاٹھ مینا کاری کی مٹیون سمیت دولھن کے محل تک بندھوائی آتشبازی کی
چادرین بھی جابجا قرینے سے استاد کروائین لاکھون گنج ستارون کے گڑوائی آدھی رات گئی نہایت تجمل سے

منیر شامی بیاہنے کو چڑھا ابیات

وہ موتی کا سہرا جواہر نگار	وہ نوشہ کا گھوڑے پہ ہونا سوار
ہمالے وہ دونون طرف مور چھل	ٹھہر کر وہ گھوڑے کا چلنا سنبھل
کہ ہو سبز مینا بھی جسپر نثار	وہ فانوس آگے زمرد نگار
اور اہل نشاط اونپہ جلوہ کنان	ہزارون تمامی کے تخت روان
جنھین گوش زہرہ مفصل سنین	وہ شہنائیون کی شہانی دھنین
	پھلجھڑیون سے ہر کوچے مین جابجا پھولونکا

انبار تھا انارون کی کثرت سے بازار گلزار تھا مہتابون کی روشنی سے چودھوین رات کی
چاندنی مات تھی ستارون کی چمک سے دن سے زیادہ روشن رات تھی غرض تمام آتشبازی کی
کیفیت روشنی کی کثرت سے براتیون کی جمعیت نہ زبان کو یارا جو کہہ نہ قلم کو طاقت جو لکھے بیت

جب آئی دولھن کے مکان پہ برات	کہون وان کے عالم کی کیا تم سے بات

یہان مجلس نشاط وہان سے زیادہ تر آراستہ تھی ساز بج رہے تھے ناچ ہو رہا تھا

بٹھایا احوال پوچھا اوسنے وہان کا ماجرا مفصل عرض کیا اور الماس بادشاہ کے روبرو رکھدیا
کہ حضور کی نذر ہی لیکن اتنا چاہتا ہون کہ ایک بار حسن بانو کو دکھالون تا اوسکو یقین آجائی پھر خدمت
شریف مین بھیجدون گا بادشاہ نہایت خوش ہوا اور فرمایا بارک اللہ پھر حاتم نے عرض کی کہ یہ
بیچارے جو میرے ساتھ آئی ہین پتھر کے ہوگئے تھے اکثر اون مین عمدہ زادی اور سوداگر بچے ہین
بالفعل اسباب وسواری کے محتاج ہین امیدوار ہون کہ ایک ایک گھوڑا اور اسباب خرچ راہ ہر ایک کو
عنایت ہو جو اپنے وطن مین بآرام پونہچین حضرت کو دعا دینگے حارث شاہ نے اوسکے کہنے کے
موافق کیا پھر حاتم بھی اوس سے رخصت ہوا تب بادشاہ نے بہت سا مال اور اسباب و سر انجام
راہ اوسکے ساتھ کرکے نہایت عظم وشان سے روانہ کیا حاتم کئی مہینے کے عرصے مین بڑی ٹھاٹھ سے
شاہ آباد مین داخل ہوا لوگون نے اوسکو پہچانکر حسن بانو کو اطلاع کی کہ وہ جوان جو حمام باد گرد کی
خبر کو گیا تھا نہایت شوکت وشان سے آیا ہی چوبدارون کو مردہی کو بھیجا کہ میری طرف سے
سلام کے بعد کہو اگر تکلیف نہو تو اسی طرف چلے آئین وہ تو دوڑا گیا اور پیغام وسلام حاتم کو
پونہچایا وہ سنکر اوسکے محل کیطرف متوجہ ہوا غرض حسن بانو نے بدستور اندر بلالیا اور جڑاؤ کرسی پر
بٹھایا احوال پوچھا اوسنے تمام کیفیت اون گرمیون کی بیان کی کہ وہ سنتے ہی ٹھنڈی ہوگئی
پھر الماس بھی نکالکر دکھایا تب حسن بانو نے سر نیچا کرلیا ماری شرمندگی کے پسینے پسینے ہوکر چپ
رہ گئی حاتم نے کہا کہ مین اپنا وعدہ پورا کرچکا ہون اب تو بھی وفا کر اوسنے آہستگی و نرمی سے
التماس کیا کہ مین بھی تیری ہو چکی ہون جو چاہی سو کر جسکو چاہی اوسی بخش اپنے پاس رکھا چاہتا ہے تو رکھ
مختار ہے اسباکو حاتم نے سنکر کہا جو کچھ تو نے کہا مین نے کیا جو مین کہون سو تو کر سچ تو یہ ہے
کہ مین نے یہ محنت ومشقت اپنی واسطے نہین کھینچی بلکہ عند اللہ منیر شامی شہزادی کیلیے لازم ہی کہ تو اوسے
قبول کر کیونکہ وہ مدت سے تیرے فراق مین مر رہا ہی اور تیری جدائی کے درد سے جان کھو رہا ہی اپنی بیمار
عشق کو شربت وصال پلانا ہی بھلا ہی اسمین قصور کرنا عند اللہ اور عند الناس برا ہی حسن بانو
بولی کہ اب تم میرے باپ کی جگہ ہو جو میری حق مین مناسب جانو سو کرو اگر وہ میرے شوہر ہونے کے لائق ہو تو

اور دوڑکر اوسے اوٹھالیا سجدۂ شکر ادا کیا وہ بت بھی سب آدمی ہوگئی حاتم کو دیکھکر کہنے لگے اے
جوان تو اس جگہہ کیونکر سلامت رہا وہ باغ کدھر گیا حمام کیا ہوا تب اوسنے تمام سرگذشت کہی
وہ دوڑکر اوسکے پاؤں پر گر پڑے اور کہنے لگے کہ ہم آج سے تمھاری ہو چکے یہ طوق بندگی جیتے جی
ہماری گردن سے نہ نکلے گا اسبات کو سنکر حاتم نے اونکی بہت تسلی اور خاطرداری کی اور اپنے
ساتھ لے کر شہر قطان کا قصد کرکے روانہ ہوا مگر یہ نجانتا تھا کہ میں کس طرف جاتا ہوں شہر قطان
کدھر ہے لیکن ہادی حقیقی اوسکو راہ راست پر لیے جاتا تھا تھوڑی دور چلا تھا کہ وہی دروازہ
نظر آیا جس راہ سے داخل ہوا تھا جو اوس سے باہر نکلا سامان ارک کا لشکر دکھائی دیا اودھر متوجہ ہوا
اور اوس سے جا ملا وہ اوسکو دیکھتے ہی اوٹھا نہایت تپاک سے بغلگیر ہوا اور کرسی زرین پر بٹھایا

تصویر طلسم حمام باد گرد کو توڑکر حاتم کا پلٹنا اور سامان ارک سمیت اور بانان حمام سے ملکر بغلگیر ہونا



بآئین شایستہ ضیافت کی عطر و پان کی رسم کے بعد حاتم نے وہان کا تمام احوال بیان کیا دو چار روز رہا
پھر اوسنے بہت سے لوگ ساتھ کرکے شہر قطان کی طرف روانہ کیا چند روز کے بعد شہر قطان میں
داخل ہوا حارث سے ملازمت کی بادشاہ نے نہایت الطاف و نوازش فرمائی اپنے برابر تخت پر

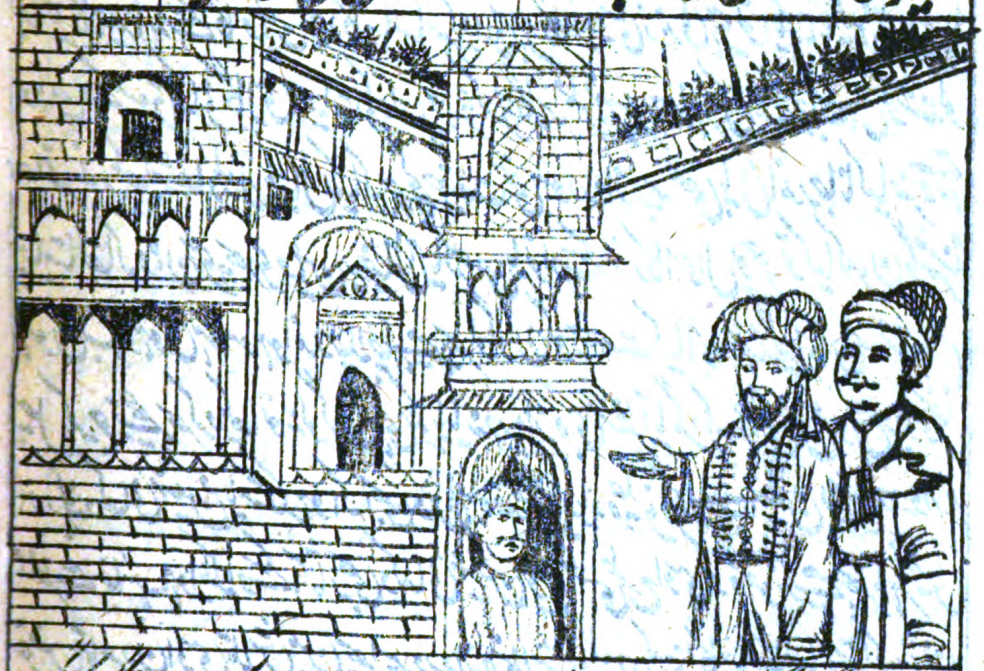
بہتر یہ ہے کہ جلد انھین مین ملجا چپکا ہو رہ جو آپکو بچائی گا جبتک جیتا ہے بچ ہی مین رہی گا
کشتی ہیر سے باہر نہو سکے گا اور منیر شامی جدا تیری انتظار مین تباہ ہوگا یہ سب اوبھیڑی بکھیڑی زندگی کی
ہین بہتر یہ ہے کہ جینے سے ہاتہ اوٹھا بیٹھ ہو جا سب فکرون سے چھوٹ جائی گا خدا کا کارساز ہی اوسی
کام آپ کرے گا یہ باتین جی مین ٹھہرا کر کرسی کے پاس گیا بسم اللہ کر کے تیر و کمان اوٹھا کر ایک تیر
اوسکے لگا ہی بیٹھا طوطی پھڑک گئی تیر نے خطا کی پنجرے کی چھت مین لگا حاتم کھڑون تک پتھر کا
ہو گیا وہ جہان بیٹھی تھی وہین آ بیٹھی اور کہنے لگی ای جوان جا یہان سے یہ مکان تیرے لائق نہین ہے
حاتم اوس جگہہ اوچھلکر تیر و کمان سمیت سو قدم پیچھے جا پڑا اور اوسکے پاون ایسے بوجھل ہو گئے
تھے جو اوٹھا نہ سکتا تھا اپنی اس حالت پر آنسو بھر لایا اور کہنے لگا کہ یہ کیا حرکت ہی کس خرابی اور خستگی سے
ایک مدت مین تو یہان تک آ پونہچا اب ایڑیان رگڑ رگڑ کر مرنا کیا لطف ہی اس سے بہتر یہ ہے کہ
ایک تیر اور لگا اونھین پتون کے شامل ہو جایہ سوچکر دوسرا تیر پھر مارا اوسنے بھی خطا کی یہان تک
پتھر کا ہو گیا طوطی نے پھر یہی بات کہی ای جوان پہلی سرک یہ جگہہ تیرے لائق نہین حاتم آپ ہی آپ
وہان سے دو سو قدم پیچھے اوچھلکر پتون کے قریب پونہچا زار زار روئے اور کہنے لگا کہ مجسا نامراد کوئی
نہین جو تیر اولٹا کام کرتا ہے پھر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا کہ ای حاتم اپنی مرگ
آنکھون سے نہ دیکھا چاہیے بہتر ہے کہ آنکھون پر پٹی باندھ اور یہ ایک تیر جو بساط مین رہ گیا ہے
تو کل بخدا اسکو بھی لگا چک کیونکہ ایسا جینا مرنے سے بدتر ہے دفعتہً طوطی کو تاک کر آنکھون پر
پٹی باندھکر اسد اکبر کہکے وہ تیر بھی مارا دونہین طوطی کی روح پرواز کر گئی پنجرے کے باہر
نکل پڑی اتنے مین ایک آندھی آئی گھٹا اوٹھی بجلی کڑکنے لگی اندھیرا ہو گیا سو جنگل سے رہ گیا شور
و غوغا ایسا بلند ہوا کہ حاتم بیہوش ہو کر گر پڑا یہ وہم ہوا کہ مین بھی بت ہو گیا ایک ساعت کے بعد
آندھی ہوا ہو گئی ابر جاتا رہا شور و غوغا موقوف ہو گیا سورج نکل آیا جو آنکھین کھولین تو آپ کو پتون
کے برابر پڑے دیکھا جب خوب ہوش آیا اور جی ٹھہرا حواس بجا ہوئے تو کیا دیکھتا ہے نہ وہ حاتم
ہے نہ باغ نہ کرسی نہ پنجرا نہ طوطی مگر الماس زمین پر پڑا تارا سا چمک رہا ہی حاتم اوٹھ کھڑا ہوا اور

رہائی ہوئی آگے بڑھا غرض تین دن تک بھٹکتا پھرا ایک عمارت عالیشان چمکتی نظر آئی آبادی
امید پر اوسی طرف چلا جب نزدیک پونہچا ایک باغ خوش قطع پُر فضا دیکھا دلمین سوچنے لگا کہ
اس بہار کا باغ کسنے بنایا ہی البتہ اسکے قریب کیسی بستی ہوگی جب متصل پونہچا دروازہ کھلا
پایا چلا گیا کئی قدم بڑہ کے جو پھر کے دیکھا دروازے کا نشان بھی نپایا تب تو فکرمند ہوا
کہ یہ کیا بلا ہے اتنے صدمے اوٹھائے ہنوز اس طلسم کے باہر نہ نکلا آخر ناچار ہوکر ایک مکان کی
طرف روانہ ہوا وہان طرح بطرح کی میوے کی درخت لدی ہوئی دیکھے بھوکا تو تھا ہی میوے توڑ توڑ کر
کھانے لگا جتنا کھاتا پیٹ نہ بھرتا تھا غرض سو من کے قریب کھایا پر سیر نہوا لیکن کچہ کھاتا پھر سیر
کرتا تماشا دیکھتا ایک بارہ دری کے قریب جا پونہچا اوسکے متصل بہت سے آدمی پتھر کے ننگے کھڑے
تھے مگر ایک لنگ باندھے تھے سو بھی پتھر کی حیرت مین آیا کہ یہ کیا بھید ہے اسکا عقدہ کیونکر کھولون
اس فکر مین تھا کہ ایک طوطی نے بانگ دی کہ ای جوان کیون کھڑا ہے یہان جو آیا ہی مگر جان سے
ہاتہ دھوئے ہی حاتم نے جو سر اوٹھایا ایک طوطی پنجرے مین دیکھی اور یہ عبارت ایوان پر لکھی
پائی ای بندۂ خدا اس حمام بادگرد سے جان سلامت نہ لیجائیگا کہ یہ طلسمات کیومرث بادشاہ کا ہی
ایک وزیر کیومرث بادشاہ شکار کھیلتا ہوا اس جگہ آنکلا تھا اتفاقاً اوسنے ایک الماس پڑا دیکھا اوٹھا لیا
پھر جو اوسکو تلوایا تو تین سو مثقال کی برابر وزن پایا حیران ہوکر حکیمون سے پوچھا اسکا ثانی مل
سکے گا یا نہین اونھون نے عرض کی کہ آدم کے وقت سے لیکر ابتک نہ ایسا دیکھا ہے نہ سنا تب اوسنے
کہا لازم ہے کہ اسکو ایسی جگہ رکھون تا کسی کے ہاتہ نہ لگے یہ بات ٹھہراکر یہ حمام بادگرد کا طلسمات
بنایا اس طوطی کو وہ ہیرا نگلا کر پنجرے مین رکھکے یہان لٹکا دیا اور کرسی جواہر نگار پر تیر و کمان
اسواسطے رکھدیا ہے کہ جو کوئی اس طلسم مین وارد ہو اور پھر باہر نکلنے کا قصد کرے تو یہ تیر و کمان
اوٹھالے اس طوطی کو سر مین ایک تیر مارے اگر لگا تو وہ بھی وہین اس طلسم ہی کا ہوہ ہو اور ہیرا بھی وہین
پتھر کا ہوجاویگا حاتم نے اوسکو پڑھکر بتون کی طرف دیکھا کہ جہان کہان کھڑی ہین ہل بھی
نہین سکتی اندیشہ کیا کہ ای حاتم اگر تو اس طلسم سے باہر نہ نکلا تو اپنی جان سرگردانی مین کھوئیگا

کہ آپ اسمین اوترین تو بدن پر پانی ڈالدون میل چھڑاؤن حاتم نے کہا کہ مین کپڑے اوتارون تو سہی اوترون مگر نے لنگی یہ بھی نہین ہوسکتا تب حمامی نے ایک لنگی پاکیزہ بہت تحفہ حوالی کی حاتم نے اوسکو باندھکر کپڑے رکھدیے اور آپ حوض مین اوترے پھر حجام نے ایک جڑاؤ طاس گرم پانی سہی بھر کر اوسکے ہاتھ مین دیا اوسنے سر پر ڈال لیا اسنے پھر بھر کر دیا اوسنے اوسی بھی اوپر ڈال لیا تیسری مرتبہ جو مین سر پر ڈالا وہین ایک تراقہ ہوا حمام مین اندھیرا ہوگیا ایک ساعت کے بعد تاریکی جاتی رہی تو کیا دیکھتا ہی کہ نہ حجام ہی نہ حمام نہ حوض مگر ایک پتھر کا تراشا گنبد ہے اوسکا تمام صحن پانی سہی بھرا نظر آتا ہی ایکدم نگذرا تھا کہ پانی پنڈلیون تک آگیا حاتم عاجز ہوکر ادھر اودھر دیکھنے لگا اور وہ بڑھکر گھٹنون سے بھی اوپر پونہچا تب تو یہ گھبرایا کہ یا الٰہی پانی ہر دم بڑھتا جاتا ہے نکلنے کی صورت نظر نہین آتی پھر معلوم ہوتا ہی کہ اسی مین ڈوب کر مرون گا یکایک مضطرب ہوکر دروازے کی طرف گیا چارون طرف سر ٹکرایا پر اوسے نپایا اتنے مین پانی ڈوباو ہوگیا یہ پیراک تھا پیرنے لگا اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ اس حمام سے جو لوگ نہین نکل سکتے یہی سبب ہی کہ پیرتے پیرتے تھکے اور ڈوب گئے مین بھی ہاتھ پاون مارتے مارتے ڈوب جاؤن گا کیونکہ کوئی صورت نجات کی نظر نہین آتی باہر ہونا تو معلوم حارث شاہ اسی دن کے لیے مجھے منع کرتا تھا اوسکا کہنا نہ ماننا حیف ہے حرام موت موا یہ کہکر جی کو ڈھارس دینے لگا کہ خدا کریم کارساز ہے اتنا نہ گھبراؤ داتا کی ناو پہاڑ پر چڑھتی ہے اور جو یونہین آئی ہی تو بہتر کیونکہ تو نے کچھ اپنے مزے کے واسطے مصیبت نہین اختیار کی بلکہ مرتے ہوئے کے جلانے کو اپنی جانپر جوکھون اوٹھائی ہے چاہیے کہ شادرہ اگر ہزار جانین اسکی راہ مین جائین تو جائین کچھ غم نہین غرض اسی طرح کی گفتگو سے دلکو تسلی دیتا تھا اتنے مین پانی اتنا بلند ہوا کہ اوسکا سر گنبد سے جا لگا اور یہ نہایت ماندہ ہوا تھا ہاتھ پاون شل ہوگئے تھے قریب تھا کہ بیٹھ جاوے وہین ایک زنجیر لٹکی دکھائی دی حاتم نے بے اختیار دونون ہاتھون سے پکڑ لی کہ بھلا ایک ساعت تو دمیلون کہ پھر ویسی ہی آواز ہوئی وہ گنبد کے باہر ہوگیا آپ کو ایک جنگل مین کھڑی پایا ہر طرف دیکھنے لگا میدان کے سوا کچھ دکھائی نہ دیا جی مین خوش ہوا کہ بارے اوس طوفان سے مین نے نجات پائی اور طلسمات سے

نکالکر حاتم کے ہاتہ مین دیا حاتم نے اوسکو لے کر اپنا منہ دیکھا اور اوس سے پوچھا کہ حمام یہان سے نزدیک ہی اور تو کیا حجام ہی جو آرسی دیکھاتا ہی اوسنے کہا البتہ پھر حاتم نے پوچھا کہ تو حمام کو چھوڑکر کدہر جاتا ہے وہ بولا مین حمامی ہون جس شخص کو دیکھتا ہون لیجاکر حمام مین نہلاتا ہون پھر انعام کا امیدوار ہوتا ہون اگر آپ بھی مہربانی فرمائیے اور میرے ساتہ چلکر حمام کیجیے تو میرے دل کی کدورت جاتی رہے آپ کی بدولت کچہ نہ کچہ مل ہی رہے گا حاتم نے کہا بہت بہتر میری بھی بدن پر سفر کی گرد سے میل جم رہا ہے چاہتا ہون کہ اسی چھڑاؤن آج خوب طرح سے ململ کر نہاؤن مگر تو اکیلا ہی ہے یا اور کوئی شریک بھی رکھتا ہے اوسنے عرض کی کہ ہین تو بہتیرے پر آج غلام ہی کی باری ہے

تصویر حاتم اور حمامی کی اور جانا حاتم کا ساتہ اوس حمامی کے واسطے حمام کرنے کے



القصہ حاتم آگے آگے نائی پیچھے پیچھے خوشی خوشی چلے جاتے تھے دو تین کوس چلے ہونگے کہ ایک گنبد آسمان سے ملا ہوا نظر آیا حاتم نزدیک پونہچا تب حجام حمام کے اندر گیا اور اوسکو بلایا وہ جو ہین داخل ہوا دروازہ بند ہوگیا اوسنے گھبراکر جو پیچھے دیکھا تو واقعی بند ہوگیا ہی پر نظر آتا ہی اس امید پر آگے بڑھا کہ جب چاہون گا نکل جاؤن گا آخر حمامی اوسی حوض پر لے گیا اور کہنے لگا

شاید اوسکی عمر تمام ہوچکی حمام کا بہانہ ہی وہان تو سامان ارک جواب کا منتظر تھا اور حاتم کو اپنی جلدی پڑ رہی تھی غرض ادھر سے تقاضا تھا اودھر امروز فردا اسی حیص بیص مین فرمان بادشاہی آپونہچا کہ اسکو نروکو راہ دو اوسپر بھی سامان ارک نے نصیحت کے طور پر کہا ای عزیز اب بھی کچہ نہین گیا اگر زندگی عزیز ہی تو باز آ نہین تو پشیمانی کھینچے گا بلکہ جان سے جائیگا حاتم نے کہا یہ مبالغہ عبث ہی خدا کے واسطے مجھے معذور رکھہ کہین جانے دے تب ناچار ہوکر سامان ارک اوٹھہ کھڑا ہوا حاتم کو حمام کے دروازے پر لے گیا وہان بھی کھڑے ہوکر بہت سا سمجھایا پر کچہ کام نہ آیا حاتم نے ایسا دروازہ اپنی تمام عمر مین نہ دیکھا تھا جو آنکھہ اوٹھاکر غور کی تو خط سُریانی سے اوسپر لکھا دیکھا کہ یہ طلسمات کیومرث بادشاہ کے وقت مین بنا ہی اسکا نشان مہ تو نہ ہی گا اور جو کوئی اس طلسم مین جائیگا جیتا نہ نکلے گا وہین بھوکا پیاسا سرگردان ہی گا اگر اوسکی زندگی ہی تو ایک باغیچہ وار دہوگا وہان کے میوے کھائیگا اپنی حیات کی دن پوری کریگا پر ممکن نہین جو باہر نکل سکے جب اس نوشتہ کو حاتم نے دیکھا پڑھا دلمین خیال کیا کہ جو کچہ حقیقت تھی سو دروازہ پر لکھی ہی اندر جانا کیا ضرور ہے چاہتا تھا کہ وہان سے پھرے وہین یہ خیال آیا کہ حسن بانو اوسکے اندر کا احوال پوچھے تو کیا کہون مگر شرمندہ ہون اب جو ہونی ہو سو ہو اندر چلا جاہیے پھر لوگون کو رخصت کیا آپ اندر گیا دس بارہ قدم چل کر جو پیچھے پھر کر دیکھا تو نہ لوگون ہی کو پایا نہ دروازہ ہی نظر آیا مگر ایک جنگل لق و دق موجود تھا اور کچہ دکھائی نہین دیا متفکر ہوا کہ ابھی دس بارہ قدم سے زیادہ چلنے کی نوبت نہین پونہچی دروازہ نظر سے غائب ہوا بلکہ اوسکے آثار بھی دکھائی نہین دیتے کسی طرح اوسی کو ڈھونڈھیے پھر باہر نکلیے غرض تمام دن اوسی تلاش مین پھرا پر دروازہ نملا تب دلمین کہنے لگا حمام کا بہانہ تھا کہ پاون رکھتے ہی اجل کے ہاتہ مین پڑ گیا اب بن جان دیے چھٹکارا نہین غرض داہنے بائین دیکھکر چل نکلا پر اضطراب سے ادھر اودھر بھٹکتا پھرتا تھا چند روز کے بعد ایک سمت کا رستہ لیا تھوڑی دور گیا ہوگا کہ ایک آدمی کی صورت نظر پڑی یہ خیال کیا اغلب ہے کہ آگے بستی ہو اوسکی طرف روانہ ہوا کیا دیکھتا ہے کہ وہ بھی ادھر ہی کو آتا ہے جب نزدیک پونہچا تب اوس صورت طلسمی نے سلام کیا اور ایک آئینہ بغل سے

اوٹھکھڑا ہوا حاتم کو گلے لگاکر ایک آہ سرد دل پر درد سی کھینچی اور آبدیدہ ہوا کتنے لوگ ساتھ کرکے رخصت کیا جبتک حاتم نظر آیا یہ ٹکٹکی باندھے رہا جسوقت آنکھوں سے اوجھل ہوگیا بادشاہ تخت سے اوٹھکر غمزدوں کیطرح محل مین چلا گیا اور حاتم نے شہر سے نکل کر جنگل کی راہ لی غرض ہمراہیون سے قال وقیل کرتا ہوا چلا جاتا تھا پندرہ روز کے بعد حمام نظر آنے لگا حاتم نے اونسے پوچھا یہ قلعہ ہے یا پہاڑ کیا دکھائی دیتا ہے اونھون نے عرض کی یہی حمام بادگرد کا دروازہ ہے دیکھنے مین نزدیک ہی مگر سات روز مین پہونچیے گا یہ کہکر آگے بڑھا سا تو ین دن دروازے کے متصل جا پونہچی حاتم کیا دیکھتا ہے کہ وہان ایک پہاڑ کے دامن مین لشکر عظیم پڑا ہے اوسنے پوچھا یہ فوج کسکی ہے ہمراہیون نے التماس کیا حمام بادگرد کے دربان کی آخر حاتم اوس لشکر مین داخل ہوا اوسکے ہمراہیون کے اکثر وہان خویش واقربا تھے باہم ملے اور پوچھنے لگے کہ تمھارا آنا کیونکر ہوا اونھون نے کہا اسی جوان یمنی کے ساتھ بادشاہ نے بھیجا ہے اور ایک نامہ بھی دربانونکو اسکے واسطے لکھا ہے القصہ حاتم سامان ارک کی خیمی مین آیا صاحب سلامت کرکے شقے کو حوالے کیا وہ اوٹھکر بغلگیر ہوا اور نامہ سر پر رکھہ لیا بادشاہ کی مُہر دیکھکر بوسہ دیا اوسکے بعد کھولکر پڑھا تو اوسمین یون لکھا تھا کہ اس جوان یمنی کے ساتھ ہمنے عہد کیا تھا اسلیئے بھیجا ہے اگر تو اوسکو سمجھاکر کسی صورت سے اولٹا پھیر دیگا تو ہم خوش ہونگے اور تو سرفراز ہوگا اور جو یہ کسی طرح سے نمانی تو حمام مین بخوبی بھجوا دینا پر تا مقدور اوسکے پھیرنے مین سعی کرنا وہ اوسکو پڑھتے ہی اوٹھ کھڑا ہوا اور حاتم کو بتعظیم تمام کرسی پر بٹھایا مہمانداری کی شرطین بخوبی بجا لایا قصہ کوتاہ چند روز بادشاہ کے حسب الحکم سمجھایا بجھایا کیا پر پتھر کو جونک نہ لگی چنانچہ اوسنے اون نصیحتون کے جواب مین یون کہا تم اس خیال سے ہاتھ اوٹھاؤ جبکہ مین نے بادشاہ کا کہنا اس امر مین نہ مانا تو تمھاری کب سنتا ہون مجھے تصدیع نہ دو بہتر ہے کہ جلد رخصت کرو سامان ارک کی جو دیکھا کہ میری یہ نصیحت مطلق نہین سنتا بے جائے نہین رہنے کا ناچار بادشاہ کو عرضی کی کہ یہ جوان اپنی ہٹ نہین چھوڑتا اور نصیحت کسی کی نہین مانتا اب جو کچھ حکم ہو بجا لاؤن بادشاہ کو جب وہ عرضی گذری اوسنے پڑھکر سر دھنا اور آنکھون مین آنسو بھر لایا آخر مجبوری لکھکر بھیجا اگر وہ راضی نہین ہوتا مزاحمت نکرو جانے دو

اندیشے ہین پہلے تو مین نے قسم کھائی ہے کہ کسی کو حمام بادگرد کی طرف نجانے دون گا تجکو وہان کے
جانے کی پروانگی دون تو عہد شکنی ہوتی ہی دوسرے یہ کہ تجسا جوان خوبصورت نیک سیرت اپنی جان سے
ہاتہ دہوئے یہ بھی حیف ہے تیسرے یہ کہ جیسا تو ہی ایسا آج تک میرے پاس نہین آیا چوتھے اگر تجکو رخصت
کرون تو درد جدائی کیونکر سہون پانچوین یہ کیا اگر اجازت نہ دون تم ابھی قول سے جھوٹا ہوتا ہون بادشاہونکے
حق مین مناسب نہین کیونکہ اگر بد عہد مشہور ہون تو پھر کوئی میرے قول و قسم کا اعتبار نکریگا سلطنت
کے کامون مین خلل پڑیگا حاتم نے عرض کی مین خدا ہی امیدوار ہون انشاء اللہ تعالی جلد خیر و
عافیت سے آپکی خدمت مین پھر حاضر ہوتا ہون کسی طرحکا اندیشہ خاطر مبارک مین نہ لائیے دوسرے
مجھے اجازت دیجیے کیونکہ مین اس امر سے تامقدور دست بردار نہین ہو سکتا اسواسطے کہ منیر شامی
شہزادہ حسن بانو برزخ سوداگر کی بیٹی پر عاشق ہوا ہی وہ سات سوال رکھتی تھی اور شہزادہ
عہدہ برا نہو سکا مین نے اوسپر رحم کھاکے اپنے ذمے لیے بلکہ عہد کیا کہ مین انکو بے پورا کیے نہ رہون گا
چنانچہ چھہ سوالون کے جواب دیچکا ہون اب یہی کہ ایک سا تو ان سوال باقی رہ گیا ہی جناب الٰہی سے
توقع رکھتا ہون کہ وہان بھی جا پونہچون اور حمام بادگرد کی تمام کیفیت دریافت کرون اور حسن بانو
سے جاکر کہون اور اوسکا بیاہ اوسی شہزادی سے کروادون کہ مدت کی بعد وہ عاشق زار اپنی مراد کو
پونہچی اسبات کو سنکر بادشاہ نے کہا ایجوان آفرین تیری ہمت پر اور رحمت تیری ماں باپ پر کہ تو نے
غیر ملک و اسطے آپکو رنج و مصیبت مین ڈالا یہانتک کہ اپنا مرنا گوارا کیا اسلیے کہ اودھر کا گیا ہوا
پھر ادھر نہین آیا بہت سی شہزادی سوداگر بچے وہین جاکر مری کبھی کوئی سلامت نہ پھرا غلب ہے
اونکو بھی اوسی نے بھیجا ہو بارے یہ تو کہہ کہ تو کس شہر کا رہنے والا ہے اور تیرا نام کیا ہی اوسنے کہا
میرا وطن یمن نام حاتم بن طی ہے یہ سنتے ہی حارث شاہ اوٹھا بغلگیر ہوا اور اپنے برابر اوسکو بٹھاکر
کہنے لگا کہ نشان بادشاہت تیری پیشانی سے ظاہر ہے اور تیکنامی مشہور ہی بلکہ اور زیادہ ہوگی
یہانتک کہ تیرا نام ضرب المثل ہوجائیگا اور جو کوئی ایسا پیدا ہوگا تو تیرا ثانی کہلائیگا یہ کہکر
اپنے وزیر سے فرمایا کہ سامان ارک حمام بادگرد کے دربان کو شقہ لکھکر حوالے کرو اور اوسکے بعد

حوالے کرون ملک و مال تو کیا چیز ہی حاتم نے سر جھکا کر عرض کی کہ حضور کی بیٹی کو مین اپنی بہن جانتا ہون
یہ دھیان میری جی مین نہین لیکن اور تمنا ہی پر اس سوچ مین التماس نہین کرتا مبادا قبول نہو مین کہکر
لوگون مین شرمندہ ہون بادشاہ نے پھر مہربانی سی ارشاد کیا ای عزیز مین تیرے لطف کا ممنون
احسان ہون اگر تخت خلافت بھی چاہیے تو ابھی بخشدون بیگم کے سوا جو چاہی سو لے تیرا ہی ہے
حاتم نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی یہ آپ کیا فرماتی ہین وہ میری بجای والدہ ہین اور تخت خلافت آپکو مبارک رہی میری

تصویر حارث بادشاہ شہر قطان کی اور ہاتھ باندھکے عرض کرنا حاتم کا واسطے سیر حمام باد گرد کے



غرض اور ہی تب حارث شاہ نے کہا بھائی خدا کے واسطے کہین جلد کہہ میرا جی اوکتا گیا وہ کیا ہی اوسنے کہا
بشرطے کہ آپ قول دین تو عرض کرون بادشاہ نے وہین عہد کیا اور قسم کھائی تب حاتم نے
التماس کیا حمام باد گرد کے دیکھنے کی آرزو ہی جو ارشاد ہو تو اوسکی سیر کرون جی کی کلفت دھوؤن
بادشاہ نے جو یہ بات سنی متفکر ہو کر سر جھکا لیا چپکا رہ گیا حاتم نے جو بادشاہ کو اس حالت مین
متفکر دیکھا پوچھا حضرت اسقدر متفکر کیون ہین مین ہر طرح سے آپ کا فرمانبردار ہون جو آپکی مرضی
ہوگی بجالاؤن گا شہریار نے سر اوٹھا کر فرمایا ای عزیز کیون ایسا متفکر نہون مجھی کئی طرح کے

صحبت سی مسرور کریہی ہماری نذر ہے حاتم نے یہ سنکر التماس کیا اگرچہ ہم لوگونکو دو چار روز
بھی ایک جگہ رہنا دشوار ہے پر تجسے بادشاہ صاحب انصاف دوست پرور کیخدمت مین حاضر رہنا سب طرحسی
بہتر ہے مین نے دل وجان سی قبول کیا پھر بادشاہ نے پوچھا تم کہان اوترے ہو اوسنے عرض کی
کارونسرا مین یہ سنکر دیوان خاص کے داروغہ کو حکم کیا کہ ایک مکان مختصر پاکیزہ آراستہ کرکے انکو وہان
اوتروا اور بکا دل سی کہدو کہ دونون وقت سات سات خوان خاصی کے بے تکلف پونہچایا کری اور کتنے
خدمتگار بھی کاروبار کے لیے معین کردو یہ کہکر حاتم کیطرف متوجہ ہوا کہ ای جوان ہماری خوشی
اسمین ہے کہ تو وہان سی اوٹھ آ اور یہین رہنا اختیار کر ہر روز ہماری مجلس کی رونق بڑھا اور اپنا
کلام شیرین اکثر اوقات سنا القصہ حاتم وہین آرہا بادشاہ سی صحبت گرم کی چنانچہ چھ مہینے اسی طرح
گذر گئی آخر حارث شاہ ایسا اوسپر مبتلا ہوا جو ایکدن نہ دیکھتا چین نہ پڑتا ناچار بلوا ہی لیتا غرض
جان وول سی بھی دوست زیادہ رکھتا تھا اور اکثر اپنی ندیمون سے اوسکی تعریف کرکے کہتا کہ یہ میرے
شہر مین اپنی بود و باش ہمیشہ اختیار کرے تو اوقات بخوبی کٹے وہ بھی یہ سنکر کہتے حضرت بجا فرماتے ہین
یہ مرد ایسا ہی خوش خلق و شیرین کلام ہی اسکا رہنا بادشاہون کی صحبت مین بہت مناسب ہے
ایکدن کا ذکر ہے حاتم نے جو حارث شاہ کو خوش و خرم دیکھا کہی لعل و زمرد والماس بیش قیمت
پھر نذر گذرانے فرمایا ای جوان مین تیرا دل سی ممنون ہون بار بار کیون شرمندہ کرتا ہی مین تجسی مجوب
ہوتا ہون کیونکہ ایک مدت سی تو میری خدمت مین حاضر ہی مگر کچہ فرمایش نہین کرتا اب میرا جی یون
چاہتا ہی کہ جو تجھے درکار ہو بے تکلف مانگ مین عزیز نکرون گا بلا توقف تجھے دون گا حاتم بولا آپ کی بدولت
سب کچہ موجود ہی کسی بات کی کمی نہین سیاحونکو زیادہ تکلفات دنیا کیا درکار ہین بادشاہ نے کہا
یہ کون بات ہی میرا ملک تیرا ہے جو کچہ تو چاہے بے پوچھے اپنے تصرف مین لا یا کسیکو دی ڈال مختار ہے
جو کام چاہے اہلکار سے لے تیرے فرمانبردار ہین کیا مجال جو عذر کرین حاتم نے کہا شاہ کی عمر بڑھے
سلطنت مدام قائم رہے میرے دل کی آرزوئین سب نکل چکی ہین مگر ایک باقی ہی سو تا دم مرگ
دلسی نجای گی بادشاہ نے پوچھا وہ ایسی کیا ہی کیونکہ اگر تو رغبت کرے تو اپنی بیٹی بھی تیرے

اوٹھا کیونکہ جو کوئی اوسکی طرف گیا جیتا نہین پھرا آپکو کیون ہلاکت مین ڈالتا ہی وہ بولا جو ہونی ہو سو ہو مجھی جانا اور وہان کی خبر لانا ضرور ہی غرض ہر چند بادشاہ نے منع کیا اور نصیحتین کین مگر اوسنے نمانا تب ناچار ہوکر دو آدمی ساتھ کردیے کہ شہر قطان کی راہ پر اسکو پونہچا دو حاتم رخصت ہوا شہر سے باہر نکلکر رستہ پکڑا چند روز کے بعد ایک مقام پر پہونچکر رہبرون نے عرض کی کہ ہماری حد تمام ہوچکی یہ سرحد شہر قطان کی ہی ہمین رخصت کرو حاتم اونکو وداع کرکے آگے بڑھا جب قریب پونہچا تو اوس نواح کی لوگ اوسکو دیکھکر کہنے لگے ایجوان کس راہ سے آیا ہی اوسنے کہا فلانی طرف سے اگرچہ اوسمین بہت سی آفتین تھین لیکن خدای کریم نے اوس راہ کو اپنی کرم سے پاک کیا آفتین دور کین مجھی صحیح وسلامت یہانتک پونہچایا یہ بات سنکر سبکے سب خوش ہوئے حاتم شہر قطا مین داخل ہوا اور کاروانسرا مین اوترا ایکدن وہ موتی بیش قیمت اور دو لعل گران بہا کہ اونکا ثانی سرکار عالی مین نتھا ایک ڈبیا مین رکھکر بادشاہ کے در دولت پر گیا چوبدارون نے اپنے داروغہ سے کہا کہ ایک مسافر کسی شہر سے آیا ہی اوسنے حضور مین جاکر عرض کی ارشاد ہوا کہ اوسکا احوال تحقیق کرکے آؤ چوبدارون نے جاکر حاتم سے پوچھا تم کہان سے آئے ہو تمھارا کیا نام ہی اوسنے کہا مین سوداگر ہون شاہ آباد سے آنا ہوا ہے ملازمت کا امیدوار ہون یہ اونھون نے اپنے داروغہ کی وساطت سے حضور پر نور مین عرض کی کہ ایک جوان طرحدار خوش گفتار سوداگر پیشہ شاہ آباد سے آیا ہے قدمبوسی کی آرزو رکھتا ہے بادشاہ نے حکم کیا کہ بلاؤ وہ جاکر حاتم کو حضور عالی مین لے آئے وہ مجرا گاہ مین کھڑا ہوکر آداب شاہانہ بجالایا اور تعریف کرکے آگے بڑھا وہ جواہر نذر گذرانا اوس جواہر کو دیکھکر بادشاہ کا رنگ ماری خوشی کی دمکنے لگا اوسی کرسی پر بٹھایا احوال پوچھا اوسنے عرض کی کہ مین ایک مدت سے سوداگری کرتا تھا اب اس دنیا کو ہیچ سمجھکر تجارت چھوڑ دی سلاطین کی ملاقات ترک کی سیاحی اختیار کی اس شہر مین آکر حضرت کے اوصاف حمیدہ یہانتک سنے کہ بے اختیار دوڑا آیا کیونکہ ایسے بادشاہ عادل کا دیکھنا سعادت ابدی اور دولت سرمدی ہے بادشاہ نے اوسکی گفتگو سنکر نوازش سے فرمایا اے جوان چند روز اس ملک مین رہ اور ہمکو اپنی

صحیح وسلامت گذری پھر چند روز کے بعد اپنے شہر مین آپونہچے بادشاہ سے عرض کی کہ جو کچھ اس مسافر نے
کہا تھا سچ ہے واقعی کوئی آفت اس راہ مین نہین رہی تب شہریار نے ہر ایک طرف اشتہار بھجوایا کہ
فلانی راہ آفتون سے پاک ہوگئی ہے جسکا جی چاہے بے دغدغہ آئے جائے اور حاتم سے بہت سی معذرت
اور منت کی اور کہا اے جوان مجھسے خطا ہوئی ہے تو معاف کر پھر بہت سا زر وجواہر اوسکے آگے رکھا
حاتم بولا کچھ آپ کا قصور بظاہر مجھے معلوم نہین ہوتا کیونکہ جس روز سے تمھارے شہر مین آیا ہون آرام
تمام پاتا ہون یہ کیا سبب ہے جو تم معذرت کرتے ہو بادشاہ نے فرمایا تم نہین جانتے کہ مین
ظاہر سلوک کرتا تھا کہ مہمانون کی طرح رکھتا تھا فی الحقیقت کتنے لوگ تمھارے لیے متعین کیے
تھے کہ جبتک اوس جنگل کی خبر نہ آئی تم کہین جانے نپاؤ اگر وہ جھوٹ ہوتا تو شہر کے باہر تمھین
سولی دی جاتی کہ پھر کوئی ایسی خبر نہ اوڑائے اس بات کو سنکر حاتم عرض کی یہ تو عین انصاف ہے
بادشاہون کا کہ سچے کو سرفراز کرین جھوٹے کی گردن ماریں تم عبث عذر کرتے ہو مین نے بھی
جھوٹ نہ کہا تھا کہ بھلے آدمیون کا شیوہ نہین ہے تمھاری بھی اسبات سے آزردہ نہین ہوتا
کیونکہ عادلونکو یونہین چاہیے خدا تمکو اپنی پناہ مین رکھے تمھارا ملک ہمیشہ تمھارے قبضہ مین
رہے اور جو کچھ مجھے عنایت ہوا ہے میرے کس کام کا ہے کیونکہ بار برداری نہین رکھتا مین تن تنہا اسے
کس طرح لیجاؤن بادشاہ نے فرمایا تم خاطر جمع رکھو مین باربرداری اور تھوڑی بہت لوگ نگہبانی
کے واسطے ساتھ کردون گا کہ تمھارے وطن تک پونہچادین حاتم نے عرض کی مجھے ایک کام ضروری
درپیش ہے جبتک اوسے نہین کرچکون گا وطن کیطرف تو منہ بھی نکرون گا جانا ایک طرف
شہریار نے پوچھا کہ وہ کونسا کام ہے اگر ہمکو معلوم ہو تو ہم بھی اوسمین شریک ہون کوتاہی
نکرین حاتم بولا یہ حضرت کا الطاف ہے لیکن مین خالق کے سوا کسی مخلوق سے مدد نہین چاہتا
اگر ایک رہبر ساتھ کردیجیے جو شہر قطان کا رستہ بتادیوے یہ بھی احسان سے خالی نہین بادشاہ نے
فرمایا تمکو اوس شہر مین کیا کام ہے اسنے کہا مین نے سنا ہے کہ حمام باد گرد اوسی سرزمین مین ہے
اوسکے دیکھنے کا نہایت مشتاق ہون شاہ نے ارشاد کیا اے جوان اس خیال کو اپنے دل سے

بزرگ نے فرمایا کچھ اندیشہ نکرو یہی مہرہ پھر زمین پر اونکے روبرو ڈالدے قدرت خدا کا تماشا دیکھیے
حاتم نے ہرچند مہرے کا نکالنے کا قصد کیا پر ہاتھ ایسے کانپنے لگے نکال نہ سکا آخر اوسی پیر مرد نے
نکالکر اوسکے ہاتھ مین دیا کہ بسم اللہ کہکر زمین پر ڈالدی حاتم نے جو اوس مہرے کو پھینکا وہین زمین
پھپکلیون کی جنگل کیطرح رنگ بدلنے لگی جبکہ لال ہوئی بچھو بھی آپس مین لڑنے لگے ایک کی ڈنک سے
دوسرے کا بدن پھٹ گیا حاتم کھڑا دیکھتا تھا کہ آپس مین لڑکر تین روز کے عرصے مین وہ بھی تمام
ہوگئے یہ بھی وہان رہا چوتھے روز اوس مہرے کو اوٹھاکر شکر کا دوگانہ ادا کرکے روانہ ہوا چند روز
کے بعد ایک شہر عظیم دکھائی دیا یہ اوسمین داخل ہوا لوگون نے جو اوسے اجنبی دیکھا پاس آکر پوچھا
ای جوان تو کس راہ سے آیا حاتم نے کہا داہنی طرف کی راہ سے وہ حیران ہوکر کہنے لگے کہ جیتا کیونکر
بچا کیا پھپکلیون اور ببول کے کانٹون کی مصیبت اژدھات کے جنگل اور بچھوون کی آفت
تجھپر نہ پڑی حاتم بولا عزیز والبتہ ان بلاؤن مین مبتلا ہوا تھا لیکن مدد الٰہی سے پھپکلیون اور
بچھوون کو ٹھکانے لگایا اب اس راہ مین اژدھات کے ریزون اور ببول کے سوا کوئی گزند باقی نہین
سوداگر جو وہان اوترے ہوئے تھے اسبات کو حاتم کی زبانی سنکر مستعد ہوئے کہ اب اسی راہ سے چلیے
دور کی راہ کس طرح اختیار کیجیے کیونکہ یہ رستہ صاف ہوچکا ہے کچھ حادثہ نہین اگر سوداگر آیا جایا کرتے
شہر بھی آباد ہوجاے گا آخر لاد پھاند کر چلے گئے یہ خبر بادشاہ کو پونہچی کہ کاروان ایک مسافر کے
کہنے پر جس راہ مین اژدھات اور ببول کا جنگل ملتا تھا اوسی رستے گئی حکم کیا کہ بہت سے ہرکارے
اونکے پیچھے پیچھے چلے جائین راہ کا احوال قرار واقعی تحقیق کرکے پھر آئین اور حاتم کو بلاکر اپنے پاس
رکھا اور کہا ای مسافر راہ کے حادثے مسافری کے صدمے بہت سی تو نے اوٹھائے ہین چند روز
یہان ہمارے قدری آرام کر ہمارا ہمصحبت ہو پھر جہان جاہیو وہان جائیو مطلب اوسکا یہ تھا کہ
اگر سچا ہے تو نبھا نہین تو سولی دونگا اس ارادے پر چند روز اوسکو رکھا کتنے نگہبان معین
کئے کہ کہین جانے نہائے اور وہ لوگ جو راہ کی خبر لینے گئے تھے اوس قافلے کے پیچھے لگے گئے
جابجا اوسکے اوترنے کی نشانی پائی آفت کہین نہ دیکھی جب سوداگر پھپکلیون کے جنگل سے

اسوقت مین ایسی ولی کو بھیجا کہ اوسنے مجکو یہ بھید بتایا اور بلیات سے بچایا وگرنہ مجکو تکا بوٹی کرڈالتین
پھر غور کرکے جو دیکھا تو ایک کواون مین جیتا نپایا ارادہ کیا مہری کو اوٹھا لیجی وہین مہمان آیا شاید
اسکے اوٹھانے سے وہ جی اوٹھین اور مجھی کھا جائین تو جان کی جان جائی اور محنت برباد ہو جلدی
نہ کیا چاہیے یہانتک صبر کیا کہ اونکا گوشت پوست گل گیا ہڈی پسلی نکل آئی تب حاتم اپنا مہرہ اوٹھاکر آگے
چلا تھوڑی دنون کے بعد ایک جنگل اژدھات کا ملا وہان کا ہر ایک ریزہ اوسکی پاون کی کفش کو
چھید کر پشت پا سے گذر جاتا تھا زخم پڑجاتے تھے یہ اپنے کپڑون سے چیتھڑی پھاڑ پھاڑکر جوتیون کے
اندر رکھہ لیتا تھا آخر اوسکی پاون چلنی ہوگئے تب اپنے دلمین کہنے لگا کہ ای حاتم تیرے برابر جہان مین
کوئی بیوقوف نہوگا کیونکہ اوس بزرگ نے تجھے مکرر منع کیا تھا کہ بابا دہنا رستہ بہت برا ہی اودھر سے
نجانا اور خدا نے بھی ہوش گوش آدمی کو اسیواسطے دیے کہ بھلے بُرے کو پہچانے سنبھل کر چلی سو چلکر
قدم دھری تو بھلا چنگا اسکو چھوڑکر بائین طرف گیا تھا پھر یہ کیا بپتی تھی جو اوسکو چھوڑکر داہنی
طرف گیا خیر اب پچتانے سے کچھہ فائدہ نہین جو تجیر پڑی اوسی گوارا کر جسطرح سے چلا جای چل خدا
نباہنے والا ہی آخرکار ہزار محنت اور مشقت سے اون جنگل کو طی کیا الحمدللہ کہکر ایک جگہہ بیٹھہ گیا وہان سے
جوتیان اوتارکر جو دیکھین تو تمام پاون چلنی ہوگئے ہین اژدھات کے ریزی ہر ایک سوراخ مین
نظر آتے ہین نکالنے لگا جب نکال چکا پاؤنپر کپڑا لپیٹ کر جوتیان پہنکر لنگڑاتا ہوا چل نکلا اور
اپنے جی مین خوش تھا کہ مین نے سب بلاؤن سے نجات پائی مگر یہ نجانتا کہ اور آفت عظیم درپیش ہے
چند قدم اوس جنگل مین چلا تھا جو وہان کے بچھو آدمی کی بو پاکر دوڑی کتنی اون مین بلی کے
برابر تھے اور کتنے لومڑی کے برابر تھے دُمین اونکی گیدڑ کی سی پاون مرغ کی سی گردنین تچھی کی صورت
حاتم کی نگاہ جو اونپر پڑی سہم کر کانپنے لگا اور ایسا گھبرایا کہ سُرت جاتی رہی ہاتہ پاون پھول
گئے ادھر اودھر تکنے لگا کہ وہی پیر مرد مددگار پھر آپہنچا ہاتہ پکڑکر کہنے لگا خاطر جمع رکھہ ہر اسان
نہو استقلال کو ہاتہ سے ندے حاتم بولا ای مرد خدا کیا کرون مجکو طاقت نہین ان بچھوؤن سے
جنکے ڈنک ایسی ہین کہ اگر پتھر پر ماریں تو وہ ٹکڑی ٹکڑی ہوجای کیونکر مقابلہ کرسکون گا اوس

کہا تھا کہ داہنی طرف کی راہ مین بہت سی آفتین ہین تو اودھر سی بچانا اسوقت اوسکی کہنے پر عمل
کیا چاہیے اور بائین طرف کا رستہ لیجیے اس خیال پر بائین طرف روانہ ہوا تھوڑی دور جاکر اوسنے
یون سمجھا کہ اس راہ سی جانا کچھ حاصل نہین بہتر یہ ہی کہ داہنی طرف چلون جو خداوند مدد کرے گا
تو کوئی بلا میرے سامنے نہ آسکے گی اور اگر آجاے گی تو اوسکی مدد سی رد کردونگا مسافرون کا
رستہ پاک ہوجاوی گا اور جو سدھار جاؤن گا تو بھی داخل ثواب ہونگا یہ بات ٹھہراکر اس رستی سے
پھرا اور داہنی طرف چلا کہ بھول کا ایک جنگل کانٹون سی بھرا دکھائی دیا توکل بخدا یہ اوسمین پونہچا
اور قدم اوٹھائے بہزار خرابی تھوڑی سی راہ طی کی آخر درختون کے کانٹون سی کپڑے ٹکڑے
ہوئے بدن لہولہان ہوا اور زمین کی کانٹون سی تلوی چھد گئی پاون سوج گئی تب بے دم ہوکر
کہنی لگا وہ بزرگ سچ کہتا تھا مجھ کم بخت نی اوسکا کہنا نا مانا اب کو مصیبت مین پڑا اندیشہ یہ ہے کہ
اسکے آگے مبادا اور کوئی جنگل پر خطر ہو تو وہان پناہ کی صورت کیونکر ہوگی غرض بہزار خرابی وہ
کتنے دنون مین اون جنگل سی نکلا اور آگے بڑھا کہ چھپکلیون کے جنگل مین پونہچا وہ سب کی سب
آدمی کی بو پاتی ہی اسکے کھانے کو دوڑین حاتم نی دیکھا کہ ہزارون چھپکلیان جیتی اور کتے کے برابر
سیکڑون لومڑی اور گیدڑ کے مانند دوڑی آتی ہین ڈرا اور کانپنے لگا کہ اس بلا کا آنا بی سبب
نہین اغلب ہی کہ میری ہی کھانی کو آتی ہین لیکن مجبور ہون کچھ تدبیر نہین کرسکتا آخر مین قریب
آپونہچین ایک بڈھا نورانی صورت داہنی ہاتہ کیطرف نمودار ہوا اور کہنی لگا ای جوان تو نے
بزرگون کا کہنا نا مانا آخر پشیمان ہوا حاتم بولا مین نے برا کیا اپنی تقصیر پر نادم ہون تب اوس
بزرگ نے فرمایا کہ خرس کی بیٹی کا مہرہ نکالکر زمین پر ڈال وہ آپ غائب ہونگی اوسنی فی الفور مہرہ کو
کلیجی سی نکالکر زمین پر پھینک دیا پہلے تو زمین زرد ہوگئی پھر سیاہ آخر سبز ہوکر سرخ ہوگئی
چھپکلیان جو دوڑی آتی تھین دیوانیان ہوکر آپس مین لڑمرین اور تین گھڑی کی عرصی مین
تمام ہوگئین حاتم نے یہ احوال دیکھکر متعجب ہوکر کہا کہ الٰہی اون مین ایسی کیا دشمنی ہوگئی جو
ایک ایک کو مار مار کر مٹی یقین ہے کہ اس مہرے کا یہ اثر ہے خدا کا شکر کیا چاہیے جسنے

حق مین اسکا پینا سم ہی ماری غرور کی نے تامل پی گیا اوسنے یک قلم علم جنی فراموش کیا اور سپر بھی
ڈھٹائی سی کہنے لگا اب کوئی اور رسم باقی ہو تو اوسکے بھی بجا لانے کو حاضر ہون حاتم بولا دو سر کی
یہ رسم ہے کہ ایک گولی مین تم اور تمہارے اوسکا منہ باندہ دین پھر اوسکے باہر نکل آنے تب ہم بخوشی اس
لڑکی کو تمھاری حوالے کرین اور جو اوسمین سے نہ نکلو تو ہزار لعل اور دو ہزار الماس اور ایک موتی
مرغابی کے اندر بلہ برجو پریون کے ملک مین ہی گنہگاری لین وہ ناوان اپنے زور کی بھروسے پر
بھولا ہوا تھا بے اختیار کہہ بیٹھا جلد لاؤ وہ گولی کہان ہی حاتم نے ایک بڑی سی گولی منگوا کر اوسکی
آگ رکھی اور کہا بسم اللہ وہ اوسمین فورًا اوتر پڑا حاتم نے اوسکے منہ پر ڈھکنا ڈھانک کر مضبوط باندھکر
اسم اعظم پڑھنا شروع کیا اور اوس سی کہا کہ اب باہر نکل اوس اسم اعظم کی برکت سی اوسکا ڈھکنا
پہاڑ سے سوا بھاری ہو گیا کتنا ہی اوسنے زور کیا پر نکل نسکا تب تو حاتم نے لوگون سی کہا کہ اب
اسکے آس پاس نیچے اوپر لکڑیان رکھکر آگ بھڑکا دو اونھون نے وہین اوسکے کہنے پر عمل کیا جن مین جلا
مین جلا پکارنے لگا پر کسی نے اوسکی فریاد نہ سنی آخر جلکر خاک ہو گیا پھر حاتم نے اون سب لوگون سے
کہا اب تھوڑی سی زمین کھدوا کر اسکو گڑوا کر اپنے گھرون مین جا کر چین کرو خدا نے اس بلا کو تمھاری
سر سے دور کیا نہین تو خدا جانے تمھارا کیا حال ہوتا اور وہ موذی کیا سلوک کرتا پادشاہ نے یہ حال دیکھکر
حاتم کی تعریف بہت سی کی شہر کے باشندے سبکے سب پاؤن پر گر پڑے پھر بادشاہ نے بہت سی اشرفیان
اور روپے کئی کشتیان ملبوس و جواہر کی منگوا کر اوسکے سامنے رکھین اوسنے کہا مجھے درکار نہین خدا نے
سب کچھ دیا ہے اگر منظور ہے تو فقیرون کے حوالے کرو جو خدا کی خوشی ہو اور تمھین اجر دی کیونکہ جو شخص
خدا کی راہ مین بہر دیتا ہی وہ مزدوری نہین لیتا شہریار نے اوسی گھڑی فقیرون غریبون محتاجون کو بلا کر
اوس مال کو تقسیم کر دیا حاتم کو تین روز تک مہمان رکھا چوتھے روز وہ رخصت ہو کر آگے بڑھا کتنے دنون
کے بعد اوس پہاڑ کے نیچے جا پہونچا جسکا ذکر اوس پیر مرد نے کیا تھا دل سے مستعد ہو کر اوسپر چڑھا جب اوس سے
گذر گیا تب ایک بڑا جنگل دکھائی دیا اوسمین عجائبات دیکھے قسم قسم کے میوے کھاتا ہوا کئی روز تک
چلا گیا جب اوس سے نکلا ایک دوراہا نظر آیا وہان کھڑی ہو کر اپنی جی مین سوچنے لگا کہ اوس پیر مرد نے

لوگون نے حاتم سے کہا ای جوان وہ موذی آپہونچا اوسنی سنتے ہی شاہ سی عرض کی کہ ذرا مین بھی اوسکو
دیکھون پھر اوٹھہ کھڑا ہوا اور خیمے کے باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک اژدہا آسمان سی سر لگائی ہوئے
چلا آتا ہی اوسکی درازی کا ٹھکانا نہین ہی یہ بھی اوسکا سامنا نہین کرسکتا آدمی کل تو کیا مقدور جو آنکہہ
اوٹھا کر دیکھے تو جو پتھر اور درخت اوسکی چھاتی کے نیچے آتا ہی وہ پسکر سرمہ ہوجاتا ہی حاتم نے اوسکو جو اس
ہیئت سی آتے دیکھا کہا الٰہی تیری پناہ تو ہی اس سے نجات دی گا یکایک وہ سانپ نزدیک آیا اور اپنی دم
ایسی سخت کرکے ہلائی کہ آدمی سبکے سب سر جھکا کے زمین پر گر پڑے پھر وہ چارون طرف نگاہ کرکے زمین سے
لوٹ کر ایک خوبصورت آدمی بنگیا تب اونھون نے اوٹھہ کے ادب سی سلام کیا اور بادشاہ اوسکے آگے
جاکر اپنے خیمے مین لے آیا ایک تخت جواہر نگار پر بٹھایا اور ایکدم بیٹھکر اوٹھا اور کہنے لگا کہ اپنی اپنی لڑکیان
مجھے دکھاؤ بادشاہ نے کہا بہت بہتر دیکھیے تب اوسنی بارگاہ سی نکل کر سب سردارون اور سوداگرون اور
غریبون کی لڑکیان دیکھین پر کسیکو پسند نکیا اولٹا پھرا بادشاہ کے خیمے مین آیا جہان شہزادی بیٹھی تھی
وہان گیا اور اوسی کو منظور نظر کرکے ایکدم کے بعد بادشاہ سی سوال کیا کہ مجھے اسی کی خواہش ہی میرے
حوالے کرو اس بات سنکر بادشاہ نے کہا ایک بڑا بزرگ زادہ کتنے دنون سی نکل گیا تھا بالفعل آیا ہے ہم اوسکی
بے حکم کچھ کام نہین کرسکتے والا ایک آن مین ستیاناس کریگا صلاح یہ ہی کہ آپ اوسکو بلوائین وہ جو کچھ
کہے گا سو ہم کرین گے اوسنے کہا کہ ابتک وہ کہان تھا آج کیونکر آیا اچھا بلواؤ یہ تو وہان قناتون کے نیچے ہی
لگے ہاتھا بلاتے ہی اوسکے روبرو آکھڑا ہوا اونے پوچھا کہ ای جوان مین ایک مدت سی اس شہر مین آتا جاتا ہون
پر تو کبھی مجکو نظر نہین آیا اب کہان سی آگیا سچ بتا تو کون ہی اور کس واسطے ہمارے فرمانبردارونکو گمراہ کرکے اس
ملک کو خراب کروایا چاہتا ہے حاتم نے کہا کہ جبتک مین اس شہر مین نہ تھا تبتک اونھون نے تیرا کہا کیا اب
اس ملک کا مالک مین آیا ہون اور کاروبار یہان کا مجسے تعلق رکھتا ہی جو کوئی ہماری بات ادا کی نہین
بجالاتا ہی بیٹی اوسکو دیتے ہین جن نے پوچھا وہ کیا ہی بیان کر حاتم نے کہا کہ میری پاس ایک مہرہ ہے
پہلے تو اسکو گھسکر پلاتا ہون وہ بولا جو یہ رسم ہے تو ای آمین پیون گا حاتم نے وہ مہرہ جو خرس کی
بیٹی نے دیا تھا اپنی جیب سے نکالکر تھوڑی سی پانی مین رگڑکر اوسکے حوالے کیا جن نہ جانتا تھا کہ اوسکے

احوال پرسی کی اور ایک کرسی پر بٹھا کر کہا کہ ای جوان تجھی کچہ معلوم ہی کہ یہ کیا آفت اور کیا اسرار ہے
حاتم نے کہا مین خوب جانتا ہون وہ جن ہی جب اونکی قوم فساد کیا چاہتی ہی راہ رہت کو چھوڑ کر
کجی اور مردم آزاری اختیار کرتی ہی پادشاہ بولا کہ ای جوان مرد اگر یہ جن تیری ہاتہ سی مارا جاوی یا میرے
شہر سے دور ہو تو مین سپاہ و رعیت سمیت تیری اطاعت کرون بلکہ جب تک جیون ممنون
احسان رہون حاتم نے کہا مین جو کام کرتا ہون خدا کے واسطے کرتا ہون جو قدم آگی بڑھاتا ہون اپنے
مولا کی راہ مین دھرتا ہون اگر نہ بھی کام کرون گا تو کسی پر احسان نہین پر جو کچہ مین تم سے
کہون سو قبول کرو پادشاہ نے فرمایا بسر و چشم پھر حاتم نے کہا جسوقت وہ آئی اور جس لڑکی کو
پسند کرکے لیچلے اوسوقت وہ اوس سے کہی کہ صاحب تم لیجانے مین مختار رہو مگر اتنی بات ہماری بھی
سنو کہ ہمارا ایک بڑا سردار زادہ مدت کی بعد آج آیا ہی ہم سب کے سب اوسکی تابع ہین اوسکے بغیر کہے اوس
لڑکی کو تمھاری سایہ نہین کر سکتے اگر تمھاری حوالی کرین تو عین خطا ہی کیونکہ تم غصے ہوگے تو ایک پل
مین ہماری ملک کو خراب کروگی وہ جو غضب ہوگا تو ایک پل مین خاک سیاہ کردی گا القصہ پادشاہ
نے تمام دن حاتم کو اپنی بارگاہ مین بٹھا رکھا جب شام ہوئی اوس سانپ کی آمد آمد کا غل ہوا

تصویر اوس سانپ اژدہا پیکر کی جو حقیقت مین ایک جن تھا



کوئی جی نہین سکتا اور بے اجل کوئی مر نہین سکتا پھر قریب کا رستہ چھوڑکر راہ بعید کیون اختیار کرون
پیر مرد نے کہا نہین سنا ہے تو نے کہ بزرگون نے کہا ہے **بیت** چل راہ راست سو جو نہ ہر چند دور ہی
جو رونکر تو ہیوہ اگرچہ وہ حور ہے **شعر** گو کہ مرتا نہین کوئی بے موت لیک تو منہ مین اژدہے کے
نجا دیکھ اگر میرے کہنے پر عمل نکرے گا خراب ہوگا غرض حاتم اوسکو رخصت کرکے آپ روانہ ہوا چند دن
کے بعد ایک شہر نظر آیا اور نقارون کی آواز بکثرت سنی جی مین کہنے لگا آج اس شہر مین کیا کسی کے
گھر مین شادی ہی بہت لوگ شہر کے جمع ہین بادشاہی سراچے کھڑے ہین اور تنبو دیرے استادہ ہین فرش
ستھرا پاکیزہ صاف ہر ایک طرف بچھا ہے جا بجا لوگ بیٹھے ہین ہر مجمع کے قریب نقارے بج رہے ہین مجلس مین
راگ ناچ ہو رہا ہی چولھونپر دیگین کھڑک رہی ہین کھانا پک رہے ہین یہ کیفیت دیکھکر پوچھنے لگا
ای یارو سچ کہو آج اس شہر مین کیا شادی ہی وہ بولا اس شہر کی رسم ہی کہ برسون دن ہر ایک امیر و غریب
بلکہ بادشاہ وزیر بھی اپنی اپنی لڑکیونکو جو بالغ ہین دلھن بناکر عطر اور ارر گجے مین بساکر خیمون مین
بٹھا دیتے ہین پھر ایک بڑا سانپ جنگل کیطرف سی آتا ہی اور ایک جوان کی شکل بنکر ہر ایک خیمے کے اندر
جاکر اون سبھون کو دیکھتا پھرتا ہی جو پسند آتی ہی اوسکو لیجاتا ہی ہمنے دہشت سی بیحیائی کی
نقاب منہ پر ڈالکر مجبور یہ شادی مچائی ہی دیکھیے کسکی لڑکی پسند کری اور لیجاوی ہر ایک کو یہی
دھڑکا ہے آج نقارے بجتے دیکھتا ہے کل چھاتی پیٹتے دیکھیو ایکدن کی شادی اور سات دن کا
غم ہمکو ہر سال ہی بس ہین کیا کرین شام کے وقت مقرر آئی گا کسی کی سر پر آفت لائے گا
یہ ماجرا سنکر حاتم نے اپنے جی مین کہا کہ یہ کام جن کا ہی فی الحقیقۃ وہ سانپ نہین پھر اون سے
مخاطب ہوا ای عزیزو یہ بڑی بلا تم پر آتی ہی اونھون نے کہا پھر کیا کرین اسمین کچھ اپنا چارہ نہین
جو خدا چاہے سو کرے مثل مشہور ہے سنگ آمد ایسا ہم کسیکو نہین دیکھتے جو خدا کی واسطے
اس آفت کو ہماری سر سے ٹالے حاتم نے کہا انشاء اللہ تعالے اس آفت کو مین ابھی رات کو تمھاری سر سے
دفع کرتا ہون تم مرد انہ وار رہو اپنے جی مین کچھ اندیشہ نکرو اونھون نے جاکر اپنے سردارون سی ذکر
کیا وہ سنتے ہی ہاتھون ہاتھ اوسکو بادشاہ کے پاس لے گئے اور تمام ماجرا بیان کیا تب بادشاہ نے

بے ہاتہ پاون ہلائے نعمت ہاتہ نہین آتی یہ سنکر اوسکی قوم نے کہا کہ ای نادان یہ خیال باطل تیرے
دل مین آیا ہے اسے دور کر ہرگز راحت نپائے گا مفت مین رنج اوٹھائے گا آخر اپنے کیے پر پچتائے گا
اوسنے نمانا اپنے بھائی بندون اور فرزند سمیت وہان سے نکلکر ایک اور دریا کی طرف چلا ہر چند کہ
آبی جانورون کو خشکی مین چلنا بہت دشوار ہے اسپر بھی وہ اوچھلتا کودتا خوشی بخوشی چلا جاتا
تھا قضای کار راہ مین ایک چشمہ ملگیا اوسمین ایک سانپ تھا کہ اوسنے وہان کی سب مینڈک کھالئی تھی
چند روز سے جو غذا نپائی تھی بھوک سے جھنجلا رہا تھا دیکھتے ہی بے اختیار اوپر لپکا ایک ایک کو
چن چن کر کھا گیا کسی طرح سے وہ مینڈک آپ بھاگ کر دریای قدیم مین آپڑا لیکن جو بروا لڑکے
بر باد گئی اوسکی قوم یہ حالت دیکھکر یون طعنہ دینے لگی ای نادان یہ کیا کیا تو نے مفت مین اپنا
بسا گھر اوجڑوا دیا باری اپنا احوال کہہ کہ تجہپر کیا گذری وہ بیچارہ بال بچون کے غم کا مارا سر
جھکائے اور اپنے کیے پر ندامت کھینچی چپکا بیٹھا سبکی سنتا تھا ہر چند کہ وہ لعنت ملامت کرتے تھے
جواب دینا تو درکنار یہ دم نمارتا تھا غرض جو کوئی بزرگون کا کہنا نہین کرتا اوسکا یہی حال ہوتا ہے
پس اے جوان میرا کہنا مان یہین سے پھر جا گرمی نکر کیونکہ حمام باد گرد مین کوئی نہین پونہچا تیرا سر کیون پھرا ہے
اپنا علاج کراون باتون سنکر حاتم نے جواب دیا اے جوان بزرگ جو تو کہتا ہی میری ہی بہتری کے واسطے کہتا ہے
لیکن جو بات خدا کے واسطے ہو اوس سے مُنہ پھیرنا خوب نہین کیونکہ دیانت اور تقوی سے نہایت دور ہے
کرم الہی سے امیدوار ہون کہ اوس جوان کی مراد میری ہاتہ سے بر آئے خدا کے واسطے اگر تو جانتا
ہے تو شہر قطان کی راہ مجھے دکھادی جو اپنی راہ لگون اوس مرد بزرگ نے جو دیکھا کہ اسکا ارادہ
کامل ہے ساتہ ہو لیا اور شہر کے باہر جا کر کہا ای مسافر داہنی طرف کا رستہ یہان سے اختیار کر آگے
بہت سے شہر قصبے ملینگے اونکے بعد ایک پہار نظر آئے گا اوسکے نیچے ہزارون آفتین بلائین ہین
اگر اوسنے بچ نکلے گا تو ایک صحرای عظیم ملے گا وہان خدا کی قدرت نظر آئی گی تھوڑی دور جا کر
دو راہا ملے گا بائین طرف کو جائیو کہ وہ راہ پاکیزہ پر فضا ہے بخوبی شہر قطان مین پونہچے گا
اگرچہ داہنی طرف کی راہ نزدیک ہے مگر اسمین خطرے اور بہت سی آفتین ہین حاتم بولا بی دانا

جگہ بھیجا اول تو یہ ہی کہ اوسکا نشان معلوم نہین دوسری جو کوئی وہان گیا سو گیا پھر نہ پھرا جو کوئی ہان
جانے کا قصد کرے اپنی جان سی ہاتہ دھوئے غسل میت جیتے جی بجالائے کیونکہ اوسکا رستہ اول منزل سے
کم نہین اور رستی مین حارس قطان شہر قطان کے بادشاہ نے اوسکی سرحد مین چوکی بٹھائی ہی کہ جو کوئی اوس
حمام کی خواہش کرکے آئے پہلے اوسے میرے پاس لے آئو معلوم نہین اوسکی اپنی روبرو بلانے کی وجہ کیا ہی
مار ڈالتا ہے یا اوسکو چھوڑ دیتا ہے یہ سنکر حاتم نے کہا کہ حسن بانو سوداگر بچی پر میر شامی شہزادہ عاشق
ہوا ہی اپنا خانمان برباد کرکے اوسکے شہر کی کاروانسرا مین بیٹھا رہا ہی مین اوسکے واسطے یہ رنج اپنے اوپر
گوارا کرکے کئی برس سے اوسکے کام مین عہدہ اسد پھرتا ہون اور اوس سوداگر بچی کی چھ سوال خدا کے فضل وکرم سے
پورے کرچکا ہون اب سنا توان سوال حمام باد گرد کی خبر ہے سو لینے جاتا ہون دیکھون قسمت کیا دکھائے
پیر مرد بولا آفرین تجہپر اور رحمت تیرے ماں باپ پر جو بیگانے کے واسطے عیش وعشرت چھوڑکر محنت اختیار کی
مصیبت سہی لیکن صلاح یہ ہے کہ اب اس خیال محال کو دل سی دور کرہین ہی پھر جا اوس سے کہ کہ وہ طلسمات
ہی کوئی اور نہین جاتا اور اوسکا پتا نہین بتاتا یہ بات سنکر حاتم بولا استغفر اللہ جھوٹھ کس طرح اوس سے
بولون بات کیونکر بناؤن یہ انصاف نہین کہ وہ عاشق بیچارہ مدت مدید سی درد انتظار کے سبب سے جان بلب
ہے فقط امید وصال پر اوسکا دم بھر رہا ہی قریب ہے کہ شربت وصال اپنی معشوقہ کے ہاتہ سی پی اپنی حیات کو
تازہ کرے حیف ہے کہ اسوقت مین حیلے ڈھونڈھون اور اوسکے کام سے پہلوتہی کرون بس خدا کو
کیا جواب دون گا کیونکہ جو کوئی عہدہ اسد کمر باندھتا ہی جھوٹھ نہین بولتا اور جنھون نے خدا کی راہ مین
اپنا گھر چھوڑا ہے وہ بے حصول مطلب نہین پھرے اوس جہاندیدہ نے کہا ای جوان اپنی جوانی پر رحم کر ہرگز
اوس طرف نجا کیونکہ وہان کا جانا جہان سی جانا ہی اگر میرا کہنا نہ کرے گا تو پشیمان ہوگا جیسے مینڈک نے
اپنی قوم کا کہنا نہ مانا پشیمانی کھینچی حاتم نے پوچھا کہ اوسکی حقیقت کیونکر ہے پیر مرد کہنے لگا کہ اطراف
شام مین ایک دریا تھا اوسمین بہت سی مینڈک رہتے تھے ایک دن اون مین سے کسی عوک نے اپنی قوم سے
کہا جی یون چاہتا ہی کہ یہان سی سفر کرین کہی اور دریا مین جاکر رہین کیونکہ مسافرت مین فائدے
بہت ہین فقیر غنی ہوجاتے ہین اور مفلس مالدار ہرگز وطن مین کسیکو دولت حاصل نہین ہوتی

لپیٹ گئی کہ تو عاشق صادق ہی مجکو یقین ہوا اب جو کہی سو کرون مجھ سے بت بول ہی پھر حکم کیا محلسرا کو
آراستہ کرو اور ساقیان گل اندام چڑاؤ ستھری گلابیون مین شراب لعل فام بھر کر لے آئین دور جام شروع
کرین اوسکی فرمانے ہی کی دیر تھی سب مہیا ہو گیا غرض اوسی طرح عیش و عشرت اور مہمانداری مین
ایک مہینا گذر گیا اور وہان کنوئی پر جو لوگ بیٹھے تھے وعدہ شماری کر رہے تھے کہنے لگے اگر آج بھی
وہ جوان نہ نکلا تو اپنے اپنے گھر چلے جائین گے الغرض اکتیسوین دن حاتم اوٹھکر اوس جوان سے کہا
مجھے کام ضرور ہے اب نہین رہ سکتا جو تم نے وعدہ کیا ہے اوسکو وفا کرو پری بولی اوٹھی بہت بہتر
حاتم نے کہا بشرطے کہ تم وعدہ مضبوط کرو حضرت سلیمان کو درمیان دو تب مجھی باور ہو پری نے قسم
کھا کر کہا مین اس قول سی ہرگز نہ پھرون گی تم خاطر جمع رکھو پھر اپنی پریون سی کہا ان دونون
جوانون کو کنوئے پر پونہچا آؤ اونھون نے ایک ہی جست مین دونونکو کنوئی پر بٹھا دیا لوگ دیکھکر حیران رہ
آگئے اور اوسکے مان باپ دوڑ کر حاتم کے قدمونپر گر پڑے خوشی بخوشی اپنے شہر مین داخل ہوئے نہایت
تکلف سی حاتم کی ضیافت کی ناچ راگ رنگ شروع ہو گیا گھر گھر شادیانے بجنے لگے چودہ دن تک
حاتم کو مہمان رکھا اور پری بھی اپنے وعدے پر آنے جانے لگی بلکہ یہی معمول رکھا حاتم نے اوسکی سستی اور دلدہی
دیکھکر اپنے جی مین کہا سبحان اللہ اس قول پر کہ صورت بھی اچھی ہی اور سیرت بھی سچ ہے وہ حسن
بے لطف ہی اگر وفا نہو اور وہ آنکھ بے کیفیت ہی جس مین حیا نہو القصہ پندرھوین دن حاتم نے وہان سے
رخصت ہوا جنگل کا رستہ لیا جوان بھی اوس شہر کے باہر پونہچا گیا ایک مدت کے بعد ایک بستی نظر آئی
اوسکی شہر پناہ کے باہر ایک پیر مرد کھڑا تھا حاتم پر جو اوسکی نظر پڑی کہا اوسنے السلام علیک ای جوان
مرحبا اوسنے کہا علیک السلام ای پیر مرد باصفا اوسکے بعد اوسنے کہا ای مسافر آج کی رات میرے گھر مین
قدم رنجہ فرمائیے اور آب و نمک کی شریک ہو جیے تو عین مہربانی ہی حاتم بولا اینکی کیا پوچھنا اوسید مرد
پیر مرد اوسکو اپنے گھر لے آیا بائین شایستہ ضیافت کی کھانے کے بعد پیر مرد نے پوچھا ای جوان تیرا کیا
نام ہی اور کہان جائیگا اوسنے کہا حاتم نام ہی یمن کا رہنے والا ہون حمام باوگرد کی خبر کو جاتا ہون سنکر
ہی اوسنے سر نیچا کر ایک ساعت کے بعد سر اوٹھا کر کہا کہ ای عزیز وہ کون تیرا دشمن تھا جسنے تجھے ایسی

مسکرا کر بولی کہ یہان کسنی اوسی منع کیا ہی ابھی چلا جائی یہ آپ ہی مبتلا ہو کر یہان آیا ہی مین فی اسی تھوڑی بلایا ہے یہ اختیار رکھتا ہے جہان چاہی وہان جاہی یہ سنکر حاتم نے کہا اوٹھکھڑا ہو پری نی پروانگی دی وہ بولا یہ اجازت نہین ہی بلکہ کنایہ ہے رضامندی یہ ہے کہ مجسے اس طرح قول کر کہ تو خاطر جمع سی اپنی گھر جا مین ہر ایک ہفتی تین دو تین بار رات کے وقت تیرے پاس جاؤنگا اور تجھی اپنی خاطر عاطر سی نہ بھلاؤنگا یہ بات سنکر حاتم نے سر نیچا کر لیا ایک دم کی بعد پریزاد سی پھر کہا خدا کے واسطے تو اسپر مہربان ہو اوجو یہ کہتا ہی مان لے پری تیوری چڑھا کر بولی ہماری قوم کی یہ چال نہین جو مین کرون یہ سنکے چوچلے مجھے نہین بھاتے اتنی گرمی نہ کیجیے زیادہ اختلاط چڑھ ہے حاتم نے کہا اگر معشوق اس گرفتار کے حال پر ذرا رحم کھائے تو مین کچھ عرض کرون کیونکہ مین نے فلانے فلانے پریون سی سنا ہے اور ملاقات کی ہی اور اونکے لطف و احسان عاشقون کے حال پر ایسی زیادہ دیکھی ہین تم کہتی ہو کہ ہماری قوم مین اس طرح کے سلوک کوئی نہین کرتا مین کیونکر مانون بلکہ آدم زاد بیوفا و جفاکار ہین پریزاد بھی عالم دوستی مین وفادار اور فرمانبردار ہین یہ سنکر اوسنی مُنہ پھیر لیا اور کہا یہ جھوٹا لپاٹیا ہے مجھی دل سی نہین چاہتا یہ تیری بناوٹ ہی جوان بولا جو کچھ تم فرماتی ہو سچ ہے اس فہمیدگی کے صدقے جایئے مین نے تمھاری واسطے گھر بار چھوڑا جان سی ہاتھ دھو کر آیا کو اس کنوی مین گرایا کیا کیا صدمے اوٹھا کر یہانتک پونہچایا اسپر بھی مین چاہنے والا نہ ٹھہرا بیت

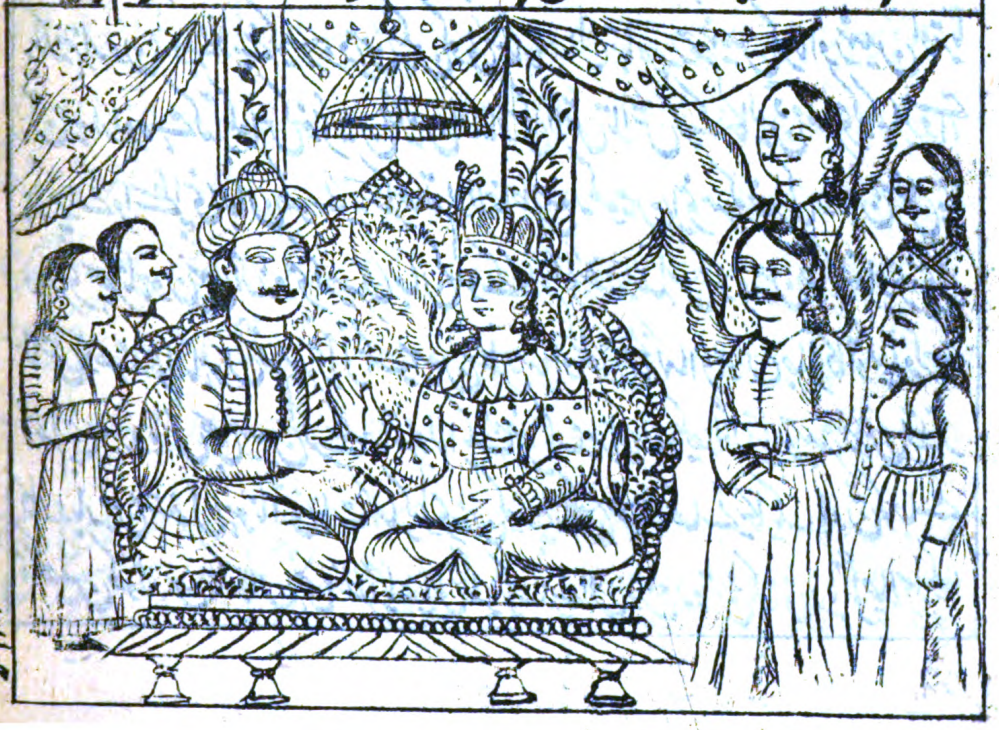
ہوئے تم نہ واقف مری حال سے	مین صدقے رہا جان اور مال سے

یہ سنکر پری بولی ایسی باتین بہت سنی ہین کیون اہی تباہی بک رہا ہی مین جب جانون کہ تو بھی چاہتا ہی جو کچھ کہون ہی بجا لائے وہ بیچارہ فی الفور اوٹھ کھڑا ہوا کہ دیر کیون کرتی ہو جو منظور ہے جلد فرماؤ اوسنی اپنی لوگون سی کہا کہ ایک کڑاہ مین گھی بھر کر چولہے پر چڑھا دو جب گھی اوسمین کڑکڑائے مجھے خبر کرو اونھون نے وہی کیا جسوقت گھی کھولنی لگا اوسوقت جوان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کیون جی تم ہمین چاہتے ہو تو اسمین کود پڑو جوان بے تامل خوشی بخوشی اوس کڑاہ کیطرف جایا چاہتا تھا کہ آیکو اوسمین گرا دی پری دیوانون کی طرح دوڑ پری بیتابانہ اوسکے گلے

جوان اوٹھکھڑی ہوئی اور اپنے پاس بٹھالیا مہمانداری کی رسمین بجالائے احوال پوچھنے لگا کہ تم کون ہو
کیا نام ہے کہانسے آئی ہو حاتم بولا مین کارہنے والا ہون شاہ آباد سے آتا ہون حمام باد کردی کو
جاتا ہون میرا نام حاتم ہے اتفاقاً اس کنوئی پر آنکلا تھا بہت سی لوگون کو روتی ہوئے دیکھا خصوصا
ای جوان تیرے ماں باپ کی حالت سی میری حالت تغییر ہوگئی بے اختیار اونکے پاس جاکر پوچھا کہ تم
اس طرح کیون بیقرار ہو کہ سننے والونکی چھاتیان پھٹی جاتی ہین وہ آہ بھر کر بولا کہ اس کنوئی مین
ہمارا یوسف ثانی گم ہوگیا ہے اس سی ہماری جی ڈوبے جاتے ہین کوئی ایسا نہین جو خدا کی واسطے
اسمین جاکر اوسکی لاش نکال لائے جب مین نے یہ کلمہ سنا بے اختیار آپ کو اس کنوئی مین گرادیا
یہانتک آپونچا اب مین نہین جانتا کہ اونکا بیٹا تو ہی ہی یا کوئی اور پر ایک آدمی کو دیکھتا ہون
یہ سنکر اوس جوان نے کہا کہ ای بھائی وہ شخص جو یعقوب صفت اپنی بی بی سمیت یہان تھا مین اوسی کا
بیٹا ہون ایکدن کا ذکر ہے کہ اوس کنوئی پر آنکلا کہ یہ رشک پری مجھے نظر آگئی فورًا اوسکے ایک
جلوہ پر بے دامون بک گیا اور اوسکی چاہ سے بادلا بن گیا وہان بیٹھہ رہا یہ برق وش بھی ہر روز
اپنی جھلک دکھا کر چلی جاتی تھی لیکن مجھی اس دیکھا بھالی سی تسلی نہوتی تھی آخر اوسکی سلسلہ محبت کی
کشش نے کھینچکر مجکو اوس چاہ عمیق مین گرادیا پھر باد صبا کی طرح اس گل خوبی کی جستجو مین
گرتا پڑتا اس باغ مین آپونچا بارے اوسنے میری خستہ حالی دیکھکر نہایت مہربانی فرمائی اور مجھ تشنہ
آب وصال کو اپنی جام وصل سی سیراب کیا اب بارام گذرتی ہی ہر ایک رات عیش و آرام مین کٹتی ہے
حاتم نے کہا حیف ہے تو یہان رنگ رلیان منا رہا ہی اور وہان تیری ماں باپ کا احوال تباہ ہو رہا ہے
یہ کیا انصاف ہے وہ بولا اب مجہ گرفتار کا اختیار اسکے ہاتہ ہی اگرچہ رخصت دے تو جاؤن اونکی
تسلی کر آؤن حاتم نے کہا اندکی صبر کر مین تیرا احوال ابھی عرض کرتا ہون یہ کہکر پری کی طرف متوجہ
ہوکر کہنے لگا کہ ای سراپا ناز قدردان اہل نیاز دردمندونکی دمساز احسان و مہربانی سی دور ہے
کہ اسکے ماں باپ آتش ہجر سے جلین اور سوز مفارقت سی سراپا شمع کیصورت گلین بہتر ہے کہ اس
جوان کو دو تین دن کی رخصت دے جو یہ جاکر اونکی چھاتی سی لگے اور دل ٹھنڈا کرے وہ

باغ پاکیزہ پر فضا دروازہ کھلا ہوا نظر آیا بی تامل اوسکے اندر چلا گیا ہر قسم کے پھول پھلی ہوئے
اور درخت خوبصورت میووں سے لدی ہوئی دیکھے اور وہ باغ خوشبو سے ایسا مہک رہا تھا کہ اوسکا بھی دماغ
معطر ہوگیا اسکے جی مین آیا کہ ایسی خوشبو کن پھولون کی ہی اس امتحان کے لیے ہر ایک تختی کیطرف
آتا جاتا تھا کہ ایک جماعت پریزادون کی کسی جگہ بیٹھی ہوئی دکھائی دی اور ایک تخت مرصع پر
ایک جوان خوشرو بھی بیٹھا نظر آیا تب حاتم تھوڑی دور بڑھکر گنجان درختون مین چھپ رہا اور
تماشا دیکھنے لگا اتنے مین پریون کی نظر اوسپر جا پڑی یکایک چیخین مارنے لگین کہ ہی ہی یہ آدمی زاد
نامحرم کہانسے آیا پھر جاکر اپنی سردار سی عرض کی کہ ایک شخص آدم کی قوم سی فلانے درختون مین
چھپا کھڑا ہے یہ سنتے ہی پریزاد نے اوس جوان سی کہا کہ تمھارا بھائی بند ایک اور بھی یہان
آپونچا اگر کہو تو تمھارے پاس لے آئین مہمانداری کی شرط بجا لائین وہ بولا بہت بہتر مجھی بھی اپنے
ہمجنس کا کمال اشتیاق تھا الحمد للہ خدا نے بھیجدیا اوس پری نے اپنی ایک دو مصاحبون سے کہا کہ جاکر
تم اوسکو بائین شایستہ لے آؤ وہ جاکر اوسی طرح سی لائین جب تخت کی قریب پونہچا پریزاد اور وہ

تصویر پریزادون مین ایک تخت مرصع پر بیٹھا اوس لڑکی کی حاتم کا بیٹھنا اور باہم باتین کرنا



حسن بانو کے بیاہے جانے اور حاتم کے اپنے گھر آنے کا

جب حاتم شہر سے نکلا جنگل کی راہ لی چند روز کے بعد ایک شہر کے قریب جا پونہچا کیا دیکھتا ہی کہ ایک کنوی کے گرد بہت سے زن و مرد جمع ہین اوسنی پوچھا کہ ایسا ہجوم اور ایسی دھوم کیون کر رکھی ہے کسی نے کہا ای عزیز یہان کے حاکم کا بیٹا اس کنوی پر دیوانہ ہوکر بیٹھہ رہا تھا آج تیسرا دن ہی کہ اوسنے آپکو اس مین گرادیا ہر چند ہم کانٹے اور رسیان ڈال ڈالکر ڈھونڈھتے ہین پر اوسکی لاش نہین ملتی معلوم نہین کہ اسمین کیا بلا تھی جو اوسے تحت الثری مین لے گئی یا پانی ہی مین ہو پر کوئی اپنی جان کے خطرے سے اوترتا بھی نہین بہادا اسمین اژدہا ہو اور نگل جاوی یہی باتین ہو رہی تھین کہ اوسکے ماں باپ پیان پھاڑ سر پر خاک ڈالے وہان آپونہچے اور کنوی پر بیٹھکر ایسے درد سے روئے کہ پرندی ہوا کی بھی فریاد کرنے لگے بلکہ پتھرون کے جگر بھی پانی ہوکر بہ گئے یہ حالت دیکھکر حاتم کا بھی دل بھر آیا آبدیدہ ہوکر بھروسا دینے لگا کہ خواہش الٰہی ہی چارہ نہین صابر و شاکر رہا چاہیے وہ بولے کہ ای جوان تو سچ کہتا ہے لیکن جو اوسکی لاش بھی ہاتہ آئی تو دفن کرکے اوسکی قبر ہی سے اپنی دل بیتاب کو تھوڑی بہت تسلی دین اور صبر کرین کیونکہ موی ہوے کی اتنی ہی نشانی بہت ہی چنانچہ ہر ایک کی منت کرتے ہین بلکہ ہزارون روپے دینے کو موجود ہین لیکن کوئی ہماری حال تباہ پر رحم نہین کرتا اور نہین اوترتا آج یہ ارادہ ہے کہ آپکو اس کنوئی مین ڈالین اور اوسکی لاش تلاش کرکے نکالین دوسری کو کیا پروا ہے جو پرائے واسطے اپنی جان کھوئے یہ سنکر حاتم بولا خاطر جمع رکھو مین اپنی سر کو خدا کی راہ مین ہتیلی پر دھرے پھرتا ہون یہی آرزو ہی کہ میری جان کسوکے کام آئی عند اللہ اس کنوئی مین جاکر تمھاری بیٹے کی لاش ڈھونڈھ لاتا ہون تم میری آنی تک یہین منتظر رہنا اونھون نے کہا ای جوان جانے کا تو کیا ذکر ہے ہم اپنی بود و باش بھی یہین کرینگے حاتم بولا ایک مہینے تک میری راہ دیکھنا اگر آیا تو بہتر نہین تو اپنے کاروبار مین مشغول ہونا اتنی بات کہکر کنوئی مین کود پڑا کئی غوطے کھائے یکایک پاون تہ کو جا لگے آنکھین کھولدین نہ کنوان ہی نظر آیا نہ پانی مگر ایک میدان وسیع روشن دکھائی دیا آگے چلا اتھر ایک

شہر مین پونچادیتا ہون یہ کہکر کئی پریزادون سے فرمایا کہ ابھی شہزادہ حاتم کو اوڑن کھٹولے پر بٹھاکر یمن
مین پونچادو حاتم نے کہا مجکو یمن سے کچھ کام نہین بلکہ شاہ آباد کو جانا منظور ہے یہ فرمایے کہ وہان
پونچادین پریزادون نے اوسیدم اوسکو کھٹولے پر بٹھاکر شاہ آباد کو سدھارے لیارات دن چلے گئے جب باندی ہوتی کسی
دلچسپ جگہ اوتر پڑتے قدرے دم لیکر پھر لوٹتے اسطرحسے ایک مہینے کے بعد نواح شہر مین جا پونچے حاتم نے
اپنی رسید لکھکر پریزادونکو دی اور رخصت کیا آپ شہر مین داخل ہوا لوگون نے حسن بانو کو خبر پونچائی کہ
وہ جوان پھر صحیح وسلامت آن پونچا اوسنے بدستور پردہ کرکے اندر بلالیا اور ایک طلائی کرسی پر بٹھایا
حاتم نے کچھ بات نہ کی بیٹھتے ہی اوس موتی کو بٹوے سے نکالکر سب لوگونکو دکھایا پھر اوسمین رکھ لیا اور
ساری سرگذشت بیان کی پھر نکالکر حسن بانو کو دیا وہ نہایت شاد ہوئی اور حاتم کی ہمت پر آفرین
وتحسین کرنے لگی اتنے مین حاتم اوٹھکر کھڑا ہوا اوس سے رخصت ہوکر مہمانسرا مین آیا اور منیر شامی سے ملا اپنا
تمام ماجرا کہہ سنایا پھر اوسکا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر کہنے لگا کہ اب خوش ہو خاطر جمع رکھو وصال یار نزدیک
ہی ایک سوال رہ گیا ہے انشاء اللہ تعالے اوسکو بھی پورا کرتا ہون منیر شامی یہ سنکر بے اختیار حاتم کے پاؤن پر گر پڑا اوسنے
اوٹھاکر گلے لگا لیا غرض دونون رات وزرتک باہم رہے جب حاتم نے دیکھا بدن کی ماندگی بالکل رفع ہوئی
آٹھوین دن پوشاک بدل کر حسن بانو کے دروازے پر آیا چوبدارون نے خبر کی اوسنے بدستور اندر بلاکر
کرسی مرصع پر بٹھایا حاتم نے کہا اب ساتوان سوال بیان کیجیے حسن بانو بولی حمام بادگرد کی خبر لاؤ
کیونکہ حمام کو گردش سے کیا کام مین نے سنا ہے کہ وہ چکی کی طرح پھرتا ہے پھر اوس مین لوگ
کیونکر نہاتے ہین لازم ہے کہ اوسکا اور اوسکی بنیاد کا احوال تحقیق کرکے آؤ حاتم نے کہا آتا جاتا ہو
کہ وہ کدھر ہے حسن بانو بولی دکھن اور پچھم کے کونے مین سنا ہے مگر اوسکی پیدایش کا حال نہین معلوم اور یہ بھی نہین
جانتی کہ کس سمت مین ہے یہ بات سنکر حاتم حسن بانو سے رخصت ہوا اور مہمانسرا مین آیا منیر شامی کی بہت سی تسلی اور
دلداری کی اور کہا انشاء اللہ تعالے اب سفر کرآؤن تو تیری معشوقہ کو تجھسے ملاؤن اپنے قول سے
سچا ہون یہ کہکر منیر شامی سے رخصت ہوا

ساتوان سوال حمام بادگرد کی خبر لانے کا اور ذکر منیر شامی سے

رخصت ہوکر چند روز مین اوسی دریا کی کنارے پھر آئے حاتم نے کہا بھائی یہان سے تم اپنے ملک کو
سدھارو مین اپنے شہر کو جاتا ہون مہر آور بولا بھائی جان یہ بات مروت سے بہت دور ہے
جو ایسے مکان خطرناک مین تجھے اسوقت تنہا چھوڑ دون اور آپ اس جاہ و حشم سے گھر کی راہ لون
میرا ارادہ یہ ہے کہ اسی تجمل سے تجکو شمس بادشاہ تک پونہچاؤن آپ بھی اوس سے ملاقات کرون پھر
اپنے لشکر کو فرمایا جلد سرانجام تیار کرین اور زنانی سواریون سمیت پارا وترین یہ کہکر حاتم اور آپ
بدستور گھوڑونپر سوار ہوئے رستہ پکڑا چند روز مین دریای قہرمان کے پار ہوئے اور ایک جنگل مین اور
دیوونکو خبر پونہچی کہ پریزادونکا لشکر آپونہچا ہے وہ بھی جمع ہوکر سر راہ آپڑے مہر آور نے ایک پریزاد
کو بھیجا کہ عزیز وہم دونون حضرت سلیمان ع کے خانہ زاد ہین ہمارا قصد تمسے بگاڑ کا نہین ہے تم ہمارے
مقابل کیون ہوئے ہو ہم شمس شاہ بادشاہ کی مہمان کیواسطے جاتے ہین کہ اوسنے مدت کے بعد غضب
خدا سے نجات پائی ہے اونھون نے بھی کہلا بھیجا کہ ہمکو بھی تمسے لڑنے کا ارادہ نہین فقط ملاقات کو آئے ہین
غرض اونکے سردارونکو بلاکر ملاقات کی حاتم کو ایک کوٹے مین چھپا رکھا پھر اونکو انواع و اقسام
کے کھانے کھلاکر طرح بطرح کی شرابین پلاکر رخصت کیا اور آپ بھی روانہ ہوا چند روز مین پریونکی
سرحد سے نکلا شمس بادشاہ کو خبر پونہچی کہ حاتم اور مہر آور آپکی ملاقات کو آتے ہین یہ سنکر وہ بھی اپنے
لشکر سمیت اونکے استقبال کو لیے چلا اثنای راہ مین باہم ملاقات ہوئی خوش ہوہوکر بغلگیر ہوئے
تمام ماجرا حاتم نے اپنا اور مہر آور کا بیان کیا شمس شاہ بادشاہ نے سنکر مہر آور سے بہت سی معذرت کی
اور کہا کہ یہ احسان تمھارا مجھپر ہے جو اس جوانکو صحیح وسلامت مجھ تک پونہچایا مین برابر دن اسکے لیے
غمگین رہتا تھا بلکہ زندگانی مجپر تلخ تھی الحمد للہ جیتا جاگتا خدا کے فضل سے اور تمھاری ملاقات سے
پھر مہر آور شاہ کو لشکر سمیت ایک باغمین اوتارا چالیس روز تک محلس عیش و نشاط گرم رکھی غرض مہمانداری
کے جتنے حقوق تھے سب بجالایا اکتالیسوین دن شہزادہ مہر آور نے حاتم اور شمس بادشاہ سے رخصت
چاہی اپنے ملک کی راہ لی اوسکے بعد بادشاہ نے حاتم سے کہا ای زمین کے شہزادے تونے نہایت راہ کی
مشقت سفر کی مصیبت اوٹھائی ہے اب بھی تیرا ملک دور ہے لیکن خاطر جمع رکھ ایکدم مین تجھے تیرے

اب کیون تشریف لائی ہین اوسنے کہا کہ شہزادہ مین تو آپکے قدم دیکھنے کی نہایت آرزو ہی چنانچہ مین اوسکو
لی آیا ہون وہ بہت خوشگو اور خوشرو ہی آپ دیکھکر کمال محظوظ ہونگے یہ سنکر بادشاہ نے پہلے تو مہمانی بھیجی
دوسرے روز حاتم کو بلواکر ایک جڑاؤ کرسی پر بٹھایا مہربانی سے پوچھا کہ اس ملک مین تم کس ارادے سے
آئے ہو اور کیونکر یہانتک پونہچے حاتم نے کہا خدا کریم ہے ہر طرح سے اوسنے پونہچایا پھر چاندی کا انڈا جو حسن بانو
نے اوسی موتی کا نمونہ دیا تھا اوسکے آگے رکھدیا اور کہا یہ مطلب ہے اگر اوسکی جوڑی کا موتی حضور سے
عنایت ہو تو عین الطاف ہی ماہ یار نے کہا کہ اسکا دوسرا کہان سے پڑیگا حاتم بولا کہ مین نے سنا ہی کہ آپکی
سرکار مین ہے مرحمت کرین تو مین اپنی مراد کو پونہچون بادشاہ نے فرمایا کہ اگر تو میری ایک شرط
بجالائے تو موتی کو سامنے اپنی ہمی بھی دون حاتم نے سر نیچا کیا ایک ساعت کے بعد سر اوٹھاکر التماس
کیا مجکو موتی ہی درکار ہے صاحبزادی کی آپ مختار ہین جسے چاہین اوسے دین بادشاہ نے فرمایا جسوقت تو
اوسکی پیدایش کا احوال بیان کریگا موتی اور لڑکی تیری حوالے کرون گا پھر تیرا اختیار ہے جسے
چاہیو اوسے دیجیو حاتم نے یہ سنکر عرض کی کہ مہر آور شہزادی کو بلوا بھیجئے اوسنے وہین بلوالیا گلے لگاکر
ایک کرسی پر اوسکو بھی بٹھایا تب حاتم نے بخت و بیدار کے اوس موتی کی پیدایش کا احوال کہنا
شروع کیا ماہ یار سلیمانی سر نیچا کیے سننے لگا غرض جو کچھ اوس پرندے سے سنا تھا تمام و کمال کہکر
سنادیا بادشاہ تحسین و آفرین کرکے تخت سے اوٹھکھڑا ہوا اور محل مین جاکر موتی لے آیا پھر ارشاد کیا
کہ بادشاہزادی کو دلہن بنائین بیاہ کی تیاری کرین حاتم موتی کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اسکے بعد بہت سے
ہاتھی گھوڑے جڑاؤ ساز یراق سے سجوا منگوائے اور شاہزادی کو بناسنوار کر کتنی سہیلیان خوشرو پوشاک
بہت سے غلام چیت چالاک سمیت مجلس مین بلوایا حاتم کی نگاہ جو ہین اوسپر پڑی بول اوٹھا کہ یہ میری
بہن ہے اسکو مین نے شہزادہ مہر آور کو دیا یہ اوسکے لائق ہی چاہیے کہ تم بھی اپنی رسم کے موافق ان
دونون کی شادی کردو اور موتی مجھی بخشو کہ مین حسن بانو کو دون ماہ یار سلیمانی نے مجلس نشاط کا
حکم کیا اور لڑکی کو اپنے دستور اور قاعدے کے موافق مہر آور کے ساتھ بیاہ دیا الحمد للہ کہ عاشق اور
معشوق اپنی اپنی مراد کو پونہچے ایک مہینے کے بعد دونون شہزادی شہزادی سمیت بادشاہ سے

پریزاد سواری کی اسباب سمیت ساتھ کردی اوسی گھڑی شہزادہ روانہ ہوا اور وعدے کے دن جاپونہچا لشکر کو
دریا کے کنارے چھوڑ احاتم کے مکان پر آیا جو اوسکو نیا یا حیران ہوا کہ اوسنے کیا وعدہ خلافی کی جو پہلے
چلا گیا اتنے مین حاتم کے گھوڑے کو چرتے دیکھکر پہچانا کہ وہی گھوڑا ہی پھر پریزادون سے کہا کہ اس باغ مین
جاکر اوسکو ڈھونڈھو وہین وہ سب باغ مین آکر تلاش کرنے لگے اتنے مین کسی پریزاد کی نظر جا پڑی کہ ایک
جوان خوشرو ایک درخت کے نیچے بیٹھا تماشا دیکھتا ہی وہ اولے پاؤن پھرا اور یہ احوال شہزادی سے عرض کیا
کہ مین ایک آدمی کو بیٹھے دیکھ آیا ہون جسکا جاذو وہی ہی یا کوئی اور وہ فوراً اوٹھکھڑا ہوا پاؤن اوٹھائی وہان
چلا گیا کیا دیکھتا ہے کہ حاتم سر جھکائے متفکر بیٹھا ہی پکارا ای بھائی سر اوٹھا کس سوچ مین ہے حاتم نے جو آنکھ
اوٹھاکر دیکھا تو مہر آور ہی اوٹھکر گلے سے لپٹ گیا پھر وہ دونون باغ سے باہر آئی حاتم نے دیکھا کہ ایک
لشکر عظیم الشان اوترا ہوا ہے اور ایک بارگاہ شاہانہ کھڑی ہی پوچھا کہ یہ بارگاہ اور لشکر کسکا ہی مہر آور نے
کہا کہ یہ آپ ہی کا ہی پھر اوسکا ہاتھ پکڑ کر سراپچے کے اندر لے گیا اور تخت مرصع پر بیٹھایا خاصہ یاد فرمایا
حاتم نے ایک مدت کے بعد جو انواع واقسام کے کھانے دیکھے برغبت تمام نوشجان کی پھر طائفونکو یاد کیا ناچ
ہونے لگا غرض تمام رات عیش وعشرت سے کاٹی صبح ہوتی ہی کوچ کا نقارہ کیا سوار ہوئی یہ خبر جزیرہ برزخ
کے بادشاہ کو پونہچی کہ پریزادون کا لشکر بیشمار قریب آپونہچا ہی پراونکے آنے کا مطلب معلوم نہین اوسنے
غضب ہو کر ایک سردار کے ساتھ کئی ہزار پریزاد کرکے فرمایا کہ جلد جاکر اونکی راہ بند کرو آگے نہ آنے پائین وہ
لشکر سمیت برسر راہ اوتر پڑا کئی دن کے بعد جو وہان جاپونہچے دیکھا کہ لشکر عظیم راہ روکی ہوئی پڑا ہی رک رہی
اتنے مین خبر پونہچی کہ ماہ یار سلیمانی نے تم سے لڑنے کو فوج بھیجی ہے شہزادی نے ایک مرد معقول کو اوس سردار کے
پاس بھیجا کہ ہم لڑنے کے ارادے پر نہین آئے ہین بلکہ ہمین بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونے کی آرزو ہے
سنکر اوسنے شہزادہ مہر آور کو کہلا بھیجا کہ آپ فراغت سے یہان پر اترین بادشاہ سے بخوبی ملاقات ہوگی اپنے
بادشاہ کو اس مضمون کی عرضی بھیجی فرمایا یہ جو ارادہ ہے تو اپنے ساتھ بعزت تمام لے آؤ ایک مکان پر تکلف
مین اوترواؤ غرض حاتم اور مہر آور چند مصاحبون کے تھوڑی لوگون سے شہر مین داخل ہوئے لشکر کو
شہر کے قریب کسی باغ مین اوترنے کا حکم کیا پھر ماہ یار سلیمانی نے ایک امیر کو مہر آور کے پاس بھیجا کہ آپ

بلکہ کسی بندی کو یہ دکھہ نہ دکھائی لیکن طالع مبارک تھے کہ ایک زادہ یعنی حاتم نام شاہ آباد سی اوس موتی کی تلاش
جو مرغابی کے انڈے کی برابر ہے آنکلا تھا فلانی جنگل مین مجھسے ملا جب مین نے اپنا حال اوس سے بیان کیا
اوسنے مجھی قول دیا کہ جسوقت وہ موتی میرے ہاتہ لگیگا ماہ یار سلیمانی کی بیٹی تیرے حوالے کردونگا اسباتکو
سنکر اوسکی مان ہنس پڑی اور کہنے لگی کہ ابتک نادانی اور حماقت لڑکون کی طرح تجھسے نہین گئی پر زادتو اوسے
بھید کو بیان نہین کرسکتے آدمی بیچاری کو کیا علم ہی جو اوسکا احوال ظاہر کریگا اور ماہ یار سلیمانی سی عہدہ برا ہوگا

تصویر شہزادہ مہر آور کا اپنی مان باپ سے ملنا اور کیفیت حاتم اور امید بر آمد مطلب کی بیان کرنا



شہزادی نے پھر عرض کی کہ وہ ایسا ویسا نہین ہمین کا بادشاہ زادہ ہی عقل و ہنر مین جن و پری سے بھی زیادہ
ہی اور ایک پرندی کی جوڑی نے اوس موتی کی کیفیت اوس سی بیان کرکے بشارت دی ہی چنانچہ جو کچہ
ماہ یار سلیمانی کی زبانی مین نے سنا ہے اوسنے میرے سامنے مفصل ظاہر کیا ہی مجکو یقین ہوا ہے کہ اوس
موتی کا وہ احوال ٹھیک ٹھیک جانتا ہی بالفعل مین اوسی جزیرہ برزخ کے قریب چھوڑ آیا ہون عجب
آدمی ہی کہ زبان دیو پری کی بھی جانتا ہے اونہون نے پوچھا پھر تیری آنی کا موجب کیا ہی اوسنے التماس
کیا غلام کا یہ ارادہ ہے کہ لاو لشکر سیتہ لیکر بادشاہون کیطرح شہر مین داخل ہون بادشاہ نے سنتے ہی کئی ہزار

پھر اوسنے کہا کیون بیٹھے ہو چلے چلو مہر آور نے التماس کیا کہ ایک بات کہون اگر تم مانو حاتم بولا بسر و چشم
فرمائیے تب مہر آور نے کہا میرا ملک یہان سے نزدیک ہے چاہتا ہون کہ جاکر لشکر لاؤن تاکہ ہم تم کر و غیرہ
شہر مین داخل ہون حاتم نے کہا ای عزیز ہم کچھ پاہ یار سلیمانی سے لڑنے نہین آئے ہین جو لاؤ لشکر چاہیے
یہ سنکر وہ بولا میری یہ غرض نہین بلکہ اسواسطے کہتا ہون کہ حالت غیب مین پونہچین گے تو کسی پروا نہ ہے
جو ہماری خبر کریگا جو اس ٹھات سے جائینگے تو ہمارے پہونچنے کے پہلے ہی اوسکو حال معلوم ہوگا تم گھبرانا
نہین مین ایک ہفتے مین آپہونچتا ہون اوسنے کہا مین تن تنہا یہان رہون وہ بولا کیا مضائقہ کیونکہ
یہان کوئی مفسد بیداد ہند نام کو نہین حاتم نے کہا خدا حافظ سدھاریے مہر آور روانہ ہوا ہو گیا جب
حاتم کی نظر اوسنے غائب ہو گیا حاتم نے سفید پر نکال کر جلائے اونکی راکھ پانی مین گھولکر اپنے بدن پر
ملی جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا پھر تیر و کمان لیکر اوٹھا ایک بارہ سنگھا شکار کر لایا اوسی صاف کر کے
گوشت کے پارچے نمک مرچ لگا کر سیخون پر چڑھا دیے پھر چقماق سے آگ جھاڑ کر لکڑیان جلا کر اونکو بھونکر
کھانے لگا فراغت کے بعد پانی پیا اور خدا کا شکر کر کے سو رہا اسی صورت سے کئی دن کاٹے ایکدن
جنگل مین سیر کرتا پھرتا تھا کہ سامنے سے ایک باغ کا دروازہ کھلا ہوا دکھائی دیا اوسمین چلا گیا کیا دیکھتا
ہے کہ درخت میوہ دار ہر ہر قسم کے میوون سے لدرہے ہین اور پھولون سے پھول رہے ہین نہایت محظوظ
ہوا بلکہ وہین رہنا اختیار کیا گھوڑا ایسا وفادار تھا کہ دن بھر چراگاہ مین دریا کے کنارے چرتا پھرتا
رات کے وقت اوسی باغ مین آرہتا غرض اسی طرح سے ایک اٹھوارہ آخر ہوا اور شہزادہ مہر آور جو بنی اپنے
جزیرے مین پونہچا پریزاد پہچان کر پاؤن پر گر پڑی نثار ہوئی بعضون کو تسلی دی کر کتنونکو گلے لگایا ماں باپ
کی پاس گیا آداب بجالا کر قدمبوس ہوا اونھون نے چھاتی سے لگایا احوال پوچھا کہ تو تو لشکر حشمت سے
جزیرۂ برنرخ کو گیا تھا پھر آپ لشکر سے جدا ہو کر کس گوشے مین چھپا تھا کہ فوج تجھے ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے
تتر بتر ہو گئی ایک عمر ڈھونڈھا کی آخر ناچار ہو کر پھر آئی بارے کہ تیری مراد ملی ماہ یار کی بیٹی پائی
شہزادہ نے سر جھکا کر عرض کی جو آپ کا کہنا نہ مانا ایک مدت پریشانی کھینچی ہر بیون اوقات آہ و
زاری مین کاٹی سچ تو یہ ہے کہ اپنے تن کی بھی سُدھ نتھی خدا کسی کافر کی بھی یہ حالت نہ پونہچائے

کہنے لگا بھائی ایسی دریا کی پار کس طرح جاسکین گے اور اوسکی لہرون کے صدمے ہمسے ناتوان کیونکر اوٹھا
سکین گے مہرآور بولا سچ ہی تیز پر پرندی کی بھی مجال نہین کہ سات دن کی عرصی مین اسکی اوس کنارے پر
پونہچی چنانچہ مین پریزاد ہوکر یہ جرأت نہین کرسکتا تیرا کہنا تو حق بجانب ہی یہ سنکر حاتم نے کہا کچھ ہو
ہمین برزخ کے جزیرے مین ضرور جانا ہی تب وہ بولا اگر چند روز یہان ٹھہرو تو مین اس دریا سے اوترنے
کی تدبیر کرون اوسنے کہا بہت اچھا پھر مہرآور بولا کہ یہان سے کتنی کوس پر پردۂ بدران ہی وہان کی دشمنا
شمسان پریزاد کرتا ہے اوسکے پاس بہت اچھی دریائی گھوڑی ہی پر اک اور اوڑنے والے ہین چاہتا ہون کہ
اوسکے پاس جاکر دو گھوڑے لے آؤن حاتم نے کہا مبارک وہ دونہین اوڑ گیا رات بسی وہان پونہچا اوس
بادشاہ سے ملا اوسنے پوچھا کہ آپکے آنے کا کیا سبب ہے فرمایئے مہرآور نے کہا مجکو دو گھوڑونکی ضرورت ہی اگر مرحمت
کرو تو عین توجہ ہی وہ پھر پوچھنے لگا کہ تم کہانسے آتے ہو کہا پردۂ طومان سے بادشاہ بولا مین پہچانتا ہون
اغلب ہے کہ تو مہرآور طومان کا شہزادہ ہے اکیلے آنے کا کیا سبب ہے اوسنے کہا سچ کہتے ہو لیکن مین ایک
بلا مین گرفتار ہون اسلیے جریدۂ وناچار ہون اتنی مدد کر کہ دو گھوڑی دو تمھارا احسان تمام عمر مجپر رہے گا شمسان
اوٹھکر بغلگیر ہوا اور اپنے طویلے مین لے آیا کہ سب گھوڑی حاضر ہین قصہ مختصر دو گھوڑی چالاک
اوڑنے والے چنکر مہرآور کے حوالے کیے شہزادہ دونون گھوڑون سمیت طرفۃ العین مین آپونہچا
اور کہا اوٹھو جلد سوار ہو حاتم دونہین ایک گھوڑی پر چڑھکر بیٹھا دوسرے پر مہرآور سوار ہوکر کہنے لگا خبردار
اسکی باگ نہ چھوڑو یہو اوٹھائے رہیو یکایک وہ اون دونو نکو کر کا کر ہوا ہو گئی کئی دن کے بعد بھوک
پیاس کی شدت ہوئی پریزاد نے کہا میری پاس تھوڑا سا سوہ اور پانی کی ایک صراحی موجود ہی چاہو کھا
پی لو حاتم نے کہا دو چار دانے سوہے کے کھاؤ دو تین گھونٹ پانی کے پیے قدرے توانائی آئی پھر سنبھل بیٹھا
چند روز کے بعد کنارا نظر آیا پریزاد نے کہا بھائی اب باگ ڈالدو گھوڑی سی زمین پر اوتر پڑو حاتم نے کہا
کہ ای مہرآور مجھنے سنا ہے کہ جزیرہ برزخ دریا کی درمیان ہی ہی وہ بولا ابتدا اس جزیرے کی یہین سے ہی جہان
ہم تم بیٹھے ہین پر یہ گمان نکرو کہ دریا ہی قہرمان سے پار ہو گئے ہین یہ اوسکا دوسرا کنارہ نہین ہے ایک یہ
بھی ٹاپو ہی کئی جزیرے اسمین اور بھی بستے ہین حاتم نے کہا وہ شہر یہان سے کتنی دور ہوگا بولا دس کوس کی راہ

پاس پاس سوتی ہین اوسنی جاکر اور دیوون سے خبر کی جب وہ آئی تو دیکھکر آپس مین کہنے لگے
کہ اسکو اپنی پادشاہ کے پاس لیچلا چاہیے اونھین مین سی ایک نے کہا ای یاروان بیچارونکو ایذا
دینی کیا ضرور ہی کچھ یہ ہماری قوم سی نہین اور نہ کچھ انھون نے تقصیر کی ہی شاید اور کسی پری کے
ہین کچھ کام کو جاتے ہین رات کا وقت دیکھکر سو رہے ہین لیکن پریزاد فی الحقیقہ جاگتا تھا
اوسنی اونکی باتین سب سنین پھر دیوون نے کہا کہ انکو جگاکر پوچھا چاہیے شاید برزخ کے پری سی
ہون وہین اونھین مین سی ایک دیو نے کہا بالفرض وہین کے ہون تو تمھین کیا دوسرا بولا ایک دن
پادشاہ ملوک کہتا تھا کہ بہت دنون سی پردہ برزخ کی کچھ خبر نہین معلوم ہوئی مگر مجھی اوسکا ڈر
نہین جو ایسی بات کہتا ہے اگر یہ بات جاکر کوئی پادشاہ سی کہدی کہ ایک دیو اور پریزاد کسی پری
کے یہان سوتے تھے فلانے فلانے نے دیکھکر حضور مین خبر نہ پونہچائی تو اوس وقت کیا جواب دوگے
اور ہمارا کیا احوال ہوگا آخر دونون کو جگا دیا حاتم نے دیوون کو دیکھکر اونھین کی بولی مین
کہا تم نے ہمین کیون جگایا کیا کام ہی اونھون نے کہا کہ تم کس پری کے ہو سچ کہو حاتم بولا تمنے نہین
سنا کہ ایک آدمی برزخ کے جزیرے کو جاتا ہے اوسکی خاطر سی شمس پادشاہ نے مقرنس کو جلا دیا اور اوسکا
ملک چھین لیا لازم ہے کہ تم اوسکو تلاش کرکے اپنی پادشاہ کی پاس لیجاؤ دیوون نے پھر پوچھا
یہ پریزاد کس پری کا ہے حاتم نے کہا پردہ طومان کا ہی یہی خبر لیے جاتا ہے کہ شمس پادشاہ پیدا ہوا
اور مقرنس کو مار کر اوسنے اوسکا ملک لیا ہی یہ سنکر وہ بولے تم آرام کرو ہم اوسی ڈھونڈھنے
جاتے ہین غرض اونکو رستہ بتاکر آپ راہ لی تین روز کی بعد ایک دریا پر جا پونہچی مہر آور نے کہا کہ
دریای قہرمان یہی ہے حاتم نے دیکھا کہ اوسکا اودھر کنارہ نظر نہین آتا موجین آسمانکو پہونچتی ہین مگر
آبی جانور یعنی ہاتھی اونٹ گھوڑے بیل گھڑیال اودھر کی کنارہ پر اکثر لوٹ رہی ہین بطین
قازین بلکہ ہر قسم کی جانور ہاتھی سے بڑے بڑے پیر رہے ہین اور پرندے خوشرنگ پہاڑون
ٹاپون پر کریال کلکیلین کر رہے ہین یہ قدرت الہی کا اور بھی قائل ہوا کہ سچ ہی تیری صفت کی
عقل کی کیا تاب جو پاسکے اور خیال کی کیا مجال جو اوسکی کُنہ کو پہونچ سکے پھر خبر کر مہر آور سے

تیرا شریک رہون گا یکایک حاتم کھڑا ہوا اور تر پڑا چارونکو رخصت کیا پھر مہر آور سی کہا کہ مجکو یہ
منظور نہین جو میری باعث سے تجکو کچھ ایذا پونہچی مگر اتنا دریافت کیا چاہتا ہون کہ اس جنگل سی گذر
کیونکر ہوا وسنی کہا آگے تو پریزاد بھی اوس طرف نجا سکتے تھے کیونکہ دیو ونکو ستاتے تھے بلکہ جان کے
خواہان ہوتے تھے چنانچہ ایکدن پریزاد بہت سے جمع ہوکر دیوون سی لڑی طرفین کے ہزارون ماری
گئی پھر کردم آرا اور ایذا دہندہین حاتم نی کہا کہ اگر مین دیو بنکر اس جنگل سی چلون تو کیونکر راہ طے کرے
مہر آور بولا مین تمام دن ہوا مین اوڑون گا رات کو جہان تو اوتری گا اوتر پڑون گا تب حاتم نے
جانور کا لال اپنے نکال کر جلایا اور پانی مین اوسکی راکھ گھولکر اپنے بدن پہلی وہین دیو کی صورت
ہوگیا جنگل کے چرندی درندی بھاگنے لگے غرض تمام دن چلتا شام کو جہان رہ جاتا وہین مہر آور بھی
آملتا ایکدن مہر آور نے پوچھا ای حاتم یہ پرسش جانور کے ہین اوسنی کہا جنسے اوس موتی کی پیدا ہونی کی
حقیقت اور جس صورت سی ایک موتی ماہ یار کے ہاتہ لگا تھا اوسکی کیفیت سنی گئی تھی اونکے ہین
اور کہا ای مہر آور شاہ آباد سے نکلا نہایت متفکر ہوا کہ ایسا موتی کس طرح مین ہوتا ہی اور مین
کیونکر پاؤن گا ایکدرخت کے نیچے ٹھہر کر سر بزانو بیٹھہ گیا کہ ایک جوڑا خوشرنگ جانورون کا بھی
اوس درخت پر آبیٹھا مادہ نے پہلے تو اوس جنگل کی آب وہوا کو اپنی نر کے سامنے برا کہا پھر دریاری
قہرمان کا ماجرا بیان کرکے میرا احوال پوچھا کہ یہ کون ہی جو اس صورت سی غمگین بیٹھا ہے اوسنے
میری سرگذشت اور راون موتیون کی پیدایش کیصورت اور اونکی ناپید ہونے کی حقیقت
جنکے یہ انڈی ہین بیان کی اور مجھی اپنی پردی اور مفصل احوال ماہ یار سلیمانی کی روبرو کہونگا تو سن لیجیو
حاصل یہ ہے کہ حاتم نے سارا ماجرا اوس سی اسواسطی نکہا کہ مبادا آگی چلا جائی اپنا کام کرلی مین محروم
رہ جاؤن غرض مہر آور کی آنی ہی احوال سی خاطر جمع ہوگئی کہ میرا کام بھی اسی کی بدولت ہوگا
یہ آپس مین باتین کرکے مہر آور تو آسمان کی طرف ہوا ہوا حاتم آگی چلا غرض انکو ایک جا رہتی تھے
صبحکو اپنی اپنی طور پر راہی ہوتی تھے ایک رات کا ذکر ہے کہ ایک سہانی سی جگہ مین دونون سو گئی تھی
کہ ملوک ساز کے دیوون مین سی ایک اونکی سرہانے آپونہچا اوسنے دیکھا کہ ایک یو اور ایک پریزاد

اور شراب غفلت سی مست ہوکر آدھی رات گئی باغ کے دروازون مین قفل دی کر پاون پھیلا پھیلا کر
سو رہے پر یہ کوئی نہ سمجھا کہ مہر آور چار فرشتے لیے جان نکالنی کی گھات مین لگ رہا ہی القصہ دیو ونکو
غافل پاکر حاتم کو کھٹولی پر بٹھاکر آسمان کی طرف ہوا ہوا سورج نکلتے نکلتے باغ سے سو کوس پر
نکل گئے جب دن چڑھا ایک محفوظ جگہہ دیکھکر اوتر پڑی کچہہ ناشتہ کرکے سو رہے دیو ونکو سبات سے
خبر نتھی کہ قیدی کوئی لے گیا ہی خاطر جمع سی باہر بیٹھے چوکی دیا کیے اور دہ رات دن چلی گئی جہان جب
جگہہ نظر پڑتی وہان اوترتے دم لیتے ہری ہوکر چل نکلتی جب عدہ گذر گیا مہاکال نے کہا کہ وہ
پریزاد جس آدمی کو چھوڑ گئے ہین اوسے لے آؤ نہین کئی دیو اوس باغ مین آئی اور اوسکو نپایا مہاکال
سی جاکر عرض کی کہ وہ آدمی وہان نہین ہی وہ غصے ہوکر آپ ہی اوس باغ مین گیا آیا دیکھا کہ
واقعی وہ نہین ہے پھر تو دیوون پر نہایت جھنجلا کر کہا کہ ای نمکحرامو مقرر تمھین نے اوسکو کھایا ہے
دیکھو تو کیا مزا چکھاتا ہون یہ کہکر کئی دیوون سی کہا کہ انکو قید کرکے خوب سا مارو اونھون نے حضرت
سلیمان کی قسم کھاکر عرض کی کہ ہمنے تو اوسکو ہاتہہ بھی نہین لگایا کھانا تو ایک طرف اوسنے فرمایا تم
جھوٹی ہو مجھی ہرگز باور نہین آتا یہان کا تو ذکر یہ ہی اور وہ پریزاد حاتم سمیت جب دریای قہر مان پر
پونہچے اتفاقا مہاکال کا ایک دیو بھی اوس جزیری مین گیا تھا اونکو پہچان کر اوتر پڑا چاہتا تھا کہ
حاتم کا ہاتہہ پکڑ کر اوڑا لیجائے دونہین شہزادہ مہر آور نے ایک ایسی تلوار ماری کہ اوسکا ہاتہہ شانے سی جدا ہوکر
گر پڑا وہ یہ کہتا ہوا بھاگا بھلا کیا ای پریزاد تم نے آدمی کی خاطر میری ہاتہہ مین تلوار ماری ابھی اس پر دیو کی
دیوون کو خبر کرتا ہون کہ کئی پریزاد آدمی کو لیے جاتی ہین دیکھو تو کیسا بدلا لیتا ہون مہر آور نے
یہ سنکر کہا کہ تو کس پر دیو کا رہنے والا ہے وہ بولا مین مہاکال کا دیوون مین سی ہون شہزادی نے
فرمایا جا اپنے مہاکال سی کہہ کہ مین اس آدمی کو لیے جاتا ہون خبردار رہہ اگر ادہر سی پھرون گا تو تیری
شہر کو تاخت و تاراج کرکے خاک سیاہ کرونگا یہ سنکر وہ دیو ہوا ہوگیا پھر اونکو بھی پریزاد بدستور
لے اوڑی اتنی مین ایک جنگل کے قریب جا پونہچی وہان حاتم سی کہنے لگے کہ یہان ہماری حد تمام ہوتی آگے
نہین جا سکتے ہمکو رخصت کرو مہر آور بولا ای جوان مین تیرا ساتہ نہ چھوڑون گا ہر حال مین

آیا ہم سب بھی اپنی بال و پر سی درست ہو گئی دیو نی کہا پھر کہان جاتی ہو وہ بولا برزخ کی جزیرے کو
پھر اوسنے پوچھا کہ یہ پریزاد کون ہی مہر آور آپ ہی بولا ای دیو تو مجھے بھول گیا مین مہر آور شہزادہ مہر رو
پادشاہ کا بیٹا ہون اوسنے کہا ای شاہزادی تجکو آدمی سی کیا کام ہے اپنی راہ لی مین تجھی کچھ کہہ نہین سکتا
ہون کیونکہ تو حضرت سلیمان پریزاد کی اولاد سی ہے یہ کہکر حاتم کو کھٹولی سی کھینچ لیا مہر آور بولا
ای دیو حضرت سلیمان سی جو قول کیا تھا اوسی بھول گیا دیکھہ مردم آزاری نکر اوسنی جواب دیا کہ وہ
اب کہان ہین جو ہم اوس قول پر رہین مین آدمی کو نچھوڑون گا مدت کے بعد ہاتہ لگا ہی ذرا منہ
سلونا کرون مہر آور نے دیکھا کہ دیو آدمی کو دیکھکر باولا ہو گیا ہی اسکو فریب دیا چاہی بولا کہ ای مہاکال
ایک آدمی کی کھانے سے کیا فائدہ مین دس آدمی تجکو لادون گا جو میری قول پر تو رہی گا اور اس آدمی کو
میری حوالی کری گا کیونکہ میرا کام اس سی سر براہ ہوتا ہی دیو نی کہا ای شاہزادی مین تیری خاندان سی تو سل
رکھتا ہون اسکو میری پاس چھوڑ جا اور جو کہتا ہی اوسی کر دکھا تو مین اسکو تیری حوالی کرون شہزادی
نے دیکھا کہ کچھ علاج نہین ہو سکتا ناچار ہو کر کہا کہ یہ آدمی میرا بڑا آشنا ہی چاہی کہ تو اسی کسی جگہ
بخوبی رکہہ اگر کچھ بھی اسی ایذا پونہچی گی تو تجسے لونگا اوسنی کہا کہ جو مکان آپکو پسند ہو وہین چھوڑ جا
غرض ایک باغ کو پسند کر کے اوسمین چھوڑا اور اوس سی کہا کہ تو اپنی دیوون سی کہدی کہ اسکی نگہبانی
بخوبی کرین مین دو تین دن مین دس آدمی تیرے واسطے لئے آتا ہون وہ بولا بہت بہتر آخر شہزادہ
اون چارون پریزاد سمیت کسی جنگل مین آیا اور ایک کونے مین بیٹھہ کر مشورت کرنے لگا اگر اپنے
ملک مین جاکر فوجین لاون تو دیر لگے گی وعدہ ٹل جاویگا وہ ملعون اوسی مقرر اذیت پونہچائے گا
صلاح یہ ہے کہ گھات مین لگکر رہین جب دیوونکو غافل پائین اوس آدمی کو لیکر ہوا ہو جائین اغلب ہے
کہ صبح ہوتی ہوتی ساٹھہ ستر کوس نکل جائین گے پھر ہمین کون پاتا ہی اون پریزادون نی اس مصلحت کو
بہت پسند کیا اور گھات سی ایک طرف لگ رہے چوکی کے دیوون نی جی مین کہا کہ پریزاد آدمی کو چرا کر
تھوڑی لیجائین گی اور وہ پر نہین رکھتا جو آپ سی اوڑ جاوی گا اس گمان پر کئی اون مین سے
شکار کے واسطے گئے چنانچہ کتنی ہی چرندی درندی مار کی لائے آخر اونکو بھونکر سبھون نی زہر مار کیا

ایک آہ سرد بھر کر کہا کہ اوس جزیرے کی بادشاہ کی بیٹی پر عاشق ہون میرا نام شہزادہ مہر آور ہی میرا باپ
جزیرۂ طومان کا بادشاہ مہرور نام ہی ایکدن مین مجلس مین بیٹھا تھا کہ کسی شخص نے اوسکے حسن کا بیان
اور تعریف کی سنتے ہی مین آپ سے جاتا رہا اوس جزیرے مین گیا اور اوسکے باپ کی پاس پیغام بھیجا اوسنے
سنکر مجھے اپنی بارگاہ مین بلایا بعزت تمام بٹھایا پھر اوس موتی کو منگواکر میرے سامنے رکھدیا اور
پوچھا کہ یہ موتی کس پایا کا ہی اور اسکی پیدایش کیونکر ہے کہان سے ہاتھ لگا مین بجا نتا تھا بلکہ میرے
بزرگ بھی اوسکی حقیقت سے واقف نتھے کچھ جواب نہ دی سکا اپنا منہ لیکر رہ گیا اوسنے اپنی مجلس سے باہر نکلوادیا
اتفاقاً اوسوقت وہ آفت جان اور غارتگر ایمان کوٹھے پر جلوہ گر تھی میری نگاہ اوسپر جا پڑی نیم بسمل تو
آگے ہی سے ہو رہا تھا مر ہی گیا جب مین نے دیکھا کہ کچھ تدبیر نہین بنتی لاعلاج اس پہاڑ پر آکر گر پڑا
غیرت کی ماری اپنے ملک مین نہ گیا اب جو ن گریہ وزاری اور رات بیتابی اور بیقراری مین کٹتی ہی جان
جاتی ہی نہ جان جان سے ملاقات ہوتی ہی حاتم نے سنکر کہا کہ تو خاطر جمع رکھ اگر وہ موتی لونگا موتی والی
تجھے دونگا اے پریزادو مین اوس موتی کی پیدایش سے آگاہ ہون تو دیکھی گا کہ تیری سامنے کس طرح اوسکا
احوال بیان کرتا ہون پریزادو نے کہا کہ مجھے باور نہین آتا تو بیان کر حاتم بولا کہ وہ گوہر صدف نہین ہے
اور وہ جزیرہ بھی آگے آدمیون سے آباد اور تصرف مین تھا اوٹھ میرے ساتھ چل پریزادو نے
یہ بات سنکر حاتم کو کچا سمجھا جانا اوٹھکر ساتھ ہوا تب حاتم نے اون چار پریزادون سے پوچھا تم مین اتنا
زور ہے کہ ہم دونون کو اس کھٹولے پر بٹھاکر لے چلو وہ بولے کہ اگر تم سے چار ہون تو بھی بخوبی
لیجائین مطلق نہ گھبرائین یہ سنکر وہ دونون کھٹولے پر جا بیٹھے وہ پریزادے اوڑے راہ مین مہاکال
دیو کا باغ تھا جو اونکا گذر اودھر سے ہوا وہ بیٹھا سیر کر رہا تھا اوسکی نگاہ اوسپر جا پڑی کئی دیو ونکو
حکم کیا دوڑو اور کھٹولے سمیت اون پریزادونکو میرے پاس لے آؤ وہ دیو دوڑے اور اونکو کھٹولے
سمیت اوسکے پاس لے آئے مہاکال نے کہا سچ کہو اس آدمی کو کہان لیے جاتے ہو انھون نے کہا
شمس شاہ بادشاہ کے ملک سے آتے ہین وہ بولا کہ وہ ایک مدت سے غائب ہے اور اوسکا ملک اب سانپون سے
آباد ہے پریزادون نے کہا تم سچ کہتے ہو یون ہی تھا لیکن اس آدمی کی دعا سے وہ اپنی صورت اصلی پر

پندرہ روز تک پرماری چلی گئی سولھوین دن اوس پہاڑ پر اوتری جسکو شہزادۂ طومان ایک پریزاد خوشرو نے
برزخ کی بیٹی پر عاشق ہوکر اپنا مسکن کیا تھا اور اوسکے فراق مین ڈاڑھین مار مارکر رو رہا تھا اتفاقاً
اوسکے رونے کی آواز سنتے ہی حاتم نے اختیار ہوکر پوچھنے لگا کہ ای عزیز واس ویرانے مین کون روتا ہی اسکی
تحقیق کیا چاہیے یہ کہکر اوٹھکھڑا ہوا اور آپ ہی اودھر چلا ایک دم مین جا پونہچا تو ایک جوان
پریزاد خوبصورت کو سر بزانو رو تے دیکھا پوچھا ای بندۂ خدا تو کون ہے اور اس جگہ کسواسطے روتا ہی

تصویر حاتم اور مہر آور شہزادۂ جزیرۂ طومان کی جو برزخ کی بیٹی پر عاشق تھا



اوسنے انکہہ اوٹھاکر دیکھا کہ ایک آدمی حسین کھڑا ہی بولا ای شخص تو یہان کہان سے آیا بار ی بتا کیونکر آیا
کیا کام ہی حاتم نے کہا کہ مین مرغابی کی انڈی برابر موتی ڈھونڈتا ہوا آیا ہون کیونکہ ویسا موتی جزیرۂ
برزخ کے بادشاہ پاس ہی اسبات کو سنکر ہنسا اور کہنے لگا ای آدمزاد اوس موتی کا پتہ ملنا محال
ہی اسواسطے کہ وہان کا بادشاہ کچہ سوال رکھتا ہی ہر ایک سے پوچھتا ہی کوئی اوسکا جواب نہین دے سکتا
بلکہ ہم پریزاد ہوکر تو عہدہ برآ نہین ہوسکے پھر تو آدمی ہوکر کیونکر برآ ئیگا اور اوس موتی کی پیدائش کا
احوال کس طرح بتائیگا حاتم نے کہا خدا قادر ہی تو اپنی حقیقت کہہ اس حال سے کیون پڑا ہی پریزاد نے

نہین چلتا اور یہ بے جلائی نہین رہتا کسی طرح بالفعل اسکی ہاتہ سے چھوٹے پھر آگی سمجہ لینگے یہ اسی سوچ مین
تہا کہ بادشاہ نے بسہولت کہا کہ ای ظالم اوس آدمی کی ساتہ مجہی نہایت الفت ہی جو اوسکو صحیح وسلامت
میرے حوالے کردی تو میری تیری کچہ کدورت نہین کسی طرح کا تو اپنے جی مین اندیشہ نرکھہ والا جان بہی مارونگا
مقرنس نے کہا اگر تم حضرت سلیمان علیہ السلام کی قسم کہاکر کہو کہ مین آدمی کو لیکر تجہے چھوڑدون گا اور
کچہ نہ کہون گا تو مین ابہی اوس آدمی کو لیکر پریزاد سمیت حضور مین حاضر کرتا ہون شمسن بادشاہ نے کہا کہ ہمارے
درمیان حضرت سلیمان علیہ السلام ہین ہم کبہی تجسے دغا نکرینگے اوسنے اپنے نوکرون سے کہا کہ فلانے
کنوئین مین ایک آدمی پریزاد سمیت قید ہے جلد لے آؤ وہ دوڑے حاتم کو مع پریزاد لے آئے بادشاہ نے
حاتم کو تخت پر بٹہایا اور کہا کیون مین نہ کہتا تہا کہ دیوراہ مین بہت سے مردم آزار ہین آپکو جیتا
نہ چہوڑینگے حاتم بولا کہ جو کچہ تقدیر مین ہی وہی ہوتا ہی ہر حالت مین خدا کا شکر کیا چاہیے پھر شاہ نے
حکم کیا کہ اوس ملعون مقرنس کو چہوڑنا صلاح نہین جلد اس انبار مین رکھکر جلادو کہ فساد و فتنہ عالم
سے اوٹہہ جاوے یہ سنتے ہی مقرنس کو اوسکے دیوون سمیت پریزادون نے انبار مین ڈالدیا اور آگ لگادی
تب وہ پکارا کیون صاحب تمنے حضرت سلیمان علیہ السلام کو درمیان دیکر یہی قول کیا تہا شاہ نے فرمایا
ای دغاباز ہرگاہ کہ تو پیغمبر کے حضور قول دیکر پھر گیا خدا سے نہ ڈرا اگر مین نے تجسے بدعہدی کی تو کیا
عجب ہے اسکے لیے کہ تو فتنہ انگیز ہے تیرا جلانا بہتر ہی حاصل یہ ہی کہ اوسکو دیوون سمیت جلوادیا اور اپنے
چہوٹے بہائی کو وہان متعین کرکے فرمایا کہ تم اس ملک سے خبردار رہو پھر حاتم سے پوچہا کہ اب آپکا ارادہ
کیا ہی اوسنے کہا وہی جو مین نے پہلے عرض کیا تہا بار بار کہنے سے کیا فائدہ جس طرح جسے ہو مجکو اوس جزیرے
مین جانا اور اوس موتی کو لانا ثبت بادشاہ نے اپنے لوگونکو فرمایا کہ ای عزیزو تم مین جو کوئی دیرینہ سال
بوڑہا بڑا کارآزمودہ ہو اسکے ساتہ جاؤ اور وہان پونہچا آئے یہ سنکر پریزاد اوسی عمر اور وضع کا اوٹہہ
کہڑی ہوئے کہ یہ خدمت ہمارے ذمہ ہی ہم بجا لائینگے یہ بات سنکر بادشاہ نے نہایت مہربانی فرمائی
اور حاتم کو اوسکے ساتہ رخصت کیا وہ اوسی طرح اوسکو اون کھٹولی پر بٹہاکر لے اور دن رات چلے جاتے تہے
جب بہت بہوکے پیاسے ہوتے تو محفوظ جگہ کہین دیکہکر اوتر پڑتے کچہ کہاپی لیتے اسی صورت سے

کہ دیکھو تو کسنے اونپر ظلم کیا ہی اور وہ جوان ہینی کہ جسکے ساتھ یہ گئے تھے وہ کہان ہی اونھون نے آداب
بجالاکر عرض کی جہان پناہ ہم دو تین رات دن چلتے گئے نہایت بھوک پیاس اور ماندگی نے
غلبہ کیا اس سبب سی اوس آدمی زاد کو ایک درخت کے نیچے بٹھایا اور ایک پریزاد اوسکے پاس
چھوڑکر قوت کی تلاش مین گئی ایک آن کے بعد آکر جو دیکھا اونکو تو نپایا مگر کئی دیو کشتہ دیکھے
حیران ہوئے کہ انکا احوال کس سی پوچھین اتنے مین اس دیو کو جو تامل سی دیکھا تو ادھموا پایا اسکے
منہ مین تھوڑا سا پانی ٹپکایا باری یہ ہوشیار ہوکر اوٹھہ بیٹھا اسکے ساتھی اونکو پکڑکر اپنے بادشاہ کے
پاس لے گئے ہین ہم بھی اسکو باندھکر حضور مین لے آئے آگے جو ارشاد ہو بادشاہ نے فرمایا کہ اسکو ہمارے
روبرو لاؤ وہ لے آئے ارشاد کیا مقرنس ابتک جیتا ہی اور ہمین بھول گیا اوسنے عرض کی کہ
جہان پناہ تو ایک مدت سی غائب تھی آج ان پریزادون سی آپ کی ظاہر ہونے کا حال معلوم ہوا لیکن
مجھے اعتبار نتھا اب جانا یہ سچے ہین بادشاہ نہایت پر غضب ہوا اور فرمایا کہ جلد لشکر تیار ہو
جھٹ پٹ تیس ہزار پریزاد سے اوسکے ملک کو چڑھ دوڑا تین دن کے بعد شہر کے قریب جا پونہچا
وہین دیر اکیا کئی جاسوسونکو کہا کہ مقرنس کی خبر لاؤ کہان ہی وہ سنتے ہی اوڑی ایکدم کے بعد
آکر عرض کی کہ فلانے جنگل مین شکار کھیلتا ہے بادشاہ سنتے ہی تیس ہزار پریزادی اوسپر جا پڑا اوسکے
لوگ سنبھل نسکے بہت سی زخمی ہوئی کتنے مارے گئے آخر مقرنس کئی مصاحبون سمیت گرفتار ہوکر
حضور مین آیا بادشاہ نے فرمایا کہ ای کافر تو ہمکو بھول گیا آتنا بخانا کہ شمس بادشاہ ابتک جیتا ہی
تین اسکے علاقہ مندونکو پکڑکر جو قید کردن گا تو بادشاہ مجکو اس حرکت سی کب جیتا چھوڑی گا
خیر اب آسمین ہے کہ اوس آدمی کو پریزاد سمیت لاکر جلد حاضر کرو بولا مین اوسکو اوسی وقت کھا گیا
آدمی کو دیو کب جیتا چھوڑتا ہے بادشاہ نے نہایت طیش کھاکر کہا ای روسیاہ حضرت سلیمان نبی نے
تجکو آدمیون کے ستانے سی نہین منع کیا تھا اور تجھ سے قول کیا نہین دیا تھا کہ ہم اونکو ایذا نہ دینگے اور نہ کھائینگے
دیو نے کہا کہ وہ بات حضرت سلیمان ہی کے ساتھ گئی تب تو بادشاہ ماری غضب کے کانپنے لگا اور کہا کہ
جلد لکڑیون کا انبار لگاکر اس کافر کو اسکے ہمراہیون سمیت جلادو مقرنس نے جب دیکھا کہ اب کچھ بس

لائی حاتم کو اوسپر بٹھایا چار شخصون نے جو پائے پکڑی تین بساتہ ہولیے غرض اسی صورت سے آسمان کی طرف
ہوا ہوئی تین رات دن چلے گئے چوتھے دن جس جگہ کہ دیو رہتے تھے پریزاد ون نے بھولی سی وہان ایک درخت کے
نیچے کھٹولا اوتارا اور آپس مین کہا کہ تین دن سے کچہ کھانا پینا نہین ہوا بہتر ہی یہان گھڑی دو گھڑی
آرام کرین کچہ کھائین پیین سب اتفاق سے حاتم نے بھی کہا مختار ہو جو مناسب جانو سو کرو پریزاد متفرق
ہو کر ادھر اودھر چلے گئے ایک حاتم کے پاس کھڑا رہا اتنے مین کئی ہزار دیو شکار کھیلتے ہوئے اودھر
آ نکلے کیا دیکھتے ہین کہ ایک آدمی کھٹولے پر بیٹھا ہی اور اوسکے پاس ایک پریزاد کھڑا ہی دو چار ہزار
کھٹولے گرد ہو گئے چھ سات ہزار غل مچانے لگے کہ یہ آدمی ادیہان کہان سے آیا وہ پریزاد اونکو دیکھکر
ڈرا چاہتا تھا کہ حاتم کو چھوڑ کر بھاگ جاوے کہ چار دیو اوس سے لڑنے لگے دو تین کو اوسنے مارا آخر پکڑا گیا
پھر وہ دیو اوس پریزاد کو حاتم سمیت اپنے گھر لے آئے اور پوچھا کہ اس آدمی کو کہان سے لایا ہی اور کہان
لیے جاتا ہے اوسنے کہا یہ جوان یعنی شمس شاہ کا بیٹا دوست ہی اسکو نہ ستاؤ نہین تو خراب ہوگا اونھون نے
کہا بادشاہ تو ایک مدت سے غائب ہی اوسکا کچہ احوال معلوم نہین اب کہانسے پیدا ہوا پریزاد نے تمام ماجرا
بیان کیا دیوون کے سردار نے سر نیچا کر کے کہا کہ اس آدمی کو پریزاد سمیت فلانی کنوی مین قید کرو رات کو
وقت کھانے کے بعد کھاؤن گا اونھون نے وہی کیا وہ چھوون پریزاد جو اونکو چھوڑ کر قوت کی
فکر مین گئی تھے اوس درخت کے نیچے آئے تو کیا دیکھتے ہین کہ دو تین لاشین دیوون کی پڑی ہین
نہ حاتم ہے نہ پریزاد نہایت حیران و پریشان ہو کر آپس مین کہنے لگے کہ یہ دیو کس نے دبی کی ہین اور
انھین کسنے مارا اور اوس آدمی اور پریزاد کو کون لے گیا چاہیے کہ ان کشتون کے اوٹھانے کو کوئی نہ کوئی
دیو آوے اتنے مین جو غور سے دیکھا تو ایک کو سسکتا پایا اوسکے مُنہ مین تھوڑا سا پانی چوایا اوسنے
جو آنکھین کھولدین تب اونھون نے پوچھا کہ تو کون ہی اور تیرا ٹھکانا کہان ہی اوسنے کہا کہ مین مقرنس
کے دیوون مین سے ہون ایک پریزاد کے ہاتہ سے میرا یہ حال پونہچا ہے پریزاد سکو بھی ایک آدمی سمیت
دیو پکڑ کر مقرنس کے پاس لے گئے ہین پریزاد اس بات کے سنتے ہی اوس دیو کو پکڑ کر اپنے ملک مین
لے آئے اور بادشاہ کی بارگاہ مین آکر دادخواہ ہوئے بادشاہ نے اونکی فریاد سنکر فرمایا

لڑکی نے اپنی قوم سمیت رہائی پائی حاتم کی وصیت یاد آئی کہنے لگی کہ مجکو حضور عالی مین لیچلو جب
سبکے ساتہ وہان پونہچی آداب بجالائی پہر حاتم کا سلام عرض کیا اور مسلمان ہوئی بلکہ ساری قوم
اوس لڑکی سمیت ایمان لائی غرض حاتم کی دعا قبول ہونا اوس پریزاد کی حق مین اس سبب سے تھا
کہ سردار انبیا صلے اللہ علیہ وسلم ایکدن اوسکی حق مین رعایت کرینگے اور توجہ فرمائینگے آخر الامر
سب پریزادون کے پر نکل آئے وہ بھی اپنی صورت اصلی پر قائم رہا پہر اوسنے حاتم سے پوچھا کہ صاحب
یہان کسواسطے آئے ہین اور کہان جائینگے حاتم نے کہا ابو تمین شاہ آباد سے آیا ہون برزخ کی
جزیری کو جاؤنگا یہ کہکر وہ چاندی کا موتی جو بطور نمونہ لایا تھا دکھادیا یہ سنکر شمس شاہ نے
کہا سچ کہتے ہو اس جوڑی کا موتی جو اسکے ہے وہ اوس جزیری کے بادشاہ پاس ہے لیکن اوسنے شرط
کی ہے جو کوئی پیدائش کا احوال کہے اپنی بیٹی موتی سمیت اوسکے حوالے کرون مگر تو کیونکر وہان پہونچ
سکیگا کہ رستے مین بہت سی آفتین ہین انسان کی اتنی طاقت نہین جو عہدہ برا ہو حاتم نے
کہا جو ہونی ہو سو ہو مین بے جائے نہ رہونگا خدا میرا نگہبان ہے بادشاہ نے فرمایا کہ خاطر جمع رکہہ
مین ابھی بہت سے پریزاد تیری ساتہ کرے دیتا ہون وہ تیری مددگار رہینگے یہ کہکر پریزادونکو ارشاد
کیا کہ ای عزیزو اسکے طفیل سے تمنے ایک بلای عظیم سے نجات پائی ہے تم اس مہم مین اسکا ساتہ دو اونہون نے
عرض کی ہم جان و دل سے حاضر ہین جو حضور سے حکم ہوگا بجالائینگے بادشاہ نے کہا کہ تم اسکو
برزخ کی جزیری مین پونہچادو اس سخن کے سنتے ہی وہ سب کے سب اپنا اپنا سر جہکا کر دم بخود رہ گئے
پہر ایکدم کے بعد سر اوٹھاکر عرض کرنے لگے کہ جہان پناہ اوس جزیری مین پہونچنا بہت مشکل ہے
کیونکہ ایسی ایسی دیو رستے مین ہین جو ہمین جیتا نہ چہوڑینگے اگر جہان پناہ آپ اودہر کا قصد
کرین تو بھی لڑائی ہوگی ہم رکاب سعادت مین حاضر ہین لیکن تیرے لوگون سے اسکا انجام نہوگا
شاہ نے فرمایا ای جوانمردو لازم ہے کہ اس جوان کا احسان برباد نہو کسی صورت سے اسکو وہان پونہچادو
اسبات کو سنکر سات پریزاد ہمت باندہکر بولے کہ جوانو آپ کے اقبال سے ہم پونہچائینگے لیکن جو راہ مین
خلل واقع ہو تو جہان پناہ مدد کرین بادشاہ نے اسبات کو قبول کیا تب وہ ایک اوڑن کھٹولا

غرض وہی برس سی مین سانپ کیصورت ہوگیا ہون اور تیس برس سے اس جنگل مین منتظر تھا تجھے دیکھتی ہی
مین نے جانا کہ جوان ہمنی یہی ہی اس امید پر تیری خدمت مین نے دل و جان سی کی اگر تو میری حق مین دعا
کری تو عین مہربانی و بندہ پروری ہی حاتم نے کہا وہ قول کونسا تھا جس سے تو پھر گیا وہ ایک آہ
بھر کر بولا کہ ہماری قوم نے حضرت سلیمان علیہ السلام سی اقرار کیا تھا کہ اگر تمھاری بعد ہم آدمیون کو
ایذا دین یا اونکے ملک کا قصد کرین تو خدا کا قہر ہمپر پڑی اوسدن سے ہماری قوم نے کسی بشر کو تکلیف
نہین دی مگر ایکدن میری دل مین یہ خیال فاسد گذرا تھا جسکی یہ کچھ سزا پائی اب تیری حضور صدق
دلسی توبہ کرتا ہون کہ بارگر ایسا دھیان نکرون گا میرا حق گواہ ہی حاتم نے اوٹھکر غسل کیا کپڑے پاکیزہ پہنے
پرنیاد کے حق مین دل سی دعا کی اوسکی دعا درگاہ خالق ارض و سما مین قبول ہوئی حاتم اگرچہ قوم
یہود سی تھا پر خدا کو ایک جانتا تھا دنرات اوسکی ذکر مین مشغول رہتا تھا چنانچہ مرنے کی وقت اوسنے
اقربا سی کہا تھا کہ ہماری قوم نے گمراہی مین اوقات کاٹی خبردار تھوڑی دنون کے بعد پیغمبر آخرالزمان
صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہونگے یہ سخن میرا راست ہی وہ لوگون سی بیعت چاہینگے تم میرا سلام اون سے
کہکر کہیو کہ وہ میرے حق مین دعا کرین لوگون نے کہا اوسوقت تک ہم رہین گے جو تیرا اسلام پونہچائین گے
یا ہماری تمھاری اولاد مین سی کوئی رہے گا جو کہی گا حاتم بولا مین خوب جانتا ہون کہ کوئی میری
اولاد مین سی ایمان لائیگا اور میرا اسلام آداب سی پونہچائیگا جب حضرت کا زمانہ آیا حاتم کی اولاد سے
ایک لڑکی بنی طی کے ساتھ بندی مین آئی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اونمین سے
ایمان نہ لائی اوسکی گردن مارو اوس لڑکی نے فریاد کی ای مومنو میرا اسلام حضرت کی خدمت مین عرض کرو
کہ ایک لڑکی حاتم کی اولاد سی اس گروہ مین ہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اوسی چھوڑ دو
کیونکہ وہ مرد سخی کی اولاد سی ہی لوگون نے کہا کہ جناب پیغمبر نے تجکو آزاد کیا اپنے ملک کو جاو وہ لڑکی
بولی حاتم کے خاندان سی بعید ہے کہ آپکو چھوڑ دی اور اپنی قوم کو ہلاکت مین ڈال جائی کسی زندگی پر
آخر مرنا ہی بہتر یہ ہی جو اونکا حال ہو وہی میرا حال ہو لوگون نے عرض کی کہ حضرت وہ اپنی قوم سے
جدا نہین ہوتی سرور کونین نے فرمایا کہ حاتم مرد سخی تھا اوسکی خاطر سی سبکو آزاد کیا جب اوس

اور میرا نام شمس شاہ ہی ایک دن مین حضرت سلیمان علیہ السلام کے وقت مین اپنے باغکی سیر کر رہا تھا یون
خیال گذرا کہ اپنا لشکر لیکر آدمیون کے ملک پر چڑھ جاؤن اور انکو قتل کرکے ملک چھین لون کیونکہ وہ ملک
نہایت پاکیزہ اور آراستہ ہے یہ سوچکر اہلکار سے کہا کہ تمام لشکر تیار رہے صبحکو مجھے ایک مہم درپیش ہے اتنے مین
رات ہوگئی فراغت کے بعد خوابگاہ مین جاکر آرام کیا صبح کی وقت جو چونکا آپکو مع تمام لشکر سانپ کی
صورت پایا ساری دن ماہی بے آب کی طرح زمین پر تڑپا کیا اور شام سے صبح تک جناب الٰہی مین توبہ کی باری
فضل الٰہی سے میری تمام فوج صورت اصلی پر آگئی لیکن پر کسی کی نہوئی پھر مین نے بہت سی گریہ وزاری کی
تب یہ آواز آئی کہ جو کوئی اپنی قول سے پھرتا ہے اوسکا یہی احوال ہوتا ہے قصہ مختصر ہر رات یہی صدا آیا
کرتی تھی ایک رات مین نے بہت عجز و زاری سے توبہ کی اور کہا کہ پھر ایسا خطرہ دل مین کبھی نہ لاؤنگا الٰہی میرا
گناہ بخش حکم ہوا کہ تھوڑی دن اور صبر کر مین نے پھر الحاح وزاری کی کہ اب میری نجات ہو ایسا دھیان پھر خاطر مین
نہ لاؤنگا تب یہ ندا آئی کہ ایک جوان بہتی تمیں برس کا ادھر آئیگا تو اوسکے دیکھتے ہی اپنی اصلی صورت پر
آجائیگا چاہیے کہ تو اوسکی خدمت مین بدل مصروف رہنا کیونکہ جو وہ تیری حق مین دعا مانگیگا تو تو ہمیشہ
اپنی اصلی صورت پر رہے گا نہین تو سانپ کی شکل پر ہو جائے گا

قصہ حاتم اور شمس شاہ پریزاد کی جو بسبب فسادنیت کی ایک سفید سانپ کی صورت بنگیا تھا



ذرا توقف کرو مین پھر آتا ہون یہ کہکر حوض مین گر پڑا ایکدم کی بعد کئی پریزاد سونی چاندی کی خوان جواہر
سی بھری ہوئی سرون پر رکھے اوس حوض سی نکلے حاتم کو سلام کرکے خوان اوسکی آگے رکھدیے اوسنی پوچھا
کہ ای خدا کے بندو تم کون ہو سچ کہو اونھون نے عرض کی ہم اوسکی خدمتگار ہین جو تمکو اپنی گھر لایا ہی اور
یہ جواہر تمھاری واسطی بھجوایا ہے لازم ہے کہ قبول کرو اوسنے کہا یہ میری کس کام کے ہین اسقدر مال مین
کیونکر اوٹھاؤن اور کس پر لاد کر لیجاؤن اتنی مین اور کئی پریزاد اوسی طرح سے کئی خوان جواہر کے لیے
ہوئی حاتم کے پاس آئی اوسنی پوچھا اس مین کیا ہی وہ بولی کہ جواہر تحفہ کی طریق پر تمھین بھیجا ہی حاتم نے
کہا یہ بھی میری نظرون مین نہین سمایا اسمین اور بہت سی پریزاد سر پر گنگا جمنی خوان زر بفت
اور بادلی کی خوان پوش سے ڈھانکے ہوئی اوس چشمی سے نکلے اوسنی پوچھا اسمین کیا ہی اونھون نے
عرض کی آپ ہی کی لیے لائی ہین حاتم نے کہا بہت اچھا مہمان حاضر ہی پر صاحب خانہ کہان ہے وہین وہ
سانپ ایک جوان حسین بنا ہوا چالیس پریزاد ونکو ساتھ لیی حوض سی نکل آیا حاتم اوسکو دیکھکر
متعجب ہوا کہ یہ جوان خوشرو کون ہی پھر تعظیم کو اوٹھکھڑا ہوا اوسنی حاتم کو پکڑکر بائین شایستہ مسند پر
بٹھایا اور پوچھا کہ تم پہچانتے ہو وہ بولا اگر کبھی دیکھا ہوتا تو البتہ پہچانتا اوسنے مسکراکر کہا مین
وہی ہون جو تمھین یہان لایا ہون حاتم بولا ای عزیز پہلے تیری صورت سانپ کی تھی اب آدمی کی
شکل کیونکر ہوئی اوسنی کہا کہ یہ بھید کھانا کھانی کی بعد کھل جائیگا پھر دسترخوان بچھواکر کھانا چنوایا اتنی مین
جڑاؤ چلمچی آفتابہ زر بفتی زیر انداز سمیت دو پریزاد لائی اور اونکے ہاتھ دھلائی تو وہ کھانی مین مشغول
ہوئی پریزاد سب اپنی اپنی کامون مین لگ گئی حاتم کھانا کھاتا جاتا تھا اور جی مین کہتا تھا کہ مین نے
اس مزی کا کھانا یہان کھایا ہے یا پری نوش لب کی ساتھ کوہ ندا پر کھایا تھا اغلب کہ شخیص بھی
پریزاد کی قوم سی ہو جب خاصہ نوش کر چکے خواص عطردان پاندان مرصع لیکے آئے حاتم نی جو عطر لیا
اوسکا دماغ مہک گیا حیران ہوا کہ بارخدایا ایسی نعمتین اور ایسی خوشبوئین تو نی اس قوم کو عطا کی ہین
کہ انسان کو میسر نہین اسمین کیا حکمت ہے تو ہی جانتا ہی اوسکے بعد صاحب خانہ سی پوچھا تمھاری
شکل سانپ کی تھی اب پری کی سی ہوئی اسکا کیا سبب ہے وہ بولا ای جوان پری کی قوم سی ہون

کون سی دوا ہی بتا کہ تلاش کی جاے اوسنے کہا کہ اگر جیتی ہوئی آدمی کو مار کر اوسکا گرم گرم لہو اوسکے مُنہ مین ٹپکاؤ تو ابھی بحال و توانا ہو جاے حاتم بولا کہ مجکو آدمی ہی ایسی کیا ضمنی ہی جو جیوان کے واسطے اوسی مارون اگر تجکو آدمی کا لہو درکار ہی تو کہہ کس جگہہ کا چاہیے ابھی حوالے کرون اوسنے کہا کہین کا ہو مگر گرم ہو حاتم نے ترکش سے تیر نکالکر بائین ہاتہہ کی ہفت اندام کھولی اور کہا کہ اے روباہ جتنا لہو تجکو درکار ہو لیوہ اپنی نر کو اوسکے پاس لے گئی اور کہا جسقدر اوسکے مُنہ مین ڈالوگی عین مہربانی ہی حاتم نے اوسکے کہنے کے موافق اپنا لہو اسقدر پلایا کہ اوسکا پیٹ بھر گیا اور قوت اصلی پر آگیا تب حاتم نے ہاتہہ پر پٹی باندھکر کہا کہ اے روباہ اب تو مجسی راضی ہوئی لومڑی بچون سمیت اوسکی پاؤن پر گر پڑی حاتم اوسکو دلاسا دیکر آگے بڑھا جب بھوک لگتی تھی جنگل کا میوہ کھا لیتا تھا اور پیاس مین ہین ندی نالون کا پانی پی لیتا ایک مدت کے بعد کسی جنگل مین جا پونہچا آفتاب کی تپش اسقدر ہوئی کہ ماری پیاس کے بیتاب ہو گیا ہر طرف پانی ڈھونڈھنے لگا کہ ایک چشمہ برف سا سفید دور سی نظر آیا حاتم اشتیاق سی بے اختیار اوسکی طرف دوڑا جب نزدیک پونہچا تو کچہ نہ دیکھا مگر ایک سانپ سفید گنڈلی مارے بیٹھا ہی چاہتا تھا کہ پھرے جو وہ بول اوٹھا اے جوان لمبی کیون پھر چلا تو یہان کس کام کے واسطے آیا حاتم نے جو اوسکو باتین کرتے دیکھا گھبراکر کہنے لگا اے بندۂ خدا مین شدت سی پیاسا تھا دور سی تیری رنگ کی سفیدی پانی کی طرح جو نظر آئی ادھر چلا آیا اب خدا کی قدرت کا تماشا دیکھکر پھر چلا سانپ نے کہا اے عزیز تجکو یہان سب کچہ میسر ہو جاے گا خاطر جمع رکھہ القصہ سانپ روانہ ہوا اور حاتم اپنے دلمین سوچا ہر چند یہ سانپ باتین کرتا ہی پر اسکے ساتہہ جانا خوب نہین کیونکہ موذی ہی اتنے مین یہ خیال گذرا کہ جو کچہ تقدیر مین ہے وہی ہوگا چلا چاہیے اسپر بھی آہستہ آہستہ قدم رکھنے لگا سانپ نے جو دیکھا کہ جانی مین استادگی کرتا ہی کہا اے مرد خدا کچہ وسواس نکر پاؤن اوٹھا حاتم بے کھٹکے اوسکے ساتہہ روانہ ہوا غرض ایک گلزار جنت بہار مین جا پونہچا وہان کی فضا سے اوسکا جی کھل گیا نہایت باغ باغ ہوا کیونکہ اس قطع کا باغ کہین نہ دیکھا تھا مگر پریون کے ملک مین پھر ادھر اودھر کی سیر کرتا ہوا ایک مکان مین جا نکلا وہان فرش شاہانہ سراسر بچھا ہوا تھا اور حوض کی کناری ایک مسند پر تکلف لگی ہوئی تھی سانپ نے کہا کہ یہان

رہین ہزاور ماوہ کو تم لیجاؤ آخر بچون کی درد جدائی سے بندریا مر گئی نر بھی اوسکے غم مین ہلاک ہوا
ایجوان انسان کی بیوفائی اور جفاکاری سنی تو نے پھر تیری بات کس طرح باور کرون شاید ایسا ہی
سلوک تو مجسے کری ایک اور بلا مین ڈالدی حاتم نے کہا ای لومڑی اپنی خاطر جمع رکھہ میں اون لوگون مین
نہین خدا کی قسم تجسے بدسلوکی نکرون گا تو بے دھڑک مجکو اوس گاون تک لیچل کہ مین اوس
شخص سے تیری خاوندا اور بچون کو چھڑادون اسبات کو سنکر وہ خوش ہوئی اور اوسکی ہمت پر آفرین
کرکے آگے ہوئی حاتم اوسکے پیچھے پیچھے چل نکلا پہر رات گئی اوس گاون کے قریب جا پونہچی حاتم نے
کہا اب تو یہان چھپ رہ مین بستی مین جاکر صیاد کو ڈھونڈھ نکالتا ہون وہ کسی جھاڑی مین
دبکی مار کر بیٹھہ رہی حاتم صبح تک یاد الٰہی مین مشغول رہا جو ہین آفتاب نکلا اوٹھکر صیاد کے
دروازے پر آیا دستک دی وہ نکل کر پوچھنے لگا کہ ای جوان تجھے مجسے کیا کام ہے جو ایسا صبح ہی آیا ہے
تو تو ہمارے گاون کا نہین معلوم ہوتا حاتم نے کہا ای صیاد مجھے ایک ایسا ہی آزار ہوا ہی کہ جسکا علاج
مجہ مسافر سے نہین ہو سکتا کیونکہ ایک حکیم نے بتلایا ہی اگر تو لومڑی کا تازہ لہو اپنے بدن پر ملے تو ابھی
اچھا ہوتا ہی اسواسطے مین تیرے پاس آیا ہون کہ تو اکثر لومڑیون اور گیدڑونکا شکار کرتا ہی اگر تیرے
پاس لومڑی کے تین چار بچے ہون تو مجھے دی اور اونکی قیمت جو چاہی سو لی صیاد نے کہا کہ سات لومڑیان
مینے پکڑی ہین جتنی درکار ہون اونکو پسند کر یہ کہکر اون سبا تو نکو حاتم کے روبرو لی آیا اوسنے سات دینار
دیکر سبا تو نکو لیا اور جنگل مین لاکر ہاتہ پاون کی رسیان کھولکر چھوڑ دیا بچے تو کچہ الفت کھتی تھے دوڑکر
اپنی مان کے پہلو سے جا لگے وہ اونکو پیار کرکے نر کے پاس جو آئی تو کیا دیکھتی ہی کہ قریب مرگ پونہچا ہے
روتی پیٹنے لگی اور سر پر خاک ڈالنے لگی حاتم نے کہا ای روباہ اب کیون جزع اور فزع کرتی ہی وہ بولی کہ
آج میری سر کا تاج ڈھلا جاتا ہی کیونکر نہ سر پیٹون تو نے نہین سنا ہی کہ مردونکو عورتون کے سر کا
چتر کہتے ہین یہ بھوک پیاس سے مواجاتا ہی حاتم نے کہا کہ ای نادان اسکی عمر اتنی ہی تھی کیونکہ شیر خوار
تندرست ہین اور یہ ایسا بی طاقت ہو جائے کہ سانس بھی نہ لے سکے لومڑی نے کہا اوسکی یہ حالت میری
جدائی اور بچون کے غم نے پونہچائی ہی اگر ابھی اوسکا علاج ہو تو اغلب ہے کہ نہ مرے حاتم نے پوچھا کہ

حاتم نے کہا کہ آندھی کو میووں کے گرانے سے اور ایذا دہندونکو مردم آزاری کا کیا اندیشہ ہے کہ اونھوں نے وہی اپنا پیشہ کیا ہی لازم ہے کہ تو مجھے اہ بتائی تو مین جاکر تیری خاوند کو بچون سمیت صیاد سے چھڑاؤن اگر اونکے بدلے وہ میرا سر بھی مانگے گا تو عذر نکرون گا کیونکہ یہ خدا کی راہ کا سودا ہی لومڑی نے کہا ایجوان اگر تیری ساتھ چلون بھی تو اوس سے ملکر مجھے پکڑی تو میرا حال بھی اوسی بندریا کا سا ہو حاتم نے کہا کہ اوسکی حقیقت کیونکر ہے بیان کر لومڑی بولی کہ ایک بندریا نے کسی جنگل مین جاکر ایک گڑہے مین بچے دیے تھے اتفاقا اوس جنگل مین کوئی صیاد جا نکلا بچے اوس گڑہے مین اپنی باپ کے ساتھ بیٹھے تھے صیاد نے گھات سے پکڑا اور لیجاکر ایک دولتمند کے ہاتھ بیچ ڈالا ہر چند بندریا حیوانون مین بڑی دانا اور ذوفنون تھی لیکن بڑی دن جو آگے آئی ہوشیاری نہ کچھ کام آئی پکڑی گئی اوسکی صورت یہ ہی کہ بندریا اپنی شوہر اور بچون کی جدائی مین سر ٹکرا ٹکرا روتی پھرتی تھی ایک دن نا چار ہوکر زمیندار کے پاس فریاد کو گئی اوسنے اوسکا تباہ دیکھکر ترس کھاکر کہا کہ اسے کسنے ایذا دی ہی جو ایسی بلبلاتی ہی کسی نے کہا کہ اسکے خاوند کو چھوٹے بچون سمیت فلانا بہلیا پکڑ گیا ہی فلانی جگہہ رہتا ہے دہقان نے کہا ابھی تو جاکر اوسکی بچون اور نر کو جلد چھڑا دی اوسکے حکم کی بموجب وہ شخص اودھر کو روانہ ہوا بندریا بھی ساتھ ہوئی جب وہ مرد بندریا سمیت گاؤن مین پونہچا بہلیا کے دروازی پر جاکر پکارا وہ وہین نکل آیا بندریا نے چاہا کہ اوچھل کر اوسکی جامی کو ٹکڑی ٹکڑی کر ڈالے اتنے مین اوس دولتمند نے دیوانخانے سے نکل کر کہا ای عزیز تو اوسکے بچون اور نر کو کیا کیا اوسنے عرض کی کہ خداوند کئی دن کی بات ہی کہ مین نے آپ ہی کی ہاتھ بیچے ہین اگر اسکی بیکسی پر رحم کرتے ہو تو اونکو اوسکے حوالی کرو اور قیمت مجھسے پھیر لو اوسنے کہا کہ ابتو مین اوسنی اپنا جی بہلاتا ہون کیونکر دون کوئی اور تدبیر بتلا کہ جس سے اسکو بھی تسکین ہو اور وہ بھی میری پاس ہین صیاد نے کہا مناسب یہ ہی کہ اسکو بھی پکڑکر اونھین مین بندھوا دیجیے حاصل کلام یہ کہ صیاد نے ملکر اور فریب سے بندریا کو بھی پکڑوا دیا جب دہقان نے سنا کہ وہ بھی پکڑی گئی اوسکو کہلا بھیجا کہ تو بندریا اور اوسکے بچون اور نر سمیت حاضر ہو وہ اون سبھونکو لیے ہوئے زمیندار کے پاس گیا اوسنے دیکھتے ہی بندریا کی بچون کو پسند کیا کہ یہ میری یہان

زمین پر دے دے مارتی ہی اور چلاتی ہی اوسکو اس حال سی دیکھکر حاتم نے نہایت دلسوزی سی پوچھا کہ تجکو بندگان
خدا مین کس سنگدل نے ستایا ہی جو اس طرح بلبلا رہی ہی لومڑی نے کہا ایجوان بحمت خدا تجھپر اور تیری
ہمت اور دلاوری پر جو تو اس بُری وقت مین میرے پاس آیا اور احوال پوچھا حقیقت یہ ہی کہ ایک صیاد
میری نر کو بچون سمیت پکڑ لیگیا ہی مین اونکی جدائی مین روتی ہون بچھاڑین کھاتی ہون بلکہ ہر ایک
طرف فریاد کرتی ہون اسپر بھی کوئی آہ وزاری نہین سنتا مگر ایک تو آیا ہے سو دیکھیے کیا ہو کیونکہ
تو انسان ہے اور مین حیوان ہون یقین ہی کہ تو اپنی قوم کی خاطر کریگا حاتم نے کہا کہ تو کیا کہتی ہی
ہماری قوم مین انسان سب ایک سی نہین کتنے ہین موم دل اور غمخوار کتنے ہین سنگدل اور مردم آزار
اگرچہ مین بھی انسان ہون لیکن تو سچ کہہ کہ تیری نر کو اور بچونکو کون لیگیا ہے لومڑی بولی کہ یہان سے
چھہ سات کوس پر ایک گاون ہی اوس مین ایک بہلیا رہتا ہے اوس کمبخت کا یہی کام ہی پر یہ کچھ معلوم
نہین کہ اوسکو ہم غریبون کے دکھہ دینے سے کیا فائدہ ہے یقین ہی کہ خدا کے غضب سے نہین ڈرتا

تصویر حاتم اور ایک لومڑی کی اور حکایت بیان کرنا اوسکا بندریا کی حاتم سی



خدا ترس دیکھا اسلیے یہ احوال ظاہر کیا یہ دل سی نکلنا مونکی سعی مین کمر باندھی پڑا پھرتا ہی یقین ہے کہ اپنی
مراد کو پہونچے مادہ نے کہا کہ اس عاجز غریب کی رسائی ریاض قہرمان تک کس طرح ہوگی کیونکہ وہ دیوون کے
ملک کی سرحد ہی اسکے سوا اور بھی آفتین اوس راہ مین بہت سی ہین اوسنے کہا کہ اس بے پر و بال کا
وہان پہونچنا بشرط حیات خدا کی قدرت سی کچھ دور نہین لیکن لازم ہی کہ تھوڑی سے ہماری پر اپنی پاس
رکھی کسواسطے کہ جب کوہ قاف کی حد مین پونہچی گا تو ایک صحرای عظیم ایسا ملے گا کہ جسکا اوچھور نہین
چاہیے کہ اوسمین داخل ہونے کے وقت ہماری لال پر جلا کر پانی مین گھولے اور اپنی تمام بدن مین مالے
پھر بے دھڑک چلا جای اوسکی بو سی تمام جانور درندی گزندی بھاگ جائینگے اوسکی صورت بھی دیو کی سی
ہوجاویگی جب اوس جنگل کو طی کرکے برزخ کی جزیری مین پونہچی گا سفید پر جلا کر اوسکی راکھ پانی مین گھولکر
بدن مین ملے پھر نہاد ھوکر صاف کرڈالے خدا کی فضل و کرم سی اوسی گھڑی اپنی اصلی صورت پر آجائے گا
لیکن وہان کے لوگ اسکو پکڑکر ماہ یار سلیمانی بادشاہ کی پاس لیجائینگے چاہیے کہ یہ اپنا مطلب اوس سے کہے
پر وہ اسی مطلب اصلی کو پریشن کریگا کہ جو کوئی اس موتی کی پیدا ہونے کی حقیقت سی اطلاع دی اوسکو
مین اپنی بیٹی موتی سمیت دون بہتر یہ ہے کہ اس ماجری کو من و عن یاد رکھے بھول نجائے ممکن نہین کہ
ماہ یار سلیمانی اپنی قول سی پھری کیونکہ وہ وعدی کا بہت سچا ہی مقرر اپنی بیٹی بیاہ دیگا مادہ نے کہا کہ یہ
بلا پر ہماری پر کیونکر پڑی اسبات کو سنتے ہی نر نے اپنے بازو پھیلائے کتنی ہی پر گر پڑی حاتم نے سب
چن لی نہایت خوش ہوا پھر مادہ بولی ای نر تو نے کیونکر جانا کہ یہ شخص اس کام کو واسطے آیا ہی اور اتنے
قصے تو نے کیونکر یاد رکھی ہین اوسنے کہا ہماری قوم مین جتنی نر ہین تمام جہان کا احوال ابتدا سی انتہا تک
جانتی ہین وہ اور بات چیت کی سوا کچھ نہین جانتے اتنی مین صبح ہوگئی وہ جوڑا اوڑ گیا حاتم اوٹھہ کھڑا
ہوا اور ایک سمت کو چل نکلا دو چارون کی بعد ایک رات کسی درخت کی نیچی سو گیا تھا نیند مین بہت سے
جانور فریاد کرنے لگے کہ ہے ہے کوئی خدا کی بندون مین سی ہماری داد کو نہین پہونچتا اس آواز کو سنکر
حاتم اپنی جی مین کہنے لگا کہ ای حاتم تو بھی خدا ہی کا بندہ ہی پس تجکو لازم ہی کہ تو چل کر انکا احوال پوچھے
اور مدد کری یہ سوچکر اوسی طرف اوٹھہ دوڑا جب قریب گیا تو کیا دیکھتا ہی کہ ایک لومڑی نہ باون

رکھتا تھا بلکہ اوسنے ایک شہر بھی بڑا سا بسایا تھا اب وہ ویران پڑا ہی اتفاقاً اوسی کا خزانہ حسن بانو
کے ہاتہ آیا ہی وہ انڈا بھی اوسی مین تھا جو اوسنے پایا القصہ جب سجاہ قہرمانی مرگیا اور اوسکا ملک
کسی اور نے لیا اوسکی جورو حاملہ وہ موتی لیکر محل سی بھاگی اور ایک جنگل مین جا پڑی پہر دن تھا کہ
دریاے قہرمان کی کنارے جا نکلی قضارا مسعود سوداگر بھی اوسوقت کشتی پر بیٹھا ہوا وہان آنکلا اوس عورت نے
کشتی کو دیکھکر غل مچایا کہ خدا کی واسطے مجہ بیکس کو بھی ناو پر چڑھالو سوداگر نے رحم کھاکر کنارے پر ناو
لگادی اور اوسکو بٹھاکر حقیقت پوچھی اوسنے اپنا تمام احوال کہدیا مسعود سوداگر نے اوسکو اپنی بیٹی کیا
اور شہر مین لے آیا چند روز کی بعد وہ عورت لڑکا جنی اور اوسکا نام برزخ رکھا جب وہ لڑکا ہوشیار ہوا
مسعود سوداگر مرگیا اوسکی سرداری اوس لڑکی کو ملی اور وہ ایک مدت تک اوسکے مال و دولت سی لاکھون سپاہی
نوکر رکھا گیا کئی ہزار گاون اپنی قبضے مین لایا یکایک وہان کا پادشاہ ہوا جب وہ مرگیا حضرت
سلیمان علیہ السلام پادشاہ ہوے تب اونھون نے کوہ قاف کی تمام نواحی اور دریاے قلزم اور دریاے
قہرمان اور دریاے زرین و آتشین بلکہ جو کچہ کوہ قاف سی علاقہ رکھتا تھا سب کا سب دیوون
پریون جادوگرون مردم آزارون کی رہنے کو دیا اور کہا کہ تم سب اوسکو آباد کرو آدمیون کی شہر کیطرف
نجاؤ چنانچہ وہ جزیرہ اور شہر اونھین قومون سی آباد ہین آدمی کو وہان سی کچہ تعلق نہین غرض رفتہ رفتہ
وہ موتی ہشام پری برخ کلاہ کی ہاتہ لگا تھا اب ماہ یار سلیمانی جو آدمی اور پری سی پیدا ہوا ہی اوسنے
لیا ہی بالفعل اوسکی استقامت برزخ کی جزیرہ مین ہی وہ ایک لڑکی نہایت حسین اور مہ جبین
رکھتا ہے لیکن اوسکا بیاہ اس شرط پر ٹھہرا ہے کہ جو کوئی اوس موتی کی پیدایش کا احوال ظاہر کریگا مین اوس
لڑکی کو اوسکے ساتہ بیاہ دونگا یہ سنکر ہزارون پریزاد اوسکے پاس آئے پر کوئی اوس موتی کی پیدایش سے
آگاہ نتھا جو بیان کرتا ہر ایک مایوس ہوکر پھر گیا اور ماہ یار سلیمانی بڑا عالم اور فاضل ہی اوسکی سوا
اوسوقت کی کتابین اوسکی ہاتہ لگین ہین اوسنے اونکو پڑھکر اوس موتی کی پیدایش کا حال دریافت کرلیا
ہی اور اون جانورونکو حضرت سلیمان علیہ السلام کی وقت سی حکم نہین جو کہین انڈے دین اوسوا سطے ایسی
موتی کا پیدا ہونا موقوف ہے بلکہ اسبات کے کہنے کی بھی منا ہی ہی پر مین نے جو اونکو اہل ہمت اور

چھٹا سوال حاتم کی جانی کا اور مرغابی کی انڈی برابر موتی لانے کا

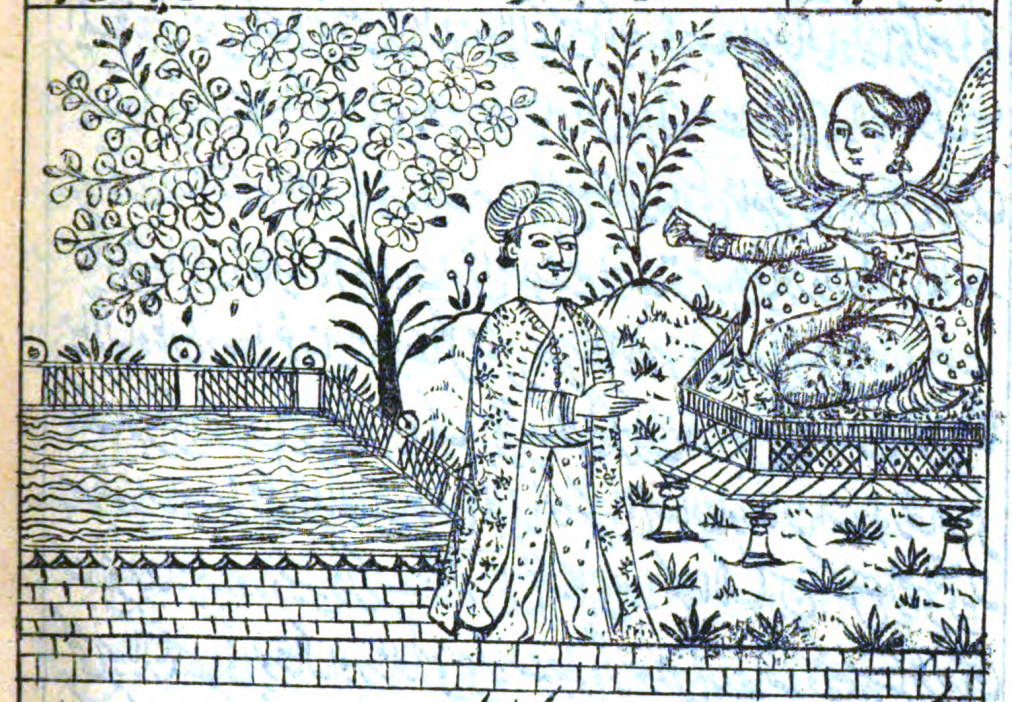
جب حاتم شاہ آباد سی نکلا پانچ چھہ کوس پر جاکر ایک پتھر کی سل پر بیٹھکر سرزانو ہوا اور دلمین فکر کرنے لگا
کہ یا الٰہی ایسا موتی کس دریا مین سی ہاتہ لگیگا مگر کچھہ تو ہی اپنا فضل کرے تو وہ گوہر نایاب ہاتہ مین
شام ہوگئی ایک جوڑا ناطقہ کا ہفت رنگی کہ جسکے بسیرے کا مقام دریای قہرمان کے کنارے تھا قدرت
الٰہی سی ایک درخت پر وہان آبیٹھا مادہ بولی کہ ہمکو یہان کی آب وہوا خوش نہین آتی اگرچہ اس جگہہ ہمارے
کھانے پینے کی چیزین قسم قسم کی ہین بہتر یہ ہی کہ یہان سی اوڑ چلین نر نے کہا میرا قصد تو یہ تھا کہ چند روز
اس جنگل مین رہون تیری کہنی سے اب صبح کو اپنے وطن چلون گا خاطر جمع رکھہ ایک گھڑی چپکی رہ
مادہ نے پھر کہا کہ یہ شخص کون ہے جو اس جنگل مین سر جھکائے غمگین و متفکر بیٹھا ہی نر بولا یہ حاتم مین کا شہزادہ
ہے کیا کرے جو اسکی جانب ہی جسقدر غمگین ہو بیجا نہین کیونکہ اوسکو مرغابی کی انڈی برابر موتی کی
تلاش ہے اپنے لیے نہین بلکہ خدا کی راہ پر غیر کے واسطے اسنے کمر باندھی ہی چنانچہ منیر شامی شہزادہ حسن بانو پر
عاشق ہوا ہی وہ سات سوال رکھتی ہی شہزادہ نہ سوال پورے کرنے کی طاقت رکھتا ہی نہ اوسکی چھوڑنے کی
قدرت رکھتا ہی اس سبب سے دیوانہ وار پھرتا پھرتا صحرای یمن مین جانکلا تھا اور یہ بھی شکار کھیلتا ہوا
اوسی جنگل مین آپونہچا باہم ملاقات ہوگئی منیر شامی نے اپنا احوال اوس سے کہا اسنے ترس کھاکر اوسی کے
واسطے غربت اختیار کی اور مصیبت اپنے سر لی چنانچہ اوسکے پانچ سوال پورے کرچکا ہی اب چھٹے
سوال کی باری ہی اور وہ ایسی موتی کا لانا ہی یہ بیچارہ اس درخت کے نیچے اسی سوچ مین حیران
بیٹھا ہی کہ کدھر جاؤن اور ایسا موتی کہان سی لاؤن فی الواقع بی دیکھی راہ کیونکر چلے اور ایسا
موتی کس طرح سے پیدا کرے لیکن تو کہے تو مین اسکو راہ بتادون وہ بولی اس سے کیا بہتر ہے کہ
حیوان کا احسان انسان پر ہو جب مادہ سی مرضی پائی نر کہنے لگا کہ ایسے موتی کی پیدایش یون ہے
کہ اگلے زمانے مین کہتے ہین کتنی پرندی تیس برس کے بعد دریای قہرمان کے کنارے انڈے
دیتے تھے اونمین سے ایک شمس شاہ کے ہاتہ آگیا تھا ہر چند کہ وہ آگے سی مال وجواہر بہت سا

حاتم نے نئے سر سے قصہ شروع کیا اور آخر تک کہہ سنایا حسن بانو نے کہا سچ کہتا ہی ولیکن کچھ نشان بھی دکھا
کہ یقین آجاوی حاتم نے بایان ہاتھہ دکھادیا کہ یہ سب چاندی کا ہوگیا تھا پر مین ایکدن کسی آب زلال کے
چشمے پر جو پونچا اور اوسکو دھویا یہ اپنی صورت پر آگیا لیکن ناخن ابتک چاندی کے ہین دوسرا
نشان یہ ہی کہ دریای زرین کے پانی سی چار دانت سونے کی ہوگئی ہین اور وہ تینون قسم جواہر بھی
دکھادین تب حسن بانو نے بہت سی آو بھگت کی اور کہانا نہایت پر تکلف منگواکر روبرو رکھوایا
حاتم نے کہا بہتر یہ ہی کہ اسکو میری ساتھ کردو وہین کارونسرا مین جاکر منیر شامی کی ساتھ کھاؤن گا پھر
وہان سی اوٹھکر کارونسرا مین آیا اور منیر شامی سی ملکر کھانا مزی سی باہم کھایا اور اپنی سرگذشت مفصل
بیان کی اوسنے اوسکی ہمت اور جوانمردی کی نہایت تعریف اور توصیف کرکے بہت سا عذر کیا
حاتم نے دو تین دن آرام کرحمام کیا اور نئی کپڑی پہن کر حسن بانو کی پاس گیا دربانون نے خبر کی اوسنے
اوسی طور سی پردہ کرکے بلالیا اور کرسی جواہر نگار پر بٹھایا حاتم نے کہا صاحب اب چھٹا سوال کہا ہی
اوسکو بھی کہو تاکہ مین پورا کرون یہ بات سنکر حسن بانو نے کہا کہ ایک موتی میری پاس ہے اسکی برابر کا
دوسرا تلاش کرکے لادی حاتم بولا مین اوسی ذرا دیکہ لون اوسنے منگواکر دکھادیا سچ کہ وہ مرغابی کے
انڈی کی برابر تھا حاتم نے کہا مین یہ جانتا ہون کہ تو مجھے اسی ندی گی لیکن نمونہ حوالی کر جو اوسکے برابر ڈھونڈھ
لاؤن حسن بانو نے ایک موتی چاندی کا اوتنا بڑا بنواکر حاتم کو وہ اوسکو لے کر مہانسرا مین آیا اور منیر شامی کو
دکھاکے کہنے لگا کہ حسن بانو اب اتنا بڑا ایک موتی مانگتی ہی مین نے تو اتنا بڑا موتی اپنی عمر مین نہ دیکھا نہ سنا
ہی خدا جانے کس ملک یا مین اور کس جگہہ پیدا ہوتا ہے منیر شامی نے کہا بھائی جس جگہہ ایسا موتی پیدا
ہوتا ہے پہلے اوس مکان کو تحقیق کرلو تب جاؤ حاتم نے کہا پوچھنا کچھ ضرور نہین مجکو میرا خدا
وہان پونہچائے گا جسنے اتنی مشکلین آسان کی ہین وہ اسی بھی آسان کرے گا یقین ہے کہ مین
اوس ملک پر پونہچون گا اور ایسا موتی لی آؤن گا مین خالی پر توکل کیے ہون اور اوسکی سوا کسی سے امید نہین رکھتا
منیر شامی نے اسبات پر بہت سی آفرین کی اور کہا کہ چند روز ابھی آرام کرو ناچار ہوکر حاتم نے کہا بھائی آخر
یہ کام ہمین کو کرنا ہی پھر دیر لگانی کیا ضرور آخر حاتم منیر شامی سی رخصت ہوکر ایسی موتی کی تلاش مین روانہ ہوا

پیٹ بھر کر کھایا غرض کشتی چلی جاتی تھی یہ ڈر کے مارے کبھی آنکھین نہ کھولتا تھا جو کبھی کھل جاتی تھین
تو جان نکلنی لگتی تھی وہین بند کر لیتا تھا قصہ کوتاہ ناو دریا کی مانجھدار مین آ پونہچی اور چکی کی طرح
پھرنے لگی حاتم کو یقین ہوا کہ اب ڈوبتی ہی خدا کی یاد مین مشغول ہوا اور آنکھون مین پٹی باندھکر
سر بزانو ہو گیا کہ اب نہین جیتا بچتا باری فضل الٰہی سے تین دن کے بعد کشتی کنارے پر جا لگی حاتم اوتر پڑا
آنکھین کھولکر جو دیکھتا ہی نہ وہ دریا ہی نہ کشتی ہی ایک سہانا سا جنگل نظر آتا ہی مہری کو منہ سے
نکالکر پھینک دیا اور آگے چلا تھوڑی سی راہ طی کی تھی جو معلوم ہوا کہ سواد مین ہے نہایت شاد ہو کر شکر
کیا پھر کسی گاون کیطرف گیا وہان ایک کھیت پر کھڑا ہو کر کسان سے کہنے لگا کہ یہ نواح کس شہر کی ہی
اوسنے کچھ جواب نہ دیا اور ٹکٹکی باندھکر اوسکا منہ دیکھنے لگا حاتم بولا ای عزیز تو بہرا ہی کہ نہین سنتا
اوسنے عرض کی کہ تیری صورت مین اپنے حاتم بادشاہزادی کی سی دیکھتا ہون حاتم نے یہ سنکر کہا تو
کون ہی اور کیا جانتا ہی وہ بولا ای جوان یہ ملک یمن ہے اور حاتم ہمارا شہزادہ ہی اوسکا باپ طی
نام یہانکا بادشاہ ہی لیکن شاہزادی کو سات برس ہوئے کہ اس ملک سے نکل گیا ہی ایک مرتبہ اوسکی خبر
ملکہ زرین پوش سے پونہچی تھی اوس سے ہر شخص کو تھوڑی تسکین ہوئی تھی اب تو اوسکی ماں باپ اور اقربا کا
نہایت برا احوال ہی کہ ہر ایک پر اپنی زندگی وبال ہی خصوصًا ملکہ زرین پوش کی تو جان ہی پر
آبنی دیکھیے اوسکی ملاقات ہونے تک جیتی رہتی ہی یا نہین حاتم نے کہا چند روز ہوئے کہ مین تمہارے
شہزادی سے راہ مین ملا تھا وہ خیر و عافیت سے ہی تو یمن مین جاکر اوسکی طرف سے چھوٹی بڑی کی
خدمت مین میرا سلام پونہچا کر یہ کہنا کہ حاتم شاہ آباد کی طرف گیا ہی پھر کہا ای دہقان مین
یمن بہت سا پیاسا ہون تھوڑا سا پانی پلا وہ جلدی سے ایک پیالہ دودھ کا اور ایک چھاچھ کا
لے آیا حاتم نے نہایت مزے سے پیا اور کہا ہزار شکر ہی کہ مدت کے بعد مین نے اپنی ملک کو دیکھا اور یہ نعمت
کھائی پھر اوٹھ کھڑا ہوا اور شاہ آباد کا رستہ لیا تھوڑی دیر مین وہان جا پونہچا لوگ دوڑے
اور حسن بانو کو اوسکے آنے کی خبر دی اوسنے پردہ کر کے اندر بلایا اور ایک سونے کی کرسی پر بٹھا کر کہا
آفرین ہی ای جوان کیا خوب ہوا جو تو آیا باری کوہ ندا کی خبر کہو اور وہان کے بھید سے مجھے آگاہ کرو

پانی حلق کے اندر ٹپکایا اتنے مین کیا دیکھتا ہی کہ کٹورا اور دو چار دانت سونے کی ہو گئی غرض چالیسوین دن
کشتی کنارے پر پونہچی حاتم نے کنارے اوترکے شکر کا دوگانا ادا کیا اور آگے بڑھا سات روز تک
چلا گیا اور ایسے ایسے عجائبات دیکھے کہ اتنی مدت مین نہ کبھی دیکھی تھی نہ سنی تھی آٹھوین دن پتھرون کے
میدان مین جا پونہچا وہان کا ہر ایک کنکر پتھر ایسا گرم تھا گویا آگ سی ابھی نکلا ہی بہ مشکل چند قدم
چلا آخر طاقت نرہی مجبور ہو کر بیٹھ گیا ماری گرمی کے ہونٹھ سوکھ گئے بلکہ تمام بدن جل اوٹھا تب تو
نہایت بیقرار ہو کر مہرہ مُنہ مین رکھ لیا پر کچھ فائدہ نہ دیکھا آخر اوسکو مُنہ سے نکالکر پھینک دیا اور آپ زمین پر
ماہی بے آب کیطرح تڑپنے لگا یہانتک کہ بیہوش ہو گیا بلکہ قریب مرگ پونہچا مُنہ کھل گیا زبان باہر
نکل پڑی اتنے مین وہ دونون شخص جو جواہر لے گئے تھے پیدا ہوئے اور اوسکو اوٹھا کر آب شیرین مین سر دلایا
حاتم ہوش مین آیا آنکھین کھولکر دیکھا وہین وہ دونون شخص نظر آئی بولا ای یارو آفرین ہے کہ وقت پر
پونہچے اور بڑی مدد کی اب کہو کس طرف جاؤن یہ گرمی کس سبب سے ہی اونھون نے کہا اس سے آگے دریای
آتش ہے یہ گرمی اوسی کی باعث سی ہی یہ رستہ یہی ہی چلا جا خدا کی قدرت سی اپنے ملک مین پہونچ رہی گا
رہ بتلانا ہمارا کام نہین مگر اتنا ہو سکتا ہی کہ یہ آگ دھیمی ہو جای اوسنے کہا کہ جو کچھ تم سی ہو سکی قصور
نکرو یہ بھی احسان سی خالی نہین ہے تب اونھون نے ایک مہرہ نکالکر حاتم کو دیا اور کہا آگے دریای
آتشین ہے اگر اسکو اپنے مُنہ مین رکھ لے گا تو آگ تجھپر کارگر نہو گی ٹھنڈے ٹھنڈے چلا جای گا پر یہ یاد
رہی کہ دریا کے پار ہوتے ہی اس مہرے کو پھینک دینا یہ کہکر حاتم کی نظر سی غائب ہو گئی وہ رات کی رات وہین رہا
صبحکو مُنہ مین مہرہ کو رکھکے آگے چلا تین روز کے بعد سامنے سے آگ کے شعلے معلوم ہونے لگے یہ ڈرا اور
العظمۃ للہ کہکر آگے بڑھا جب کنارے پر پونہچا تو کیا دیکھتا ہی کہ شعلے کی لہرین آسمان تک جاتی ہین
اور آتی ہین حاتم مدہوش سا ہو کر کبھی آسمان کو دیکھتا تھا کبھی زمین کو اتنے مین ایک ناؤ بھی کنارے
آلگی وہ دل مین خدا کی حمد کر کے کہنے لگا کہ یہ دیدہ و دانستہ آپکو آگ مین ڈالنا ہی پر کیا کرون واہ ہی ہے
خدا آسان کری گا جو اوسکی رضا یہی ہی تو راضی رہا چاہیے تن بہ تقدیر کشتی پر جا بیٹھا اور مُنہ مین
مہرہ رکھ لیا اتنے مین ایک قاب نان و کباب سی بھری ہوئی دیکھی اوسکو بے اختیار کھینچا اور

تصویر دار ہونا حاتم کا ایک حوض پر اور آنا پری نوش لب پر یکا اور بیٹھکر تخت مرصع پر احوال پوچھنا



اور اوسکی ایک بیٹی آسا نام ہی مین بھی اوس لڑکی کی ایک خواص ہون چنانچہ ساتوان روز میری باری کا ہی اوس روز مین اوسکی خدمت مین حاضر ہوتی ہون اور یہ مکان کوہ قاف سی تعلق رکھتا ہی اگرچہ دنیا کی حد مین ہی اور یہ جو دور سی دکھائی دیتا ہی اوسی کا قلعہ ہی غرض چار روز تک حاتم کو مہمان رکھا انواع و اقسام کے کھانے اور میوے کھلائے اور بہت سی مدارات کی پانچوین روز کہا کہ یہ مکان تمھارے رہنے کے قابل نہین بہتر یہ ہے کہ یہان سی تشریف لیجاؤ حاتم اوس پری سی رخصت ہوکر پہاڑ ہی پہاڑ چلا دس بیس دن کے بعد پہاڑ سی اوترکر کسی جنگل مین جا پونہچا وہان سونے کا ایک دریا دکھائی دیا کہ اوسکا پانی گلا ہوا سونے کی صورت لہرین لے رہا ہی اور اوسکی موجین آسمان سی ٹکرین لے رہین ہین یہ دریا کے فکر مین غرق ہوکر اوسکے کنارے بیٹھ گیا کہ اس سی کیونکر پار ہو جبھی اتنے مین سونے کی ایک ناو دور سے نظر آئی اور جھٹ سی کنارے پر پونہچی حاتم نے خدا کا شکر کیا اور اوسپر بیٹھ لیا وہین ایک طباق گرم حلوے سی بھرا ہوا نظر آیا بھوکا تو تھا ہی کمال رغبت سے کھایا چاہتا تھا کہ دریا مین ہاتھ نہ ڈالکر پانی پیے ڈرا کہ مبادا اسمین سونے کا نہو جائے کھینچ لیا پھر ایک کٹورا بغل سی نکالکر بھرا از بسکہ تشنگی غالب تھی تھوڑا سا

پیٹ بھر کر پیا غرض اوس سے بھی بخوبی گذر گیا اور آگے بڑھا کہ دور سے ایک روشنی نظر آئی گویا کہ سونے کا
ایک تختہ ہوا مین چمک رہا ہے اوسی کی طرف چلا ایک مہینے کی بعد قریب جا پونہچا کیا دیکھتا ہے کہ سونے کا
ایک پہاڑ آسمان سے لگا جھمجھا رہا ہے یہ اوسپر چڑھ گیا وہان ہر ایک درخت سونے کا پھولا پھلا دیکھا متعجب
ہوا تین روز تک اوسپر چلا گیا یکایک ایک میدان وسیع نظر آیا کہ اوسکی تمام زمین سنہری تھی پھر اوس
سے آگے بڑھا تو سونے کا ایک محل نہایت خوش اسلوب دیکھا جب قریب پونہچا دروازہ کھلا پایا اندر
چلا گیا وہان ایک باغ نہایت پر فضا گل و ثمر سے بھرا نظر آیا اوس مین سونے کے ہزارون درخت
چمک رہے تھے اور اون مین جڑاؤ پتے دمک رہے تھے حاتم دیکھکر حیران ہوا اور صانع کی صنعت کا شکر کرنے لگا
پھر تھوڑا سا میوہ توڑ کر کھایا کہ ایک حوض نظر آیا اوسکا پانی صاف اور شفاف مانند بلور تھا اوسکے
کنارے پر جا بیٹھا اور دلمین فکر کرنے لگا کہ یہ باغ کسکا ہے اور اسکا مالک کون ہے کس سے پوچھے اتنے مین
کئی پریان جھمجھاتی پوشاک اور جڑاؤ گہنے سے آراستہ جلوہ گر ہوئین اور حاتم کو دیکھتے ہی مسکرا کر چلتی ہنسی
رہ گئین کہ یہ مکان کہان اور آدمزاد کہان حاتم بھی اونکو دیکھکر حیرت مین آیا کہ الٰہی یہ کیا حسن ہے
جو تو نے انکو بخشا ہے ملکہ زرین پوش یاد آئی کہ وہ بھی ایسا ہی حسن رکھتی ہے خدا اوس سے جلد ملائے
اور اوسکا جمال جلد دکھائے القصہ اونسے کہنے لگا کہ ای خدا کے بندو تم کون ہو سچ کہو اور اس جگہ کا
بادشاہ کون ہے بتاؤ اونھون نے کہا کہ یہ محل پری نوش لب کا ہے اتنے مین وہ آن پونچی حاتم اوسکو
دیکھتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑا وہ اوسکے سرہانے آکر کھڑی ہوئی اور کہنے لگی ارے کوئی ہے
جلد آکر اسکے مُنہ پر گلاب چھڑکے وہ ہین ایک ناز نین دوڑی گئی اور جڑاؤ گلاب پاش لاکر
اوسکے مُنہ پر گلاب چھڑکنے لگی حاتم ہوش مین آیا پھر پری نوش لب ایک تخت مرصع پر
جا بیٹھی اور اوسکو ایک کرسی جواہر نگار پر بٹھا کر کہنے لگی کہ ای جوان خوشرو سچ کہہ کہان سے آیا ہے
کس کام کے ارادے پر یہانتک پونہچا ہے اور اب کدھر جائیگا حاتم نے اپنا تمام حال ابتدا سے
انتہا تک اوسکے سامنے بیان کر کے پوچھا کہ اس مکان کا مالک کون ہے اور اس پہاڑ کا نام
کیا ہے پری نوش لب نے کہا کہ اس پہاڑ کو کوہ زرین کہتے ہین مکان شاہ پال بادشاہ کا ہے

لوگونکو دکھانے کو واسطے اوٹھالیا ہی کہ خدا نے کیا کیا چیزین کس کس افراط سے جنگلون مین پیدا کی ہین سب دیکھین اور اوسکی صنعت کا کسی طرح انکار نکرین اسباتکو سنکر دیوون نے کہا سچ ہی واقعی تجکو لالچ نہین مگر سلامت اپنے شہر کو جایا چاہتا ہی تو اس جواہر سے ہاتھ اوٹھا یہ سنتے ہی حاتم نے سب پھینک دیا اور کہا کہ تم ہی لیجاؤ لیکن حیف ہی کہ مین اسکو بہت دور سے اوٹھالایا تھا اور بڑی محنت و مشقت اسکے لیے کی تھی تم نے بڑا ظلم کیا کہ اسکو مجھسے لیلیا مین کچھ چرا کر نہین لایا تھا یہ کیا چلن ہی کسی کی محنت مفت ضائع کیجیے اونھون نے کہا کہ اگر تو اوسکا اوٹھانے کی مزدوری چاہتا ہی تو یہ بھی نہین پہونچتی کیونکہ کسی کے بے کہے اسقدر مال اوٹھانا اور اپنے پاس رکھنا یہ کب روا ہی بلکہ محنت کی گنہگاری دینی پڑتی ہی حاتم یہ باتین سنکر سر جھکا کے چپ ہو رہا وہ ایک لعل ایک الماس ایک مروارید اپنی اپنی قسم مین جو سب سے بیش قیمت تھا اوسکو دینے لگے اور بولے کہ تجکو یہی بہت ہی اوسنے لیلیا اور کہا کہ ای بندگان خدا برای خدا مجکو راہ بتاؤ جو مین کسی طرح سے اپنے ملک کو پونہچون وہ بولے ایجوان غنیمت جان جو تو صحیح وسلامت آیا اور جیتا جاگتا چلا کیونکہ اس طرف سے آجتک کوئی جان سلامت لیکر نہین گیا اب اسقدر اندیشہ نکر کہ تیری عمر بڑی ہی اس سے آگے ایک جواہر کا دریا ملیگا اوسکے بعد دریای آتش اگر اونسے صحیح وسلامت اوتر گیا تو مقرر اپنے ملک مین پونہچیگا مگر کسی چیز کا لالچ نکرنا اسمین تیری سلامتی ہی خدانخواستہ اگر کسی چیز پر دل دوڑائیگا اپنی کیی کی سزا پائیگا یہ کہکر وہ پانی مین اوتر پڑے اوسکی نظر سے چھپ گئے حاتم اوسی مقام پر بیٹھا تمام رات اللہ اللہ کیا کیا صبحکو وہانسے اوٹھکر آگے بڑھا تھوڑی دور گیا تھا کہ ایک دریا دکھائی دیا کہ اوسکا تمام پانی مثل آب زر تھا باری اوسسے صحیح وسلامت پار اوتر گیا چند روز کے بعد ایک اور دریا نظر آیا یہ اوسکو دیکھکر نہایت شاد ہوا اسواسطے کہ بہت پیاسا تھا جب اوسکے نزدیک پونہچا نگاہ کی تو اوسکے کنارے ہزارون موتی سنگریزون کی طرح پڑے تھے لیکن ہر ایک انڈے کے برابر تھا کہ اونکی چمک سے آنکھین جھپکی جاتی تھین اور قیمت کا تو ٹھکانا نہ تھا حاتم لالچ مین آکر چاہتا تھا وس بیس اوٹھالے کہ اتنے مین اون دیوونکی نصیحت یاد آئی ڈر کر اوس حرکت سے باز رہا اور اوسکے کنارے پر بیٹھ گیا کیا دیکھتا ہی کہ اوسکا پانی دودھ اور شہد کے مانند ہی پیاسا تو تھا ہی خوب سا

تین جن کی راہ پر رہ گیا سنگریزی سفید و زرد و سرخ و سبز نہایت خوشرنگ نظر آنے لگی اوس سے
جو آگے بڑھا تو الماس زمرد و لعل جابجا پڑے تھے اوسوقت طمع نے لیا کتنا جواہر قسم اول کا اوٹھا کر
جیب و دامن مین ڈال دیا اور آگے چلا تھوڑی دور چلکر کیا دیکھتا ہے کہ اوس جواہر سے بھی یہان
بیش قیمت بہت سا پڑا ہی اوسکو پھینک دیا اوسکو جیب و دامن مین بھر لیا اور دل مین کہا کہ اگر یہ جواہر
شہر و نہ پہنچے تو اوسکی قیمت کوئی نہ دیگا اسی خیال سے چلا گیا آخر اوسکے بوجھ سے تھک کر کسی جگہ بیٹھ گیا اور
کئی لعل و زمرد و الماس بیش قیمت جو سب سے بڑے تھے چن لیے باقی وہین پھینک دیے پھر راہی ہوا ایک
چشمے پر جا پہنچا اوسکے کنارے بیٹھ گیا اپنے ہاتھ دھوئے اتنے مین بائین ہاتھ پر جو نظر پڑی تو اوسکو
جیسا تھا ویسا ہی پایا مگر ناخن چاندی کے رہی خدا کا شکر کیا اور کہنے لگا کہ یا الٰہی اوس دن یا مین تو ہاتھ
چاندی کا ہو گیا تھا اس چشمے مین حالت اصلی پا گیا اسمین کیا بھید ہے اتنے مین رات ہو گئی اوس جگہ پڑ رہا
یکایک وہ شخص اوس چشمے سے نکلا کہ اونکے سر آدمی کے مانند تھے اور پاؤن ہاتھی کے سے تھے اور ناخن شیر کے سے رنگ نہایت
سیاہ حاتم ڈر کر اوٹھ کھڑا ہوا کہ یہ کیا بلا ہی اگر بھاگون تو شرم دامنگیر ہوتی ہی اور ٹھہرون تو ٹھہر نہین سکتا
دیکھیے تقدیر مین کیا ہی یکایک تیر و کمان اوٹھا کر تیر مارا ایک نے پکڑ لیا چاہتا تھا کہ دوسرا تیر مارے اونھون نے
فریاد کی کہ ای حاتم طائی تو اپنی جان کی ڈر سے ہمین مارتا ہی ہم بھی خدا ہی کے بندے ہین کچھ تجھے ایذا دینے
نہین آتے اوسنے تیر و کمان کو ہاتھ سے ڈال دیا اور سر جھکا کر بیٹھ گیا پھر دل مین اندیشہ کیا کہ اونکو مجھسے کیا کام
ہی جو ادھر آتی ہین تیر اونھون نے درمیان ہی مین پکڑ لیا اگر دوسرا مارون گا کا ہی کو کارگر ہوگا آئے نہین
وہ نزدیک آکر کہنے لگی ای حاتم تجکو شرم نہ آئی جو جواہر کی طمع کی وہ بولا مین نے کسکا جواہر لیا کیا لالچ کیا
اونھون نے کہا کہ فلانے جنگل مین سے تو جواہر لایا ہی ابتک تیرے پاس موجود ہی یہ سنکر حاتم نے جواب دیا کہ ای
یار و خدا کا ملک وسیع ہی اگر مین نے وہان سے اوٹھا لیا تو کسیکا کیا کچھ تمھارا تو نہین ہے وہ بولی کہ یہ ایک اور
خلقت کے واسطے اللہ تعالے نے رکھا ہی حاتم نے کہا کہ وہ خلقت کونسی ہی جو انسان سے شریف تر ہوگی
بلکہ انسان ہی سب سے بہتر ہی اونھون نے کہا کہ یہ سچ ہے مگر جواہر خالق نے پریون کے واسطے رکھا ہی کہ وہ اپنے
کام مین لائین اوسنے کہا کیا آدمی اس جواہر کے لائق نہین جو اسے پہنے اور اپنے تصرف مین لائے اور مین نے تو

کے لیے تو یہانتک آیا ہے اوسکی کرم سی امیدوار رہ تجکو اس بلا سی نجات دی گا اور وہ البتہ مراد کو پونہچاوی گا
اسی اودھیڑ بُن مین تھا کہ کچہ چیز دریا مین نمودار ہوئی حاتم اوسی کی طرف بنظر غور دیکھنے لگا کہ شاید
یہ کوئی جانور ہے یا لکڑا بہا چلا جاتا ہے جبتک اور قریب آئی دیکھا تو کشتی ہی تھی خدا کا شکر کیا
اور سوار ہو لیا پھر ویسی ہی روٹیان اور کباب بدستور پائی بے تامل اونھین کھایا اور خدا کی حمد بجالایا جب
کشتی منجدھار کے قریب جا پونہچی زور سے ہوا چلنے لگی اور موجین بڑی بڑی اوٹھنے لگین حاتم ڈرا اور
خدا کو یاد کرنے لگا آخر آنکھین بند کرکے ناو مین لیٹ گیا اتنے مین وہ کشتی منجدھار پر آگئی تب اوسکی
لہرین مانند شعلۂ آتش بلند ہوئین کہ فلک تک جاتی لگین یہ اور بھی بیحواس ہو گیا قریب تھا کہ
ماری خوف کے جی ڈوب جائے بلکہ جان کی نوبت آوے غرض سات دن اسی تلاطم مین گذر گئے
آٹھوین دن کشتی کنارے پر آلگی حاتم اوترا ناؤ والی پھر گئی کنارے کنارے چلنے لگا اور دل مین کہتا تھا
کہ یہ از کجہ نہ کھلا کہ یہ کشتی کون لایا اور کباب روٹی کون دھر گیا سات روز تک اوٹھتی بیٹھے چلا گیا
کہ دور سی ایک چیز سفید مانند امواج دریا نمایان ہوئی حاتم جھجک کر رہ گیا آگے بڑھکر کیا دیکھتا ہے کہ
ایک دریا نہایت شفاف لہرین مار رہا ہے اور ایسا چمکتا ہے کہ گویا کسی نے چاندی گلا کر بہائی ہے حاتم
تشنگی سی جان بلب تھا کنارے پر آبیٹھا اور اوسمین ہاتھ ڈالا جسوقت نکالا پانی تو پیا مگر ہاتھ جلکا
ہو گیا ہر چند اوسکو دھونے ہاتھ سی پاک کیا لیکن وہ اوسی طور پر رہ گیا بلکہ بوجھ ہو گیا حاتم نے کہا کہ
یہ عجب دریا ہے اگر غوطہ مارون تو تمام چاندی کا ہو جاؤن لیکن مارے بوجھ کے چلنا پھرنا نہایت
مشکل ہو گا آخر سر بزانو ہو کر بیٹھ گیا جوش اضطراب سی کبھی داہنے طرف دیکھتا تھا اور کبھی بائین
جانب اور کبھی گریبان مین منہ ڈال دیتا تھا اتنے مین کشتی اوسی طرح سے کنارے پر آپونہچی یہ ہوشیمین
آکر بسم اللہ کرکے چڑھ بیٹھا ایک طباق حلوے کا گرما گرم پاک و پاکیزہ نظر آیا اسنے اپنی طرف کھینچ لیا
اور خوب سا کھایا پھر پاون پھیلا کر بآرام تمام سو رہا کتنے دن کے بعد کشتی کنارے پر جا پونہچی اوتر کر
آگے بڑھا پر ہر وقت اپنا ہاتھ دیکھا کرتا تھا چار دن کے بعد ایک پہاڑ نمودار ہوا اوسنے جانا کہ یہ دیکھنے
حال آنکہ وہ ایک مہینے کی راہ پر تھا غرض شکار کرتا ہوا اور میوے کھاتا ہوا چلا جاتا تھا جب وہ

جی مین نرکھہ یہ کہکر غوطہ مارگئی حاتم نے اوسی وقت اوسکو نوشجان کیا پانی پیا اور سجدۂ شکر بجالایا
وہان ایسی ایک آندھی چلی کہ تین دن مین کشتی کو کنارہ پر لگئی حاتم خدا کی حمد و ثنا کرتا ہوا اوسپر سی اوترا
اور دل مین کہنے لگا کہ شہر کی راہ کہان ہی جو وہان جاکر اوس جوان کی حقیقت لوگون سی بیان کرون
غرض سات رات دن چلتی چلتی گذر گئی پر اوسنے کہین سراغ راہ اور آب و دانہ کا نام و نشان نہ پایا بلکہ
ایک درخت بھی نہ دیکھا کہ جسکی پتی چباتا حیران و سرگردان چلا جاتا تھا کہ ایک پہاڑ بلند عظیم الشان
نظر آیا اوسی کیطرف متوجہ ہوا تین دن کے بعد اوسکے نیچے جا پونہچا اور جسن پتھر کو اوٹھا کر دیکھا اوسکے
نیچے لہو بہتا پایا فکر کرنے لگا کہ کوئی یہان نہین ہے جس سے اسکا احوال پوچھون آخر ناچار ہو کر پہاڑ پر
چڑھنے لگا بارہ دن کے بعد اوسپر جا پونہچا تو ایک میدان کف دست دکھائی دیا کہ وہان کی خاک اور
جانور چرند اور پرند سب کے سب لوٹی کیطرح لال ہو رہی ہین حاتم بھوک پیاس بھولا اور قدم بڑھائے
چھ کوس تک چلا ہی گیا کیا دیکھتا ہی کہ لہو کا ایک دریا لہرین لے رہا ہی اور اوسمین جتنے جانور ہین
ایسی سرخ ہو رہی ہین گویا لہو سی بنی ہین گھبرایا کہ اس دریا سے کیونکر پار ہونگا ناچار کنارہ کنارہ چل نکلا
کہ کہین تو اس سے اوترنے کا قابو ملیگا جب بھوک لگتی تو شکار کرکے کھاتا جب پیاس لگتی تو مہر منہ مین
رکھہ لیتا ایک مہینا اسی طرح سے گذر گیا یکایک اوسی جگہہ پونہچا کہ جہان دریاے خون کا سوا نہ زمین
تھی نہ درخت نہ چرند تھے نہ پرند جی مین کہنے لگا ای حاتم ایک مہینے تک تو نے یہ کچہ رنج و الم سہی کہ پاؤن چلنے
سی رہی پر کھاٹ نظر نہ آیا اگر دس برس تک یون ہی پھرے گا دریاے خون کا سوا کچہ نہ دیکھے گا خدا کی کارخانہ
مین دم مارنا آسان نہین اور جن چیزون کو اوسنے چھپایا ہی اونکا کھولنا امکان نہین اگر وہی فضل کرے
تو یہان سی سلامت منزل مقصود کو پونہچی والا تجسے کچہ تدبیر نہین ہو سکتی حیف ہے کہ وہان بیچارہ تیرا شامی
تیری راہ تک رہا ہی اور تو یہان اس گرداب بلا مین پڑا سسک رہا ہی لیکن اس سی سخت یہ حیرانی ہے کہ
کوہ ندا کی خبر حسن بانو نرخ سوداگر کی بیٹی کو کیونکر ملے وہ جو اوسکی خبر لانے کیلیے لوگون کو بھیجتی ہے
اور بیچارے ان محنت مین ڈالتی ہی یقین ہے کہ اکثر اوسکی خبر لینے کو آتے ہونگے پر ناچار محروم ہی پھر پھر
گئے ہونگے اتنی مین یہ سوچکر کہنے لگا کہ تو نے کچہ اپنے حظ نفس کے واسطے یہ کام نہین کیا بلکہ ایک بندۂ خدا

کہ ای نادانون آجنک کوئی بے بلائی اوس پہاڑ پر نہین گیا تمنے اوسکو کیون چھوڑا اور کسواسطے جاؤ یا وہان
اوس غریب کا تمھاری گرد پر ہوا اونھون نے عرض کی خداوند ہمنے تو اوسی بہتیرا سمجھایا کہ تو وہان نجا
اوسنے ہمارا کہنا نمانا اور کہا کہ وہ میرا یار جانی ہی ہین اوسکو ہرگز تنہا نہ چھوڑون گا بلکہ جو مصیبت
اوسپر پڑیگی مین بھی اوسمین شریک ہونگا غرض یہ باتین کرکے رئیس اور رعیت سبکے سب حاتم کو یاد کرکے رونے لگے
اور وہان کا احوال یہ ہی کہ جب وہ دونون کھڑکی سے آگے بڑھے تو محلہ خموشان تھا غرض ایک میدان
وسیع مین جا پونہچے وہان ایک ایسا سبزہ نظر آیا کہ نظر کام نکرتی تھی گویا فرش زمرد ہین چار طرف
بچھا ہی یہ تھوڑی سی زمین اوسمین خالی تھی وہ جوان اوسپر پاؤن رکھنے لگا پاؤن رکھتے ہی چت گر پڑا
حاتم نے چاہا کہ اوسکا ہاتھ پکڑکر اوٹھائے اتنے مین اوسکا مُنہ زرد ہوگیا آنکھین پتھرا گئین ہاتھ پاؤن سخت
ہوگئے اوسکا یہ احوال دیکھکر حاتم نے اپنے دلمین کہا کہ یہ مرگیا آنکھون مین آنسو بھر لایا بے اختیار رونے لگا کہ
اس مین زمین مین تڑق گئی وہ جوان اوس مین سما گیا وہان وہ جگہ سبز ہوگئی اس ماجرے کو دیکھکر حاتم نے
سجدۂ شکر کیا اور کہا کہ دنیا فانی ہی سبکو مرنا ہی واقعی اب کو وہ ندا کی حقیقت کماحقہ معلوم ہوئی اب یہان سے
چلیے یہ دھن باندھکے روانہ ہوا تمام دن پھرا مگر اوس کھڑکی اور قلعے کا کہین کھوج نملا خدا جانے کھڑکی کیا
ہوئی اور قلعہ کدھر گیا سات روز تک حیران و سرگردان بے آب و دانہ رہا غرض جینے سے مایوس ہوکر دلمین
کہنے لگا کہ ای حاتم تیری موت یہان لائی ہی جو تو بے بلائی آیا کیونکہ نہ اب وہ قلعہ ہی نظر آتا ہی نہ وہ پہاڑ
نہ وہ شہر اتنے مین دریا کے کنارے جا پونہچا کیا دیکھتا ہے کہ وہ بڑے زور شور سے بہ رہا ہی اور اوسکا اور چھور
نہین ملتا ہے یہ نہایت متفکر ہوا اور کہنے لگا یا الٰہی اب اس سے کیونکر پار اوترون تیرے سوا کون بیڑا پار
کریگا اتنے مین ایک ناؤ نظر آئی کہ ادھر ہی چلی آتی ہی اوسنے جانا کہ کوئی ملاح لیے آتا ہی جب کنارے
آلگی تو اوسپر کسیکو نہ دیکھا متعجب ہوا پھر شکر خدا بجالاکر سوار ہولیا کیا دیکھتا ہی کہ ایک دسترخوان مین کچھ
لپٹا دھرا ہی بھوکا تو تھا ہی فوراً ہاتھ بڑھاکر کھولا تو دو روٹیان اور مچھلی کی کباب گرما گرم پائے
چاہتا تھا کہ کھائے یہ دھیان آیا کہ شاید ملاح نے اپنے واسطے نہ رکھا ہو پرایا حق کھانا خوب نہین اتنے مین
ایک مچھلی نے دریا سے سر نکالکر کہا کہ ای حاتم یہ روٹیان اور کباب تیرا ہی رزق ہی شوق سے کھا کچھ اندیشہ

جو ہونی ہو سو ہو کیونکہ یہاں کے لوگون سی کوہ ندا کا احوال مفصل معلوم نہوا یہ بات ٹھہراکر کمر کسکر باندھی
اور اوسکا ہاتہ پکڑکر پہاڑ کی طرف دوڑا ہر چند کہتا تھا کہ بھائی یہ کیا احوال ہی اور تجھکو کون کھینچے لیی جاتا ہی
وہ کچہ جواب نہ دیتا تھا آخر کار جھنجلاکر بولا کہ ای بی مروت یہ کیسی دوستی تھی آخر ہم تم ایک مدت تک ہم نوالہ
اور ہم پیالہ رہے اب ایک بات سی بھی گئی تیری زبان کیون بند ہوگئی سچ کہہ کہ تجھکو کون گھسیٹتا ہی اور تو
کدھر جاتا ہے اوسنے کچہ دھیان نکیا کہ کون ہی اور کیا بکتا ہے بلکہ حاتم کا ہاتہ سی اپنے ہاتہ چھوڑانے لگا
یہانتک زور کیا کہ اوسکی ہاتہ چھوٹ گئے اور حاتم زمین پر گر پڑا تب وہ کوہ ندا کی طرف روانہ ہوا حاتم بھی
اوٹھکر اوسکے پیچھے چلا گیا ایکدم مین دونون آگی پیچھے پہاڑ کے نیچے جا پونہچے حاتم نی اوچھلکر اوسکی کمر زور سے
پکڑلی ہر چند اوسنے چاہا کہ اوسکو جدا کرے لیکن چھڑا نہ سکا آخر اسی طرحسے دونون گرتے پڑتے پہاڑ کے اوپر جا پونہچے

تصویر حاتم طائی کا حاتم ثانی کی کمر سے لپٹکر کوہ ندا پر چڑھنا



جو ہین قلعے کے نزدیک گئی ایک کھڑکی دکھائی دی دونون لپٹی لپٹائی اوسکے اندر چلے گئی لوگون کی
نظرون سی غائب ہوئی وہ ناچار وہان سی حاتم کا افسوس کرتے ہوئے شہر مین آئی اور حاکم کو خبر
پونہچائی کہ مسافر بھی حاتم کے ساتہ اوسی پہاڑ پر چلا گیا اسبات کے سنتے ہی حاکم غضب ہوکر کہنے لگا

حاتم بھی حیران ہوکر پوچھنے لگا کہ ای یارو اس جوانکو بیٹھے بٹھائے کیا ہوا کہ دیوانوں کی طرح دوڑا جاتا ہی نہ کچھ کہتا
ہی نہ سنتا ہی لوگون نے کہا کہ اسکو کوہ ندا ہی آواز آئی ہی شتابی آ حاتم نے اپنے جی مین کہا کہ باری معلوم ہوا کہ
کسیسے بلایا ہی جو ایسا اوڑا جاتا ہی اسباتکو سوچکر اوسکو پکڑ لیا اور کہا ای بھائی یہ مروت سے بعید ہے
جو تو نہین بتاتا برای خدا کہدی کہ کسکی بلانی پر ہم سبکو چھوڑی جاتا ہی غرض ہر چند حاتم نے سر پٹکا پر اوسنے
کچھ جواب نہ دیا اور رہا نہ جھٹک کر بھاگا اور پہاڑ کے نیچے جا پونہچا حاتم بھی اوسکے پیچھے پیچھے چلا گیا کہ
یکایک حاتم کی نظرون سے پہاڑ غائب ہوگیا اوسنے ہر چند نظر گاڑ گاڑکر دیکھا رنگین پتھرون کے سوا کچھ نہ سوجھا
تب بہت حیران ہوا آخر سب لوگونکو ساتھ شہر مین پھر آیا حاصل یہ ہی کہ ہر شخص اپنے گھر آیا پر کوئی اوسکے واسطے
نہ رویا بلکہ بہت سا کھانا بانٹا خوشی کی پھر اپنے اپنے کام مین مشغول ہوئے تب حاتم نے پوچھا ای صاحبو تم مین سے
کسیکو بھی معلوم ہوا کہ اوسپر کیا گذری اونھون نے جواب دیا کہ تو بھی موجود تھا جو تو نے دیکھا وہی ہمنے بھی دیکھا
پھر ہمسے کیون پوچھتا ہے یہ سنکر حاتم چپ ہو رہا اور اوس جوان کے واسطے آبدیدہ ہوکر تاسف کرنے لگا اونھون نے
کہا ای شخص ہماری ملک کی یہ رسم نہین ہے جو کوئی کسی کے واسطے روئے یا غم کرے اگر تو اس شہر مین
دو چار روز رہا چاہتا ہی تو ہماری طریق پر رہ نہین تو اس بستی سے نکالا جاویگا اس سخن کے سنتے ہی آتش غم
دلمین اوسکا غم کھانے لگا اونھون نے اوسکو متفکر دیکھکر کہا کہ ای عزیز اب کیون اندیشہ مند ہی کوہ ندا کا یہی
احوال ہی جو تو نے دیکھا حاتم بولا کہ مینے کیا خاک دیکھا کچھ معلوم نہوا اسی حیرت مین ہون کہ حسن بانو کو جاکر
کیا جواب دونگا غرض چھ مہینے حاتم کو اوس ملک مین گذر گئے اور اوس عرصے مین اوسی طرح سے پندرہ آدمی
اوس پہاڑ کیطرف گئے اور پھر نہ پھرے اتفاقا ایک شخص حاتم نامی وہان تھا حاتم مین اور اوس مین نہایت
دوستی تھی اور محبت ازبس ہوگئی تھی وہ دونون رات دن ایک ہی جگہ رہتے تھے اور بہت سے لوگ بھی اونکے
ہمصحبت تھے کہ ناگاہ کوہ ندا کے قلعے کے اندر سے آواز آئی یا اخی یا اخی اسبات کے سنتے ہی وہ بیچارہ اوس
پہاڑ کی طرف متوجہ ہوا اوسکے خویش و اقربا کو خبر پونہچی کہ حاتم بھی وہان بلایا گیا سب کے سب جمع ہوئے اور اوسی
گھیر لیا تب حاتم اپنے جی مین کہنے لگا کہ یہ بھی اوسی طرح سے چلا جاویگا افسوس ہے کہ مجکو اوس سے محبت اور
الفت بہت سی ہوگئی تھی اب یہ بھی جدا ہوتا ہی مین اوسکو ہرگز نہ چھوڑونگا اوسکا ساتھ دینا مجکو ضرور ہے

کہ کوہ ندا کا رستہ بتادی بادشاہ نے فرمایا کہ ای جوان یہ شہر اب خدا کی فضل سی آباد ہو جائیگا اسی لیا ہی سمجھو
یہین بود و باش اختیار کرو مین اپنی بیٹی تمھاری خدمت دیتا ہون اسکو قبول کرو حاتم نے کہا جب تک
مین بندگان خدا کی کامون سی فراغت نہین پاتا دنیا کا عیش حرام جانتا ہون بادشاہ نے یہ کلمہ
سنکر کہا آفرین تیری ہمت اور جوانمردی پر اور ایک رہبر ہمراہی مین دیکر رخصت کیا حاتم اوسکے
ساتھ ہوا تھوڑی دور جاکر وہ کہنے لگا کہ ای حاتم کوہ ندا کی یہی سیدھی راہ ہی اب اس سڑک پر ٹڈھر
چلا جا حاتم اوسکو رخصت کرکے اودھر متوجہ ہوا چند روز کے بعد ایک شہر آباد مین جا پونہچا وہان کے
لوگ اوسکو حاکم کے پاس لے گئے اوسنے اوٹھکر تعظیم کی اور پوچھا کہ ای مسافر تو یہان کہان سی آیا ہی کیونکہ
اس شہر مین سکندر بادشاہ تشریف لائی تھے اب تجکو دیکھا اسکا سبب کیا ہی سچ کہہ حاتم نے کہا کہ محبوبہ
حسن بانو برزخ سوداگر کی بیٹی نی بھیجا ہی کہ تو جاکر کوہ ندا کی خبر جو ٹھیک ٹھیک ہو سو لا احسن تو یہ ہے
کہ یہانتک پونہچتے پونہچتے مین نے بہت سی رنج کھینچے اب اس بات کا امیدوار ہون کہ اگر تم اوسکے
بھید سی واقف ہو تو عند اللہ کہدو عین بندہ نوازی اور مسافر پروری ہی کیونکہ میری مصیبت
راحت سی مبدل ہو جائیگی شہر نے کہا کوہ ندا کا ایسا راز نہین جو سرسری بیان ہو سکے اگر تو چند روز
یہان رہیگا تو معلوم ہو جائیگا حاتم نے کہا بہت اچھا حاکم نے اسکے رہنی کو ایک مکان عالیشان
فرش پاکیزہ سی آراستہ کروا دیا حاتم اوسمین رہنے لگا اور دونون وقت آب و طعام سرد و گرم پاکیزہ
و لطیف بھیجنی لگا اور آپ بھی اکثر اس سی مصحبت ہوا کرتا ایکدن سو دو سو آدمیون مین حاتم تمیمت
بیٹھا ہوا کچھ باتین کر رہا تھا اتنی مین کوہ ندا کا ذکر آگیا اون لوگون سی پوچھا کہ کوہ ندا کو سنا ہے
اونھون نے عرض کی کہ خداوند کوہ ندا وہ ہی کہ جسکے قلعے کی ہر ایک دیوار آسمان سی باتین کر رہی ہے
اور اوس سے خود بخود ایک آواز آتی ہی یہ اسی گفتگو مین تھا کہ اتنی مین ایک آواز اوس پہاڑ کی طرف سی آئی
یا اخی یا اخی اوس مجلس مین سی ایک جوان خوشرو بے اختیار دوڑا لوگون نے اوسکے وارثون سی جاکر کہا کہ
فلانے شخص کی کوہ ندا سی طلب ہوئی ہی وہ چلا اسبات کی سنتے ہی وہ سب دوڑی آئی کیا دیکھتی ہین
کہ اوسکا تمام منہ سرخ ہو رہا ہی لوگ اوسکے گرد ہین وہ بے اختیار کوہ ندا کی طرف چلا جاتا ہی یہ حال دیکھکر

یمن کا رہنے والا ہون شاہ آباد سے آیا ہون اور کوہ ندا کا قصد رکھتا ہون یہ بات سنکے بادشاہ نے کہا کہ ایجوان تو راہ بھول گیا جو بائین طرف کی رستے سے آیا شاید تیری موت تجکو یہان لائی ہے اسی وقت سے تو جان کہ جہان سے جا چکا حاتم نے التماس کیا کہ اگر یہی خدا کی مرضی ہے تو مین جان و دل سے راضی ہون لیکن تو اپنا ماجرا کہ کہ ظاہر دولتمند معلوم ہوتا ہے پھر قلعہ بند کیون ہوا ہے سچ بتا کہ تو کون ہے اوسنے کہا کہ مین اس شہر کا بادشاہ ہون اور اس ملک مین چند روز سے بلاے عظیم آتی ہے اوسکے سبب سے کیا رعیت کیا سپاہ جسطرف جسکی بنی مجھے چھوڑ کر چلے گئے شہر ویران ہوگیا اور مین محتاج لیکن اونکا بھی اسمین کچھ قصور نہین کیونکہ اوس بلا سے کسی شیر کی طاقت نہین جو عہدہ برا ہو سکے اور مین اپنی شرم و حیا سے عیال و اطفال سمیت قلعہ بند ہو کے بیٹھا ہون اتنی طاقت نہین رکھتا کہ اوسے مارون ناچار ہو کر گوشہ گیری توکل بخدا اختیار کی حاتم نے کہا کہ ای بادشاہ وہ بلا کیا کوئی دیو ہے یا کوئی درندۂ عظیم ہے کہ کوئی اوسکا سامنا نہین کر سکتا بادشاہ نے فرمایا کہ اوسکا مسکن کوہ قاف مین ہے مگر تھوڑے دنون سے یہان اوسکا گذر ہونے لگا ہے اسی کی باعث تمام ملک ویران ہو گیا ہے ہر روز ایک وقت اوسکو آنا اور دو چار آدمیونکو کھا کر چلے جانا مگر آج تک اوسکا قدم قلعے مین نہین آیا اسواسطے کہ اوسکے گرد ایک خندق عظیم پانی سے مدام بھری رہتی ہے معلوم نہین وہ کیا ہے یہ بات سنکر حاتم بولا کہ ای بادشاہ تجھے مبارک ہو کہ مین نے فلانی جنگل مین اوسکا کام تمام کیا خدا سبب الاسباب ہے کہ مین کوہ ندا کی راہ بھولکر بائین طرف آنکلا پھر تمام ماجرا اوس جانور کا اور اپنا بیان کیا اسبات کے سنتے ہی وہ اپنے قلعہ سے اوترا اور حاتم کو گلے لگا کر اندر لیگیا بعد تمام مسند پر بٹھایا اقسام اقسام کے کھانے منگوا کر اوسکے سامنے چنوائے حاتم نے اوسکو بخوبی تناول فرمایا اور بادشاہ بھی اوسکا شریک طعام رہا پھر اب خاصہ منگوا کر نوشجان کیا اور اوسکو بھی پلایا اوسکے بعد کہا مین کیونکر باور کرون کہ وہ بلا ماری گئی تب حاتم نے اوسکی دم اور دانت اور کان تن سے نکالکر دکھا دیے بادشاہ اونکے دیکھتے ہی حاتم کے پاؤن پر گر پڑا اور بہت سی شکرگزاری کی پھر ہر طرف لوگونکو شفی پروانے لکھکر بھیجے کہ وہ بلا دفع ہوئی اب تم بے دھڑک آکر اپنی ملک مین بسو اور بخوبی اوقات بسر کرو چند روز کے بعد حاتم نے رخصت چاہی اور عرض کی کہ ایک ہمبر میرے ساتھ کر دو

کیا کہ زندی بھاگے ہوئے چلے آتے ہین یہ ایک کونے مین کھڑا ہوکر دیکھنے لگا کہ شاید کوئی بھیڑیا یا کوئی
اور درندہ پیچھے پڑا ہی جو اتنا جی چھپائے گرتے پڑتے چلے آتی ہین یہ سمجھکر ایک درخت پر چڑھ گیا کیا دیکھتا ہے
کہ بڑی بڑی ہاتھی مست اور گینڈی بھی گھبرائی ہوئی بے اختیار دوڑی آتی ہین اور اونکے پیچھے ایک چھوٹا سا جانور
مہیب صورت چراغ سی آنکھین سر پر دم چیرے کئے چلا آتا ہی حاتم ڈرا کہ یہ کوئی بلای عظیم ہی کہ جسکے ڈر سے اتنے
بڑے جانور درندے بھاگے چلے آتے ہین مین غریب کس شمار اور کس قطار مین ہون پھر اپنے دل کو مضبوط کرکے
خنجر کھینچکر مستعد ہوکر بیٹھا اتفاقاً وہ جانور اوسی درخت کے نیچے آیا اور آدمی کی بو پاتی ہی غرّا کر اوچھلا
چاہتا تھا کہ حاتم کو پکڑ کر چیر ڈالے وہ نہین اوسنے ایک خنجر ایسا مارا کہ دونون ہاتہ قلم ہوگئے گر پڑا اور سنبھل کر
نہایت غضب سے لپکا حاتم نے پھر اوسکے پیٹ مین ایک خنجر مارا کہ انتڑیان نکل پڑین زمین پر گر پڑا اور
گرتے ہی پیشاب کرکے دم کو اوسمین بھگو کر ہلانے لگا حاصل کلام جہان اوسکی بوند مین پڑین وہان وہان
آگ لگ گئی جب اوس درخت کے پاس آگ پونہچی حاتم جست کرکے ایک چشمے مین جا پڑا اور وہ جانور مرگیا جب
آگ بجھ گئی حاتم جست کرکے پانی سے نکل کر اوسی درخت کے نیچے آیا اور اوس جانور کے چار دانت جو خنجر کے برابر
تیز تھے اوکھاڑ لیے اور دم دونون کانون سمیت کاٹ لی پھر ترکش مین رکھکر آگے چلا کئی دن کے بعد دور سے
ایک قلعہ دکھائی دیا اوسی طرف متوجہ ہوا جب نزدیک پونہچا اوسے سنسان پایا اور اوسکے کنگورے آسمان
سے لگے دیکھے پھر اندر گیا تو کیا دیکھتا ہی کہ بڑی بڑی عمارتین اوسمین آیینہ وار چمک رہی ہین اور چوپڑ کا بازار
نہایت ستھرا صاف آراستہ ہو رہا ہی اور جس دکان مین جو چیز چاہیے موجود ہی مگر آدمی کا نام و نشان
نہین یہ احوال دیکھکر حیران ہوا دلمین کہنے لگا کہ کوئی بلا یا دیو اس شہر مین آیا ہی کہ جسکے ڈر سے یہان کے
لوگ اپنی اپنی دکانین چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے ہین یہ بات دلمین کہتا ہوا آگے بڑھا یہانتک کہ خاص قلعہ
بادشاہی تک جا پونہچا اوسمین بادشاہ اپنے اہل و عیال مال و اسباب و اجناس سمیت رہتا تھا اور دو چار
نوکر بھی باہر کے دروازے پر دریچون مین بیٹھے تھے حاتم کو دیکھکر ایک لوٹا کہ مدت کے بعد ایک مسافر اس شہر مین
آیا دوسرے نے کہا کہ اسکو پکارو جو ادھر آئے یہ بات سنکر ایک شخص نے پکارا حاتم ایک دریچے کے نیچے کھڑا ہو رہا
بادشاہ نے کھڑکی سے سر نکالکر کہا کہ اے جوان تو کہان سے آیا اور کہان جائے گا حاتم نے عرض کی کہ مین

حاتم سمیت اپنے شہر کو گئی پھر اوسکی مہمانداری کی اور ایک مکان ستھرا سا سونے کو دیا پر وہ رات ہونے کا
منتظر تھا کہ کسی طرحسے اوس شخص کو قبر سے باہر نکالیے جب رات ہوئی اور گھر والے سو رہے تب حاتم اپنے بھیس سے اوٹھا
اور اوس گور کیطرف گیا اوس ملک کا یہ دستور تھا کہ تین روز تک قبر پر مردے کی وارث تمام رات جاگا
کرین اور گھر نہ آئین عورتکا منہ نہ دیکھین چنانچہ اسی سبب سے حاتم نے تین راتمن قابو پایا خالی پھر پھر آیا
چوتھی رات کو لوگ اپنے اپنے گھر آئے حاتم اوٹھکر اوس گور پر گیا اور وہ شخص گور کے اندر حاتم کو اس طرح سے
بُرا بھلا کہکر سو رہا کہ وہ مسافر نہایت جھوٹا اور دغاباز تھا جو مجھ غریب کو اپنی دغابازی سے اس گور
مین گرفتار کیا مین نے خود بُرا کیا جو ایسے کا کہنا مانا اور اوسکے سخن کو سچ جانا کسی کا اسمین کیا دوش اپنا
کیا اپنے آگے آیا الغرض حاتم نے اپنا منہ نابدان پر رکھکر پکارا کہ ای جوان مین تجھے نکالنے کو آیا ہون اوسنے
جواب نہ دیا اسنے جانا کہ شاید مر گیا پھر پکارا تب بھی نہ بولا پھر تو حاتم کو یقین ہوا کہ یہ ہرگز نہین جیتا نہایت افسوس
کیا بے اختیار رو دیا تیسری بار باواز بلند پکارا کہ ای جوان اگر جیتا ہے تو جواب دے نہین تو قیامت تک
اسی گور مین رہیگا مین اپنے وعدے کو وفا کر چکا ہون اتنے مین وہ چونکا اور سنا کہ کوئی شخص قبر پر چلا رہا ہے
اوٹھ کھڑا ہوا اور نابدان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تو کون ہے جو پکارتا ہے حاتم نے جو اوسکی آواز سنی سجدۂ
شکر بجا لایا اور بولا کہ مین وہی ہون کہ جسنے تجھسے وعدہ کیا تھا یہ کہکر کمر سے خنجر نکال لیا اور کھود کر
اوسکو نکالا کھانا کھلا کر ایک ساعت کے بعد کہا اب جدھر چاہے اودھر چلا جا اوسنے کہا کہ میری پاس خرچ
نہین ہے حاتم نے کئی درم کیسے سے نکالکر دیے پھر رخصت کیا اور آپ اوس قبر کو درست کر کے اپنی جگہ پر
آکر سو رہا اسلیے کہ کوئی معلوم نکرے اتنے مین صبح ہوئی تب اوٹھکر اون لوگون سے کہنے لگا کہ مجکو وہ ندا
کی خبر کو جانا ہے رخصت کرو اونھون نے کہا کہ ای جوان کوہ ندا یہان سے بہت نزدیک ہے بہتر ہے تشریف
لیجائیے پر اتنی بات یاد رکھو کہ تھوڑی دور جاکر ایک دوراہا ملیگا چاہیے کہ اوسکی داہنی طرف کی راہ اختیار
کرے یقین ہے کہ منزل مقصود کو پہنچیگا حاتم اونسے رخصت ہوا اور دس روز تک رات دن منزل طے کرتا ہوا
چلا گیا گیارھوین دن اون دوراہے پر جا پہنچا اور اوسکی نصیحت کو بھولکر بائین طرف چل نکلا حیف ہے
کہ جس راہ کو اوسنے منع کیا تھا وہی اوسنے اختیار کی دو دن کے بعد کیا دیکھتا ہے کہ تمام جانور کیا درندے

وہ مرگئی ہی تو اپنی خوشی سی اوسکے ساتہ نہین گڑتا اور اپنے اقرار پر ثابت قدم نہین رہتا اس مین
کسکا قصور ہی کچہ ہم زبردستی سی کسیکو نہین گاڑتے اگر اسکو باندہکر قبر مین رکھدین تو البتہ ظلم ہی تو ہی
پوچہہ کہ یہ اپنے قول سی کیون پھرا ہی اور اپنے وعدی کو کیون نہین وفا کرتا یہ بات سنکر حاتم اوسکے پاس گیا
اور کہنے لگا کہ ای جوان تو کس لیے اپنے کہنے پر عمل نہین کرتا کبتک جیگا آخر مرنا ہی بہتر یہی ہی کہ جو کچہ تو نے
کہا ہی اوسپر ثابت رہ اوسنے کہا کہ ای مسافر تو بھی اونھین مین ملگیا ہی جو یہ بات کہتا ہی تو اپنے شہر کا دستور
بیان کیون نہین کرتا حاتم نے کہا کہ مین کیا کہون تجہ آپ ہی اقرار کر چکا ہی اب پھرنے سی تجھی شرم نہین آتی
اوسنے کہا کہ یہ مجسے کبھی نہوگا جو مین اونکا کہنا کرون اور جیتے جی مردی کی سا تہ گڑون حاتم نے معلوم کیا کہ یہ
سبکے سب اوسکو ذگاڑی نرہینگے اور یہ بھی اپنی خوشی سی نگڑیگا اسبات کا لحاظ کر کے اوس سے اپنی شہر کی
بولی مین کہا کہ تو خاطر جمع رکھہ مین تجھی اس قبر سی کسی طرح نکال لونگا پر اب اونکے سامنے اوسمین
گڑ اوسنے کہا اگر گڑون گا تو تیری نکالنے کی وقت تک جیتا کیونکر رہونگا پھر حاتم نے اوسکی تسلی کر کے اون
لوگون سے کہا کہ یار و یہ اجل گرفتہ اپنی بولی مین کہتا ہی کہ ہماری شہر کا یہ دستور ہی کہ قبر کو حجری کی طور پر بناتے ہین
اگر یہ بھی اوسی طرح سی بنائینگے تو مین اپنی خوشی سی گڑونگا اس سخن کو سنکر وہ کہنے لگے کہ یہ بات حاکم سی تعلق
رکھتی ہی ہم کچہ نہین کر سکتے وہ جو کہیگا وہی کرینگے حاتم اون سبھونکو اونکے پاس لے گیا وہ سبکے سب کہنے لگے
خداوند ہرگز یہ شخص گڑنے پر راضی نہین ہوتا پر یہ بات کہتا ہی کہ جس صورت سے میری ملک مین گور بنتی ہی اگر اوس
ڈھب کی بناؤگے تو مین قبول کرونگا حاکم نے کہا اوسکے شہر مین قبرین کس طرح کی بنتی ہین حاتم نے کہا حضرت
سلامت کوٹھری کی طرح بہت بڑی کہ جس مین دس بیس آدمی اچھی طرح لیٹین بیٹھین یہ بات حاتم کی
زبانی سنتے ہی حاکم نے زانو پر سر جھکا لیا ایکدم کے بعد سر اوٹھاکر کہنے لگا کہ خیر جس صورت کی گور بنانے کو
کہتا ہی ویسی ہی تیار کردو کہ وہ اپنی خوشی سی گڑے یہ سنکر وہ لوگ پھر آئے اور ایک قبر ویسی ہی بنائی تب
حاتم نے اون لوگونکی آنکھہ بچاکر اوس سے کہا کہ تو ہرگز اندیشہ نکر مین رات کی وقت تجھے اوس مین سے نکال
لیجاؤنگا وہ حاتم کی اس بات پر راضی ہوا اور لوگون سے کہنے لگا کہ ای یارو اب دیر نکرو جو تم کیا چاہتے ہو وہ
مجھے قبول ہی آخر اونھون نے دونون کو اوس قبر مین گاڑدیا اور ایک پتھر سی اوسکے منہ کو بند کر کے

اوس ہندو کی ساتھ چلا آیا تب اوس ہندو نے کہا کہ ای جوان کیون دیکھا تو نے عورتین اپنی رضا اور رغبت سے
جلتی ہین کوئی اونپر زور و ظلم نہین کرتا اور محبت کی شرط یہی ہی حاتم نے کہا یہ سچ کہتے ہو اور وفا اونکا
یہی طریق ہے کہ اوسکے بعد آتش فراق مین جلین کیونکہ وہ آگ سب سی تیز تر ہی غرض کئی دن کے بعد
حاتم نے پھر کہا کہ ای عزیز مجکو کوہ ندا کی طرف جانا ہی رخصت کر یہ بات سنکر اوس ہندو نے کہا ای جوان
کوہ ندا یہان سی بہت دور ہی تو نہ پہونچ سکے گا حاتم نے کہا کہ خدا کریم و کارساز ہی وہ بہرصورت پہونچاوی گا
یہ کہکر وہان سے رخصت ہوا ملک ملک گاؤن گاؤن کی سیر کرتا ہوا اوتر کیطرف جا پہونچا کہ ایک شہر
دکھائی دیا جب اوسکے قریب جا پہونچا تو لوگون کو دیکھا کہ بہت سے جمع ہین اور شور و غل کرتے ہین اون سے
جاکر پوچھا کہ ای یارو اس شور کرنے کا سبب کیا ہی کسی نے کہا کہ یہان کی رئیس کی بیٹی مرگئی ہی ہم سب
چاہتے ہین کہ اوسکے خاوند کو بھی اوسکی ساتھ جیتا گاڑدین وہ اسبات کو قبول نہین کرتا اسواسطی یہ شور و غوغا
ہی حاتم نے کہا کہ تمھارا رئیس کہان ہی مجکو اوسکی پاس لیچلو مین اوس سے کچھ کہون گا یہ بات سنکر وہ اوسکو اپنے
سردار کے پاس لیگئے حاتم نے اوسکو دیکھتے ہی کہا کہ ای مرد بزرگ تمھاری یہان یہ کیا رسم ہی جو جیتی کو مردی کے
ساتھ گاڑتے ہین اسپر یہ کہ وہ غریب راضی نہین زبردستی کرتے ہو اور خدا سی نہین ڈرتے وہ بولا کہ ای عزیز یہ
جوان بھی تیری طرح سے مسافر اس شہر مین وارد ہوا تھا چند روز یہان رہکر میری بیٹی کو چاہنے لگا اور فوراً
ہم لوگون مین ملگیا اور اس شہر کا یہ دستور ہی کہ جبتک لڑکی یا لڑکا اپنی جوانی پر نہین آتا تب تک
ہم لوگ اوسکو اپنی رضا اور رغبت سی نہین بیاہتے جبتک کہ آپس مین عشق اور محبت نہو بلکہ حد سے نہ
گذر جائین یہانتک کہ ہر ایک اپنی خوشی سی اقرار کرے کہ جو کوئی ہم مین سی مرجائیگا تو اوسکے ساتھ دوسرا
جیتے جی گڑے گا تب ہم اون دونون کو بیاہ دیتے ہین چنانچہ یہ جوان بھی ہماری رسم سی آگاہ ہوکر
اس لڑکی کا عاشق ہوا تھا جب محبت کامل دیکھی تب مین حاکم شہر کی پاس اون دونونکو لیگیا اوسنے
اونسے کہا کہ ہماری ملک کی یہ رسم ہی جو عورت مرجاوی تو شوہر کو اوسکے ساتھ دفن کرتے ہین جو خاوند
مرجاوی تو جورو کو اوسکے ساتھ گاڑدیتے ہین اس بات کو دونون نے قبول کیا تب ہم نے اونکا عقد باندھدیا
یہ کیا انصاف ہی کہ ایک مدت تک اوس سی چین کرتا رہا اور اوسکے باغ جوانی سی گل عیش لوٹتا رہا اب جو

نامحرمون مین آئی ہو اور ایک مردی کو ساتھ جلا چاہتی ہو وہ ہنسکر کہنے لگین کہ ای جوان تجھ ہمین دیکھنے سے
حیا نہین آتی ہم تو مردی ہین ہمکو ستر پردی کی کچھ خبر نہین کیونکہ وہ کو نسا دن تھا کہ اس مردی کے ساتھ ہم نے
عیش و آرام کیا تھا اب وہ جو مر گیا ہی تو ہم اوس سی جدا ہوکر جیتی رہین یہ بات محبت اور مروت سی بعید اور
دور ہی اسکے سوا تمام عمر آتش فراق مین بھی جلنا پڑی گا اس سے بہتر یہی ہی کہ ایک ہی بار اوسکی ساتھ جل بجھین جو
تمام عمر غم سی اور آتش فراق سی چھوٹین آگ پر میسر جاتی کیونکہ اس بات سی جی ڈرتا ہی کہ کہین شیطان اپنے بہکر سے
ہمارے دلون مین ایسا وسوسہ نڈالی کہ جسکے سبب سے اپنے سامی کو بھولکر کسی غیر کیطرف نظر بد سی دیکھین اور
اپنی عصمت کو کھودین ایسی زندگی پر لعنت ہے غرض اونھون نے حاتم کا کہنا بھی نمانا اور دیوانون کی طرح
ادھر اودھر دیکھتی بھالتی چتا تک جا پونہچین پھر اوس مردی کو لیکر چتا مین رکھا اور آپ ہنستی ہوئی اوسکے
گرد گئین پھر کسی نے اوسکا سر زانو پر رکھ لیا کسینے پاون گود مین لے لیے یکایک چتا کو آگ لگا دی

تصویر ستی ہونا چار عورتونکا اپنے خاوند کی ساتھ اور الگ سی دیکھنا حاتم کا اور افسوس کرنا



تب حاتم نے جانا کہ یہ اس آگ کی گرمی سی ڈر کر بھاگ جائین گی لیکن یہ گمان غلط ہوا وہ ہنسی خوشی سی اوسکی
ساتھ جلکر راکھ ہو گئین حاتم یہ احوال دیکھکر گھبرایا اور افسوس کرنے لگا جب وہ لوگ اپنے گھرونکو چلے حاتم بھی

حوالہ کیا اور کہا کہ ای مسافر اسوقت میرے گھر مین اچھے مہین خاصے خوشبودار باسن بتی کے چاول پکے ہین بلکہ تیار دھرے ہین اگر تو کہے تو وہ بھی لاؤن اونکے ساتھ کھانا نہایت مزہ ہوگا حاتم بولا کہ بہت اچھا اونکی کا پوچھنا کیا اور اپنی دلمین اوسکی ہمت پر اش اش کرنے لگا غرض وہ ہندو ایک تھالی مین تھوڑا بھتا لے آیا حاتم نے اوسکو بخوبی کھایا اور رات کی رات اوسی گاؤن مین بستر کیا صبح کی ہوتی ہی اوس ہندو کی جورو نے آکر کہا کہ رسوئی تیار ہی کچھ اوسمین سے کھاؤ اور دو چار دن یہین رہو تا راہ کی ماندگی دور ہو یہ بات سنکر حاتم نے اون دونون کو کہا کہ تمھاری اس ہمت اور مسافر پروری پر صد آفرین یہ سنکر اونھون نے نہایت عجز سی کہا کہ ہمسی تمھاری خدمت کب ہوئی یہ کھانا گھر مین معمولی لڑکی بالون کے لیے موجود تھا وہی ہم بی تکلف لے آئے ہین اگر دو تین دن یہان تشریف رکھو تو البتہ ہم اپنی مقدور کے موافق کچھ خدمت بجا لائین حاتم نے کہا بہت اچھا مین تمھاری خاطر سی دو چار روز رہون گا اسبات کو سنکر وہ خوش ہوئے پھر اوس ہندو نے ایک مکان خوش اسلوب مین ایک پلنگ نہایت تکلف سی بچھایا اور اوسکے آگے فرش بھی ستھرا صاف کر دیا پھر اقسام اقسام کے کھانے پکوا کر اوسکے سامنے رکھدیے اور کہا کہ اسمین سے کچھ نوش جان فرمائیے تو عین احسان اور مہربانی ہی حاتم نے تو ایسی کھانے کبھی نہ کھائے تھے اونکو کھا کر نہایت محظوظ ہوا اور بہت تحسین و آفرین کے بعد اونسے کہنے لگا کہ یہ ملک ہندوستان عجیب گلستان ہے لیکن یہانکی رسم بد ہے کہ جیتی عورت کو مووے خصم کے ساتھ جلاتے ہین باوجود اسکے کہ مردی کا بھی جلانا برا ہی اسبات کو سنکر اوس ہندو نے کہا کہ سچ ہی کہ زن و شوہر باہم بہت الفت رکھتے ہین بلکہ آپس مین عاشق و معشوق ہوتے ہین حیف ہے کہ خاوند مرے اور جورو جیتی رہی ہم بزور نہین جلاتے وہ اپنی خوشی سی آپ جلتی ہی اگر تھوڑے دن اس شہر مین رہو تو ہم تمھین دکھلا دینگے یہ وہان کا اتفاق وہان کا رئیس ہمارا ہو کر دو چار دن مین مر گیا اور اوسکی چار جورو ین تھین اون پہلی بی بی کا ایک لڑکا بھی تھا جب اوسکی ارتھی بنا کر لیچلے تب چاروں نے کمخواب کے لہنگے پہنکر لال باش کی ساریان باندھکر گہنے پاتے سی آراستہ ہو کر پھولون کی ہار گلے مین ڈالکر بالون کو بکھیر کر ساتھ ہولین قبیلے کی لوگ اونکے پاؤن پر گر پڑے کہ تم بھری پوری ہو تمھین جلنا مناسب نہین اونھون نے کسی کا کہنا نہ مانا تب حاتم اونکے پاس جاکر کہنے لگا کہ ای پریزادو تمھین شرم نہین آتی جو اپنے گھر سے نکل کر

مار کر نہین کھاتی تب حاتم نے کہا کہ یہ طرفہ ماجرا ہی تو آپ ہی کہتا ہی کہ یہ گوشت آدمی کا ہی پس کوئی اپنی ہمجنس کو ذبح کرکے نہین کھاتا مگر غیر کو اوس شخص نے جواب دیا کہ تو یہ غلط سمجھا ہی ہماری ملک کی یہ رسم ہی کہ جو کوئی بیمار پڑتا ہی اوسکے قبیلے کے لوگ اوسکو ذبح کرکے آپس مین گوشت کی حصے کر لیتے ہین چنانچہ اسی سبب سی ہمارے شہر مین اپنی موت سے کوئی نہین مرتا اور نہ قبر بنتی ہی حاتم نے اس ماجری کو سنکر کہا کہ لعنت خدا کی تمھاری رسم پر اور تمھارے اس شہر پر خدای کریم اکثر بیمارونکو اچھا کرتا ہی اور اکثر اچھونکو بیمار ڈالتا ہی پس جو کسلمند ہو تم اوسکو ذبح کرکے کھا جاؤ یہ فعل کس قوم مین درست ہی یہ کیا ظلم ہی اس حرکت سی تم سب کے سب گناہگار ہوا اور ہزارون خون تمھاری گردن پر ہین تمھارا منہ دیکھنا روا نہین یہ کہکر اوٹھہ کھڑا ہوا اور جنگل کی راہ لی تھوڑی دور جاکر کیا دیکھتا ہی کہ ایک شیر مادی بھوک کی زمین پر تڑپ رہا ہی یہ حالت دریافت کرکے اوسنے ایک ہرن کو شکار کیا اور اوس شیر کے آگے ڈالدیا اوسنے بخوبی تمام پیٹ بھر کھایا پھر سجدۂ شکر ادا کرکے جنگل کی راہ لی اور حاتم نے بھی کچھ کباب کھاکر ایک تالاب پر جاکر پانی پیا اور درگاہ الٰہی مین سجدۂ شکر ادا کرکے آگے کا رستہ لیا جب کسی جنگل مین کچھ میوہ دانہ نپاتا اوسی طرحسے شکار کرکے گوشت ہی کھاتا چند روز کے بعد ایک آبادی نظر آئی اوسکی طرف چلا جب قریب جا پونہچا کیا دیکھتا ہی کہ بہت سے لوگ میدان مین آگ جلاکر اوسکے گرد کھڑے ہین اوسنے بڑھکر اونسے پوچھا کہ ای یارو یہ کونسا ملک ہی اور تم کون ہو اور اس جگہ اتنی لکڑیان جمع کرکے آگ کیون لگائی ہی اونھون نے کہا کہ ای فقیر تو اپنی راہ لی تجھے اسکے دریافت کرنے سی کیا حاصل یہان کچھ رسوئی نہین ہوتی جو ہم تجھی کچھ دین ہماری قوم سی ایک شخص آج مرگیا ہی اوسکی جورو اوسکی ساتھ جلتی ہے حاتم نے کہا کہ ای یارو تم اس مردی کو زمین مین کیون نہین گاڑتے اور اس غریب عورت کو جیتی جی کیون جلاتے ہو اونھون نے کہا کہ ای عزیز معلوم ہوا کہ تو اس ملک کا رہنے والا نہین یہ ملک ہندوستان ہے یہان کی رسم یہ ہی کہ جورو اپنی خوشی سی خاوند کے ساتھ جلتی ہی حاتم نے کہا صاحبو مردے کے ساتھ جیتی جی کو جلانا یہ رسم نہایت بد ہی یہ کہکر اونسے رخصت ہوا اور کسی گاؤن مین جا پونہچا وہان ایک شخص سے پانی مانگا وہ ایک کٹورہ دودھ کا اور ایک مٹھی کا بھر کرے آیا اور کہنے لگا کہ تیرا جی چاہے تو یہ حاضر ہے اگر دودھ کیطرف طبیعت رغبت کرے تو یہ دودھ موجود ہی ان دونون مین سے جسے جی چاہے اوسی کو لی حاتم نے پہلے مٹھا پی لیا پھر دودھ کا پیالہ مانگا اوسنے تھوڑی سی شکر اوسمین ڈالکر وہ پیالہ بھی

خدا اوسکی لیے اپنے شہر سے نکلا اور مسافرت اختیار کی خدا کے فضل سے اوسکی چار سوال پورے کر چکا ہون اب پانچوین
سوال کی باری ہی اور وہ یہ ہی کہ کوہ ندا کی خبر لایا جاہی اسی تلاش مین چھہ مہینے گذر گئے ہین جس سے
پوچھتا ہون کوئی نہین بتاتا اگر تجکو خبر ہو تو اوسکا نشان بتادی گویا تو نے میرا ساتہ دیا مدد کی مہربانی
فرمائی یہ بات سنکر اوس دیرینہ سال نے کہا کہ مین نے اپنے بزرگون سے سنا ہی کہ دکھن کیطرف طلسمات ہی اور
اوسکی بائین طرف ایک شہر عالیشان آباد ہی وہان آج تک کسی نے مردہ نہین دیکھا نہ قبر دیکھی ہی اور نہ کوئی
کسی کے واسطے روتا ہی یہ ماجرا سنکر حاتم نے کہا مجکو اوسی سمت کو جانا ہی وہ بولا کہ ای عزیز سنی ہوئی راہ تو
کس طرح چلے گا اور منزل مقصود کو کیونکر پہنچیگا حاتم نے کہا کہ جو مجھے یہان تک لایا ہی وہی وہان بھی پہنچائیگا
اس سخن کو سنکر اوس دیرینہ سال نے بہت سے جواہر اوسکے سامنے رکھدیا حاتم نے اوسمین سے خرچ راہ کے
موافق لیا اور باقی فقیرونکو دیکر اوسی طرف کا رستہ لیا ایک مدت کے بعد ایک شہر کے قریب جا پہنچا اور
اوسکے گرد پیش کوئی قبر نہ دیکھی جانا کہ وہ شہر یہی ہی اندر گیا وہان کے رہنے والون نے پوچھا کہ ای جوان
تو کہان سے آیا ہی اور کہان جائیگا حاتم نے کہا شاہ آباد سے آیا ہون اور کوہ ندا کو جاؤنگا اونھون نے
کہا کہ کوہ ندا کا رستہ یہان سے بہت دور ہی تو نجا سکے گا اوسنے جواب دیا کہ جو مجکو یہان لایا ہی وہ کریم
کارساز وہان بھی پہنچائیگا پھر اونھون نے کہا کہ تو آجکی رات یہین رہ جا ہماری دال روٹی قبول کر حاتم
یہ بات سنکر وہین اتر رہا اور وہان ایک شخص کتنے دنون سے بیمار تھا اوسکے وارثون نے جمع ہوکر اوسی ذبح
کیا اور آپس مین گوشت بانٹ لیا اور یہ شخص جسنے حاتم کو مہمان رکھا تھا اپنا حصہ پکاکر پانی کا ایک
کوزہ اور دو چار روٹیان شام کے وقت حاتم کے پاس لے آیا اور کہنے لگا کہ ای مسافر جلد اسکو کھا کہ کبھی
ایسی نعمت نہ کھائی ہوگی حاتم نے کہا ای عزیز جتنے چرند اور پرند حلال ہین سب مین نے کھائے ہین یہ کیسر
جانور کا گوشت ہے جو مین نے کبھی نہین کھایا اوسنے کہا البتہ تو نے جانورونکا گوشت کھایا ہوگا لیکن یہ آدمی کا
گوشت ہے ایسا کبھی کھایا ہوگا حاتم نے یہ بات سنکر کہا کہ تم آدمی خوار ہو تبھی ڈرا چاہتے ہی شاید کسی مسافر کو تم نے مارا ہے
اوسکا گوشت کھایا چاہتے ہو معلوم ہوتا ہی کہ تمھارا یہی قاعدہ ہی کہ جو مسافر بھولا بھٹکا یہان آنکلتا ہی
تم اوسکو ذبح کرکے آپس مین گوشت بانٹ کر کھالیتے ہو وہ بولا کہ ای مسافر توبہ کر خدا سے ڈر ہم مسافرون کو

یہ بات سنکر حاتم حیران ہوا اور نہوںنے اوس مرد کو تہ خانے مین اوتار کر فرش بچھا کر اوسپر لٹا دیا اور طرح بطرح کے
کھانے رکھے خوشبو کی بتیان روشن کر کے سات بار اوسکے گرد پھرکے قدمبوس ہو کر باہر نکل آئے اور دسترخوان پر جا بیٹھے
پھر حاتم سے کہا کہ ای مسافر پہلے کھانے مین تو ہاتہ ڈال اور پیٹ بھر کر کہا کہ یہ قبول ہو اور تیری توجہ سے ہم بھی
روزہ کھول لین یہ بات سنکر حاتم کھانے لگا پھر وہ شریک طعام ہوئے اوسکے بعد جو بچا اوسکو اپنے اپنے گھر لیجا کر کھایا
وہ اونکی عورتون نے کھایا وہ نہائے پاک و پاکیزہ کپڑے پہنکر گھر چلے اور حاتم سے کہا کہ ای جوان اگر تیرا جی
چاہے تو چند روز ہمارے گھر مین مہمان رہ حاتم نے کہا بہت بہتر تمھاری خاطر سے دو چار روز رہ سکتا ہون
غرض وہ اوسکو شہر مین لے گئے اور ایک مکان ستھرا اوسکے رہنے کو خالی کر دیا اور خورد و پوشش کے لوازم
خوبصورت لونڈیون سمیت بھجوا دیے حاتم نے اپنے دل مین کہا کہ یہان کی عجیب رسم ہے اگر مین ان کامون سے
فرصت پاؤن تو خدا میری مطلب کو پورا کرے تو مین بھی اپنے شہر مین جا کر اسی طرح مہمانداری کرون گا
اور وہ عورتین آ کر مہتابی سے کہین کہ اگر اس جوان کا جی ہم مین سے جسکو چاہے اوس سے بشوق تمام ملے اور شراب وصل
خوب مزے لے کر پیے لیکن حاتم نے کسی طرف خواہش کی نظر سے بھی نہ دیکھا صحبت کرنا تو معلوم جب سات روز
گذر گئے تب اون عورتون نے اپنے سردارون سے حاتم کی نیکذاتی اور نیک طینتی کی خبر دی حاکم شہر نے اوسکو
اپنے روبرو بلوایا عزت و حرمت سے مسند پر بٹھایا اور کہا کہ ای جوان اگر اسی شہر مین تو اپنی بود و باش
کرے تو عین مہربانی ہے اور مین بھی اپنی بیٹی تیری خدمت مین دون حاتم نے کہا کہ مجھکو ایک کام ضروری درپیش
ہے مین اس سبب سے ناچار ہون نہین تو رہتا یہ سنکر اوسنے کہا کہ اگر ہم بھی اوس کام سے مطلع ہون تو تیری رفاقت
کرین حاتم نے التماس کی کہ مین یہ نہین چاہتا کہ کوئی میری رسانہ تکلیف کھینچے وہ بولا کہ ایجوان
اگر رسانہ نہین لیتا تو بھلا یہی کہدے کہ وہ ایسا کیا کام ہے حاتم نے کہا کہ ایک عورت حسن بانو نامی سات
سوال رکھتی ہے جو کوئی اونکا بخوبی جواب دے اوسی سے وہ اپنا نکاح کرے حاصل یہ ہے کہ شہزادہ منیر شامی
اوسپر عاشق ہوا ہے نہ جدائی کی طاقت رکھتا ہے نہ وصال کی قدرت اور یہ بھی نہین ہو سکتا ہے کہ
اوسکے سوال پورے کر سکے مگر اوسکے فراق مین جنگل جنگل روتا پھرتا تھا اتفاقاً ایک دن مجھسے ملاقات
ہو گئی مین نے جو اوسی بحال تباہ آہین بھرتے دیکھا نہایت غمگین ہوا بلکہ رو دیا آخر کار مین تا بنے لاسکا برا

کیا غریب مرجاوے تو ہم ستاویسے جنازے کو جنگل مین نے آتی ہین اور کھانے بہت سے ستھری پکاکر ایک دسترخوان پر چنکے
مسافر کی راہ دیکھتے ہین اگر کوئی مسافر اس صحرا مین آگیا تو مردے کو گاڑ دیتی ہین اور کھانا اوس مسافر کے
آگے رکھدیتی ہین چنانچہ اس مردے کو سات روز ہوئے کہ یہ اسی طرح یہان پڑا ہے اور ایک مسافر بھی اس طرف
نہ آیا تھا ہم عجیب مصیبت مین گرفتار تھے کہ ہر روز کھانا شام کے وقت اپنی عورتونکو بھیجدیتے تھے اور
آپ یون ہی پڑے رہتے تھے الحمدللہ کہ اب ساتوین روز تیری صورت دیکھی اب اسکو دفن بھی کرین گے
اور کھانا بھی کھائینگے حاتم نے کہا کہ اگر ایک مہینے تک کوئی مسافر یہان نہ آئے تو اس مردے کا حال کیا ہو
اور تم کس صورت سے جیو اونھون نے کہا یہ بات سچ ہے پر ساتوین دن خواہ نخواہ کہین نہ کہین سے مسافر آہی رہتا ہے
اور اگر کبھی پندرہ روز نہ آیا تو تمام دن روزہ رکھین شام کو صرف پانی پیین اور مردہ بھی ایک مہینے تک
نہین سڑتا حاتم نے کہا کہ اگر مہینے سے زیادہ گذرے جب تو بدبو آئے گی اوسوقت کیا کروگے وہ بولے
کہ اگر ایسا ہو تو مردے کو گاڑ دین اور تمام مرد و زن چھ مہینے تک روزہ رکھین شام کے وقت درگاہ الٰہی مین توبہ کرین
اور ہر روز ہمسایونمین کھانا باٹین پھر مردے کی قبر پر جاکر بہت سا مال اور زر خیرات کرین بعدہ اپنے اپنے کام مین مشغول ہون

تصویر حاتم اور اوس قوم کی جنھون نے بغیر آئی ہوئی کسی مسافر کے جنازے کو سات دن تک نہ دفن کیا



اوس پیر مرد کی حقیقت جو ٹھیک ٹھیک تھی تمام و کمال کہدی حسن بانو نے کہا کہ ای حاتم جو تو کہتا ہی سو سچ ہی اسمین کچھ شک نہین یہ کہکر اوسی وقت طعام بیتکلف اور لذیذ منگوا کر حاتم کے سامنے رکھوا دیا تب اوسنے کہا کہ ای حسن بانو مین کارواںسرا مین جاکر اپنے بھائی کے ساتھ کھانا کھاؤنگا یہ کہکر وہان سے اوٹھا اور سرا مین آکر میر شامی سے ملاقات کر کے باہم کھانا کھایا اور تمام سرگذشت بیان کی یہ سنکر میر شامی نے بہت سی تحسین و آفرین کی پھر اپنے اپنے پلنگ پر دونون بارام ہوے صبحکو حاتم نے حمام کیا کپڑے نئے پہنے اور حسن بانو کی ڈیوڑھی پر آیا جو بدرون نے خبر پہنچائی کہ حاتم آیا ہی اوسنے پردہ کر کے اندر بلا لیا اور ایک کرسی پر بٹھا کر کہا کہ ای حاتم سننے مین یون آیا ہی کہ ایک پہاڑ سے آواز آتی ہی اسی واسطے اوسکا کوہ ندا نام کہا ہی اب اوسکی خبر لاو وہان آواز کرنے والا کون ہی اور پہاڑ کے اودھر کیا اسرار ہی حاتم یہ سنکر وہان سے رخصت ہوا اور کارواںسرا مین آکر میر شامی سے کہنے لگا کہ ای میر شامی اب مین کوہ ندا کی خبر لینے جاتا ہون اگر زندگی وفا کرتی ہی تو اس بات کو تحقیق کر کے پھر تجھسے آکر ملتا ہون اور نہین تو اللہ کی مرضی مگر تو کسی بات کا خطرہ نکرنا

پانچوان سوال حاتم کے جانے کا اور کوہ ندا کی خبر لانے کا

غرض حاتم نے دو چار باتین نصیحت آمیز میر شامی سے کہکر جنگل کی راہ لی آخر جس بستی مین حاتم جاتا تھا وہان کے لوگون سے پوچھتا تھا کہ ای عزیزو اگر تم مین سے کوئی کوہ ندا کی راہ سے واقف ہی تو مجھے بتا دے یہ بات سنکر وہ لوگ حیران ہو ہو کر کہتے کہ بھائی ہماری اتنی بڑی عمر ہوئی ہی نہ اوسکا نام بھی نہین سنا راہ تو ایکطرف اور حاتم جوانمردی سے بے دیکھے سنے راہ طے کرتا ہوا چلا جاتا تھا ایک مہینے کے بعد کسی شہر کے گرد و نواح مین جا پہنچا کیا دیکھتا ہی کہ تمام زن و مرد اوس شہر کے صحرا مین جمع ہوتے ہین یہ اونھین کیطرف چلا اونھون نے جو دیکھا کہ ایک شخص چلا آتا ہے سبکی سب اوسکی طرف متوجہ ہوئی اور باآواز بلند کہنے لگے کہ مرحبا ای مسافر خوب ہوا تو یہان آیا ہم کبسے تیری راہ دیکھتے ہین حاتم آگے گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک دسترخوان پر طرح بطرح کے کھانے چنے ہین اور ایک جنازے کے گرد بہت سے لوگ بیٹھے ہین حیران ہو کر پوچھنے لگا کہ اس مردے کو کیون نہین گاڑتے اور اسقدر کیون روتے ہو اونھون نے کہا کہ ہماری قوم کی یہ رسم ہی کوئی شخص کیا عمدہ

مین بھی انسان ہون یہ کہکر صندوق سی باہر نکل آئی اور صراحی پیالہ گزک لاکر بادشاہ کی سامنے رکھدی پھر
بوس و کنار کی امیدوار ہوئی بادشاہ نی جو دیکھا کہ یہ عورت جمیلہ اور شکیلہ ہے اور اسباب عیش و عشرت مہیا ہے
اسکو ہاتہ سی نہ دیا چاہیے شراب پی اور اوس سی صحبت کی جب فارغ ہوا لشکر یاد آیا اوٹھکھڑا ہوا اور انگوٹھی
اپنی چھینگلیا سے نکالکر اوسکو دی کہ یہ میری نشانی اپنی پاس رکھ تاکہ پھر جو ملاقات ہو تو مجکو بھول نجائے
وہ کھلکھلا کی ہنس پڑی اور ایک تھیلی انگوٹھیون کی نکالکر بادشاہ کو دکھادی اور کہنی لگی کہ ای جوان جہل عالم ایسی
ہی اور دانا بینا ہی سچ تو یہ ہی کہ میری خاوند نی حفاظت کی واسطی مجھی جنگل مین لاکر اس باغ کی اندر صندوق مین
بند کرکے حوض مین لٹکادیا ہی اور آپ سوداگرون کی ساتہ سوداگری کرتا پھرتا ہی اور میری کھانی پینی کو بھی
اس جگہ مہیا ہی کچہ کمی نہین اور جو کبھی کبھی مسافر بھولا بھٹکا خواہ بادشاہ خواہ سوداگر اس باغ مین
میری طرحسے آنکلتا ہی اور اسی طرح مجھی حوض سی نکالکر ہم بستر ہوتا ہی پھر انگوٹھی دی کر چلا جاتا ہے
چنانچہ بہت سی انگوٹھیان میری پاس موجود ہین لیکن نہین جانتی کہ کون سی کسکی ہے اسی طرح
انگوٹھی کو اور تجھی بھی بھول جاؤن گی کیونکہ ایک دو ہون تو کوئی یاد رکھی سیکڑون ہزارون کا کہانتک
دھیان کری اس بات کو سنکر وہ حیران ہوا اور اوسکو صندوق مین بند کرکے اوسی صورت سے تالاب مین لٹکاکر
اپنی لشکر کو ساتہ لیکر شہر مین آیا اور تمام اسباب بادشاہی فقیرونکو دی کر آپ جنگل کو نکل گیا اور بیٹھکر
یاد الٰہی مین مشغول ہوا پھر جبتک ہا عورت کا نام نہ لیا بس اے ناداں تو میرے ساتہ کیا سلوک کریگی
جو کار خیر سی باز رکھتی ہی چنانچہ حاتم نی بھی برای خدا کر کوشش باندھی اور کیسی کیسی آفتین اوٹھاکر کچہ کچہ
نیکنامی پیدا کی سو اب ملکہ زرین پوشش کو یاد کرکے شاہ آباد کی راہ چھوڑکر اوسکی ملاقات کی واسطے
یمن کو جاتا ہی افسوس اسی بات کا ہی کہ وہ اپنی محنت خواہ نخواہ خاک مین ملاتا ہی جو نہین اوسنی یہ بات
سنی ونہین سجدۂ شکر ادا کرکے یہ بات اپنی دل مین نقش کی کہ ای حاتم یہ آواز خدا کی طرفسی آئی ہی اب تیرے
حق مین یہی بہتر ہے کہ یمن کی طرف سی قدم پھیر اور شاہ آباد کا رستہ لے یہ بات جی مین ٹھہراکر شاہ آباد کی
طرف روانہ ہوا ایک مدت کی بعد جا پہنچا وہان کی لوگ کہنے والی ہی کہ حسن بانو کی دروازی پر لگی وہ اوجہل
ہوگئی اوسی پر دی کی باہر بلواکر بٹھایا اور احوال پوچھا حاتم نی پہلے اپنی راہ کی مصیبت بیان کی پھر

لچہ نکی یہ سخن سنکر بادشاہ نے میری حال پر نہایت نوازش کی کہ شخص عجیب راست گو ہی کہ اسقدر زر و جواہر
کسی ہی نہ چھپایا صاف کہدیا اسکی راستگوئی پر مین نے یہ مال اسکو دیا اور اسکا گناہ بھی بخشا بلکہ اوسنی اور بھی
زر و جواہر اپنی خزانی سی اسقدر دیا کہ مالا مال ہوگیا اب بھی اوس مین سی میری پاس بہت ہی اگرچہ بہت خرچ
کیا ہی اوسی دن سی اپنی دروازی پر لکھکر لگا دیا ہی کہ سچ کہنی والی کو ہمیشہ راحت ہی مردونکو چاہیی کہ سچ کی سوا
کبھی جھوٹ نہ کہین بقول سعدی شیرازی بیت راستی موجب رضای خداست کس ندیدم کہ گم شد از رہ
راست یہ کہکر اوسنی حاتم سی پوچھا کہ تو کون ہی اوسنی کہا کہ مین مین کا شاہزادہ حاتم بن طے ہون
یہ سنتی ہی وہ اپنی مسند سی اوٹھا اور بغلگیر ہوا اور نہایت تعظیم و تواضع کی بعد کہنی لگا کہ سچ ہی حاتم کے
سوا اور کون ایسا کر سکتا ہی پھر اوسنی کئی دن تک اوسکو مہمان رکھا ایکدن حاتم نے کہا ای عزیز مجھے
ایک کام بہت ضرور ہی اب رخصت کر اوسنی نہایت منت و معذرت سی رخصت کیا وہ اپنی منزل مقصود کو
راہی ہوا راتدن چلا جاتا تھا ایک دن ملکہ زرین پوش کی صورت اوسی یاد آئی ارادہ کیا کہ ملکہ کو دیکھکر
شاہ آباد کو جاؤنگا یہ دلمین ٹھہرکر مین کیطرف روانہ ہوا چند روز کے بعد مین کے قریب جا پونہچا خوشی سے
ایک تالاب پر بیٹھہ گیا اتفاقا اوسکے کنارے ایک جوڑا طوطی کا بیٹھا تھا اور آپس مین باتین کر رہا
تھا حاتم نے بھی اپنے کان اوادھر لگا دیے اسواسطے دیکھون یہ کیا کہتے ہین اتنے مین مادہ نر سی کہا کہ تو مجھی تنہا
چھوڑکر کہان جاتا ہی برای خدا نجانے نر نے کہا کہ ای نادان تو کیون کار خیر مین حرکت کرتی ہی قیامت کے دن تو میری
کیا کام آوی گی جو دنیا مین تجھی مشغول رہون اور نیک کام چھوڑ دون تو نے نہین سنا ہی کہ ایک بادشاہ
کسی دن شکار کو نکلا تھا ہر چند پھرا مگر کوئی شکار اوسکی ہاتہ نہ لگا آخر اپنی لشکر سی جدا ہوکر ایک جنگل مین جا پڑا
وہان ایک باغ خوش قطع دیکھکر اوسمین چلا اور شادان و فرحان سیر کرتا ہوا ایک بنگلی کی پاس جا پونہچا وہان
ایک حوض بلب تالاب کے برابر نظر آیا دیکھنے مین نہایت پاکیزہ خوبصورت اوسکا پانی صاف اور بڑا گہرا تھا
بادشاہ اوسکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور کنارے اوسکی بیٹھہ کر ہاتہ سی پانی اوچھالنی لگا یکایک ایک زنجیر اوسکے
ہاتہ مین آگئی اوسکو پکڑکر جو کھینچا تو صندوق مقفل کنجی سمیت نکلا اوسنی جو اوس صندوق کا قفل کھولا تو
تو ایک ماہ جبین پری طلعت کو اوسمین بیٹھا پایا بادشاہ ڈر گیا اوس نازنین نے کہا ای جوان کیون ڈرتا ہے

کھانا کھاکر کہنے لگا کہ اب ارشاد کیجیے اوسنی کہا کہ ای جوان اس شہر خوارزم کو سات سو برس ہوئی ہین کہ یہ یہان
آباد ہوا ہی اور میری عمر آٹھ سو برس کی ہی جس صورت سی تو مجھی اب دیکھتا ہی اسی شکل پر مین اوسوقت بھی
تھا چنانچہ مین جواریون مین مشہور تھا اور جوا کھیلنے کے سوا کوئی کام جہان کا نکرتا تھا اتفاقا
ایک روز نہایت تنگدست ہوا کہ ایک پیسا بھی میری ہاتہ نہ آیا جب رات ہوئی چوری کو نکلا اوس وقت
یہ بات جی مین گذری کہ کسی غریب غربا کے گھر کیا چوری کیجیے بہتر یہی ہی کہ پادشاہ کی دولتخانے مین جاکر
خوبسا مال و جواہر چورا لائیے یہ ٹھہراکر مین نے آدہی رات کے بعد پادشاہ کی حویلی مین کمند ڈالکر پادشاہ
کی خوابگاہ خاص مین آپکو پونہچایا کیا دیکھتا ہون کہ ایک بھی چوکیدارون مین سی کیا خواص کیا خواجہ
کوئی نہین جاگتا اور پادشاہ بھی اپنے مرصع پلنگ پر بیخبر سوتا ہی مین آگی بڑھا اور اوسکے گلے سے گوہر شبچراغ
اوتار کر کمند کی راہ ہی باہر آیا اور کسی طرف چل نکلا جب جنگل مین گیا کیا دیکھتا ہون کہ ایک درخت کے نیچے
بہت سی چور کہین سے مال چورا لائی ہین اور بیٹھی حصہ کر رہی ہین اتفاقا اونھون نے مجکو دیکھہ لیا اور بلاکر
پوچھا کہ تو کون ہی اور کہان سی آیا ہی مین بلاست گوتھا اوسنی سچ سچ کہکر گوہر شبچراغ دکھادیا اوسکو
دیکھتے ہی چورونکو یہ لالچ ہوا کہ میری ہاتہ سی چھین لین اتنے مین ایک شخص جنگل مین غیب سے پیدا ہوا اور اوس آواز
ہیبت سی للکارا کہ تمام صحرا کانپ گیا وہ اپنی جان کی دہشت سی بھاگ گئے مین تن تنہا وہان کھڑا رہا
وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تو کون ہی مین نے پہلے بھی سچ کی سوا اور نکہا تھا اوس سے بھی سچ کہدیا یہ سنکر
وہ ہنسا اور کہنے لگا کہ تو نے سچ کہا اسواسطے یہ سب مال و متاع اس گوہر شبچراغ سمیت مین نے تجکو بخشا لیکن
تو چوری سی توبہ کر اوسکی یہ بات مین نے مان لی اور جوا کھیلنے اور چوری کی دل و جان سی توبہ کی پھر اوسنے
کہا کہ اگر جوا نہ کھیلے گا اور چوری نکریگا تو تیری عمر نو سو برس کی ہوگی یہ کہکر چلا گیا مین اوس مال متاع کو
پشتاری باندھکر اپنے گھر لے آیا اور ایک عمارت عالیشان بنائی اور محلہ والی میری دشمن ہوئی اور کوتوال سی
جاکر یون کہنے لگی خداوند کل کی بات ہی کہ یہ شخص کوڑی کوڑی کو محتاج تھا آج اسکے ہاتہ اسقدر زر نقد کہان سی
لگا اور اتنا بڑا محل بنایا اس بات کے سنتے ہی کوتوال نے مجھے بلوا کر پوچھا اوسکے سامنے بھی سچ کی سوا کچھ اور
نہ کہا وہ مجھی بادشاہ کے پاس لے گیا مین نے اوسکے روبرو بھی جو بات سچ تھی وہی کہی جان کی دہشت

احوال پر توجہات و الطاف فرماتی رہین القصہ جب غرضی تمام ہو چکی اوسپر مہر کر کے ملکہ کے حوالی کی وہ اپنی
خاص خواص اور فوج و لشکر سمیت یمن کو روانہ ہوئی اور حاتم بھی شہر خوارزم کو چلا چند روز کے بعد ایک
شہر مین داخل ہوا اور وہان جاکر پوچھنے لگا کہ ای صاحبو وہ کون شخص ہے جو ہمیشہ کہا کرتا ہی کہ سچ کہنے والے کو
ہمیشہ راحت ہے اونھون نے کہا کہ ایسا شخص تو یہان کوئی نہین جو یہ کہتا ہو مگر ایک بوڑھی نے یہی بات جو تم
کہتے ہو لکھکر اپنی دروازی پر لگادی ہی حاتم نے پوچھا کہ اوسکا مکان کہان ہی وہ بولا کہ یہانسے نو کوس پر شہر
خوارزم ہی وہ وہین رہتا ہی یہ بات سنکر حاتم اوسی طرف روانہ ہوا تین پہر مین جا پونچا تو کیا دیکھتا ہی کہ ایک
عمارت عالیشان بلند کھڑی اور اوسکی دروازی پر یہی کلام خط جلی سی لکھا ہی یہ اوسکو پڑھکر نہایت خوش ہوا
اور دروازی پر جاکر دستک دی ایک دم کے بعد کئی دربان دروازہ کھولکر باہر آئی اور حاتم کو دیکھکر کہنے لگے کہ ایجوان
تو کون ہے اور یہان کس کام کو آیا ہی اوسنے کہا کہ مین ایک کام کو واسطے شاہ آباد سی آیا ہون اس بات کو سنکر دربانون
نے دوڑ کر اپنی خاوند سی اظہار کیا وہ شخص ظاہر مین امیر اور حقیقت مین کہنہ سال تھا بولا کہ مسافر کو بلا لو جب
حاتم اندر آیا تو کیا دیکھتا ہی کہ ایک جوان خوشرو مسند پر تکلف پر تکیہ لگائی امتیاز سی بیٹھا ہی آپنی جھک کر
سلام کیا وہ بھی مسند سی اوٹھکر بغلگیر ہوا اور نہایت تعظیم و تکریم سی اپنی پاس بٹھالیا انواع و اقسام کے
کھانے منگوا کر اوسکے روبرو رکھے جب کھانے سے فارغ ہوا صاحب خانہ نے پوچھا کہ صاحب تم کون ہو اور
کہان سی تشریف لائی ہو اور کس کام کو واسطے تمنے یہ سفر دور و دراز اختیار کیا جو اسقدر رنج کھینچے اور دکھ سہے
سچ تو یہ ہی کہ دو شخصون کی سوا اس مکان پر اور کوئی نہین آیا اون مین کا ایک تو ہی ہی یہ سنتے ہی
حاتم کہنے لگا کہ مین یمن کا رہنے والا ہون پر اب شاہ آباد سی میر شامی کی کام کو یہان تک آیا ہون الغرض
ماجرا حسن بانو پر عاشق ہونے اور اوسکی سوالون کی پورا کرنے پر اپنی مستعد ہونے کا تفصیل وار کہکر سنا دیا
پھر یہ پوچھا کہ آپ نے در دولت پر یہ کلام لکھکر کس لیے لگایا ہی اوسنے کہا کہ ای جوانمرد یمن کی رہنے والے
تو دنیا مین بڑی نیک نامون مین مشہور ہوگا کیونکہ کوئی شخص نظر نہین آیا جو اوون کے واسطے اپنی اوپر
اسقدر بار محنت و اور رنج سہے تو ہی ایسا تھا جو یہ بوجھ تو نے اپنی سر پر لیا آج رہ جا کہ راہ کا تھکا ماندہ
آیا ہی قدری آرام کر اوسکی حقیقت تجھسے مین کل کہونگا غرض حاتم تمام رات وہان آرام تمام رہا صبح کو

جدا ہوگیا اس سے کیونکر پوچھون یہ سوچکر کچھ چپ سی رہ گئی جب اوسنی اوس آئینہ رو کو آب حیرت مین غرق
دیکھا کہا ای راحت جان و آرام دل اسقدر پریشان خاطر کیون ہوئی خدا نکری کہ میری زندگی مین تجکو کسی طرحکا
غم والم ہو اگر میری اس حرکت سے اندیشہ مین ہوئی تو بجا ہی کیونکہ چاند اور سورج مین عیب ہے اور تو اونسے
بھی حسن مین کہین بہتر ہی لیکن مین خدا کی راہ مین کمر باندھ کی اپنے گھر سے مسمی شامی کی بیٹی نکلا ہون وہ حسن بانو کا
عاشق ہی اور وہ نازنین بیسبات سوال کھتی ہی جو کوئی اوسکے سوال پورے کریگا وہ اسکو قبول کریگی اور مسمی شامی
اوسکی ایک سوال کا بھی جواب نہ دی سکا چنانچہ حسن بانو اپنے شہر سے نکلا وہان وہ روتا پیٹتا آہین بھرتا مین
کیطرف آنکلا تھا مین بھی ایکدن شکار کھیلتا ہوا اوس طرف گیا تھا اتفاقا اوس سے ملاقات ہوگئی
حال پوچھنے لگا اوسنی فقیرون کی طور پر اپنا احوال ظاہر کیا غرض اوسکی بیکسی پر میرا دل بھر آیا اور آنسو ٹپک
پڑے آخر کار مین تاب نہ لاسکا اوسکے ساتھ ہوکر شاہ آباد مین آیا اور حسن بانو کی سوال کا جواب اپنے ذمہ لیکر اوس
بیچارہ کو کاروانسرا مین بٹھا کر جنگل کی راہ لی چنانچہ خدا کی فضل سے اوسکے تین سوال پورے کر چکا ہون یہ
چوتھے سوال کی نوبت ہی ایسا اتفاق ہوگیا کہ تجکو دیکھکر دل ہاتھ سے جاتا رہا اور تیری عشق کی تیر نے کلیجا
چھلنی کردیا کہ تمام جہان کی کام سے گذر گیا باری بہت خاک چھانکر نصیبو نکی مدد سے تیرا امن وصال ہاتھ لگا
آرزو یہ تھی کہ تیری باغ حسن سے گل راحت چنون اور اپنے غنچہ دل کو کھولون پر کیا کرون کہ مین نے اوسکے ساتھ
قسم کھائی ہی کہ بھائی مین ریغ نکرون گا بلکہ جبتک تو اپنی مراد کو نہ پونہچی گا تب تک مجھپر عیش و عشرت حرام ہے
پس یہ بات ہمت اور مروت سے بعید ہی کہ وہ بیچارہ انتظار کھینچے اور حاتم عیش و عشرت مین مشغول رہے
صلاح یہ ہی کہ تم اپنی خوشی سے مجکو رخصت کرو کہ شہر خوارزم کو جاؤن اور اوسکا چوتھا سوال پورا کرون
یہ بات سنکر شہزادی نے کہا کہ پھر مجکو کہان چھوڑ جاؤگے اگی تو میرا باپ جیتا تھا وہ میری خبر لیتا تھا اب
کیونکر گذری گی حاتم نے کہا مین تجھی مین مین بھیج دیتا ہون میرا باپ وہان کا بادشاہ ہی وہ تجھی اچھی طرح سے
رکھی گا اور تو کسی طرح سے غمگین نہوگی یہ بات کہکر وہ اپنے باپ کو اس مضمون کی عرضی لکھنے لگا کہ ای قبلہ گاہ مین
اگر عہد وفا کرتی ہی تو مین اس کام سے فراغت کرکے حضور کی قدمبوسی کی واسطے آؤن گا اور سرفراز ہون گا
بالفعل ملکہ زرین پوش کو اپنے عقد مین لاکر خدمت عالی مین بھیجتا ہون یقین ہے کہ آپ اوسکے

اب اچھا ہوکر آیا ہی تو سنتے ہی سر نیچا کر لیا ایکدم کے بعد سر اوٹھا کر کہا کہ ابتک وہ کہان تھا شاید کوہ احمر کو
گیا تھا جاؤ جلد دریافت کرو وہ خواصن پھر آئی اور حاتم سے پوچھنے لگی کہ ای حاتم کوہ احمر کی کچہ احوال سی واقف ہو
تو بیان کرو اوسنی کہا کہ ملکہ زرین پوش کا باپ کالفر تھا اپنی اعمالون کی باعث سی مارا گیا اور جہنم مین پونہچا انا
تجسے کہا اور باقی ملکہ سی کہونگا اوس نازنین نے حضور مین جاکر یونہین عرض کی بادشاہزادی اسنتے ہی
آنسو بھر لائی کہ وہ نازنین تسلی دی دی کر التماس کرنے لگی کہ ای شاہزادی ایسی بری باپ کی واسطی غم کھانا اور رونا
عبث ہی اوسنی اپنی فعل بد کی سزا پائی اور ہم تم اوس قید شدید سی چھوٹی لازم ہی کہ اب اوس جوانکو محل مین
بلوا کر بخوبی ملاقات کرو اسنی اسباتکو سنکر خوبسا بنا و سنگار کیا اور تخت مرصع پر آن واد اسی آکر بیٹھی پھر ایک
اغماض و ناز سی کہا کہ اچھا بلواؤ وہنہین ایک سہیلی دوڑی گئی اور اوسکو بلا لائی اوسکی نظر جونہین ملکہ پر پڑی مبہوت
ہوگیا اور وہ بھی بھچک سی رہ گئی ایکدم کے بعد آپکو سنبھالکر تخت پر سی اوٹھی ہاتہ مین گلاب کا شیشہ لیکر
حاتم کی پاس آئی اور گلاب اوسکی منہ پر چھڑکا حاتم ہوش مین آیا اور اوس رشک گلشن خوبی کو اپنی سرہانے
دیکھکر باغ باغ ہوگیا غرض بادشاہزادی تخت مرصع پر آبیٹھی اور حاتم کو بھی ایک جڑاؤ کرسی پر بٹھاکر
اپنی باپ کا احوال پوچھنے لگی حاتم نی تمام ماجرا بیان کیا اور کہا کہ مین نی تیری واسطی اسقدر رنج کھینچے اور دکھ
سہے اب تجکو بھی لازم ہی کہ میری محنت کی داد دی اور اپنی مہربانی اور دوستی سی میری مصیبتونکو راحت
سی بدلے اور اوس نا امید کی امید بر لائی اسباتکو سنکر وہ سرزانو ہوئی آنی مین مجبولیون نی کہا کہ بی بی حاتم بھی
یمن کا شہزادہ ہی تمھاری نصیب اچھی تھی جو یہ خود بخود یہان آیا تم جو اس سی اپنی شادی کروگی ہر طرح سی
نام آوری اور بہتری ہی اور اپنی باپ کی مرنی کا غم نکرو وہ کمبخت جادوگر خوب ہوا جو ہوا تمام جہان کا فساد
مٹا اب سرانجام شادی کا کیا چاہیی بادشاہزادی شرماکر تخت سی اوٹھی اور محل مین چلی گئی مصاحبین
اوسکی شادی کی تیاری کرنی لگین سات روز تک ناچ راگ کی صحبت رہی آٹھوین دن نوین شب حاتم نی اپنی
جدو آبا کی رسمون کی موافق شہزادی سی نکاح کیا اور خوابگاہ مین لیجاکر ہمکنار ہوا چاہتا تھا کہ ہمبستر ہو
اور شربت وصال پیکہ منیر شامی شہزادی کا حال یاد آگیا خوف الہی دل مین لایا اور بیدیکیطرح کانپنے لگا
جلد ملکہ سی الگ ہوگیا بادشاہزادی حیران رہ گئی کہ اسنی مجہ مین ایسا کیا عیب دیکھا کہ عین وصل مین

بجالاؤ وہ بھوکی تو تھی ہی بے اختیار کھانے لگی جب کھا چکے سو جکر دم سم ہو گئی اور ہر ایک کی ناک سی لہو
ٹپکنے لگا حاتم نے معلوم کیا کہ وہ کم بخت ان نعمتوں پر بھی جادو کر گیا ہی یہ سمجھکر تھوڑا سا پانی منگایا اور اوپر
اسم اعظم پڑھکر ہر ایک کو پلا دیا وہ نہیں سمجھے کہ کا اثر جاتا رہا وہ اچھے ہو گئے پھر حاتم نے اسم اعظم ہر ایک چیز پر
پھونک کر کہا کہ اب شوق سی کھاؤ کہ جادو کا عمل باطل ہو گیا تب انھوں نے دلجمعی سی پیٹ بھر کر کھایا پھر
حاتم نے پوچھا کہ جادو کا آسمان کہان ہی انھوں نے عرض کی وہ اس مین پر گنبد کی مانند نظر آتا ہی حاتم
اوس طرف متوجہ ہوا اور اسم اعظم پڑھ پڑھکر پھونکنے لگا آخر وہ گنبد بھی ٹکڑی ٹکڑی ہو ہو کر پہاڑ پر گر پڑا
اور بہت سے جادوگر واصل جہنم ہوئے مگر کملاق و شام احمر بچکر پہاڑ پر گر پڑے اور کسی طرف کو بھاگے اور حاتم
اسم اعظم پڑھتا ہوا انکے پیچھے پیچھے چلا آخر وہ دونون گھبراکے پہاڑ سے گرے اور پاش پاش ہو گئے حاتم بہت
شاد ہوا اور سجدۂ شکر بجالایا پھر سر تک سی کہنے لگا کہ مین نے تجھسے وعدہ کیا تھا کہ جب کملاق کو مارون گا
تجکو اوسکے ملک کا بادشاہ کرون گا اب ملک تجکو دیتا ہون اور اپنا وعدہ وفا کرتا ہون بشرطیکہ تو خدا کو
ایک جانے اور اوسی کی پرستش کرے اور کسی بندۂ خدا کو دکھ نہ دی عدل و انصاف مین رات دن مشغول رہی یہ کہکر پھر
اون سب جادوگرونی سے بھی کہا کہ تم سر تک کی سرداری قبول کرو اور ریاد الٰہی مین رہو اور آپ کو بندۂ خدا سمجھو
اور اگر ان باتون کی خلاف کروگے تو اپنی سزا کو پونہچوگے اور اب مین ملکہ زرین پوش کی پاس جاتا ہون تم سب
یہان آرام سی رہو مین اتفاق سی خوش و خرم رہو اونھون نے کہا کہ خوشی تو ہماری یہی ہی کہ ہم بھی آپ کی ساتھ
چلین لیکن حکم سی باہر نہین ہو سکتے غرض حاتم نے اونکو وہین چھوڑا اور آپ ملکہ زرین پوش کی مقام طرف
روانہ ہوا چند روز مین وہان جا پونہچا کیا دیکھتا ہی کہ نہ وہ تالاب ہی نہ وہ پانی ہی بلکہ وہ درخت ابھی طرح
ہرا بھرا کھڑا ہی مگر اوس تالاب کی جگہہ ایک شیش محل نہایت عالیشان جگمگا رہا ہی حاتم اوسکی دروازی پر
جاکر کھڑا ہوا کیا دیکھتا ہی کہ وہی نازنین سب کی سب اپنی اپنی جگہہ کھڑی ہین یہ اونکو دیکھکر خوش ہوا اور
وہ اوسکی پاس آکر پوچھنے لگین کہ تم کون ہو اور کہان سی آتے ہو اوسنے کہا کہ مین وہی شخص ہون جو تمھاری ساتھ اس
درخت پر لٹکتا تھا اب میری طرف سی ملکہ کی خدمت مین سلام شوق کہو اون مین سی ایک دوڑکر
شہزادی کی پاس گئی اور عرض کرنے لگی کہ ای شہزادی حاتم نام ایک جوان جو سحر مین آلودہ ہوا تھا

ہوکر اوس پہاڑ کو گھیر لیا حاتم بھی دو چار روز کے بعد کملاق کی حد مین جا پونچا فیقون نے عرض کی
قبلۂ عالم کوہ کملاق یہی ہی لیکن اوسکی گرد جو آگ شعلہ زن ہی شاید جادو کا سبب ہے حاتم ٹھہر گیا اور
اسم اعظم کو پڑھکر اوس پہاڑ کیطرف دم کیا آگ بالکل بجہ گئی یہ خبر کملاق جادوگر کو پونچی اوسنے پھر ایک جادو
ایسا کیا جسکے زور سی اوس پہاڑ کو گرد ایک دریای عظیم پیدا ہوا اور موج مارتا ہوا حاتم کیطرف بڑھا سبھون نے
التماس کیا کہ خداوند یہ دریا جادو کا ہی اب ہم اسمین بے اجل ڈوبے بچنے نظر نہین آتے حاتم نے کہا تم گھبراؤ خدا کو
یاد کرو یہ کہکر پھر اسم اعظم پڑھکر پھونکا وہ دریا ہوا ہو گیا اور زمین خشک نظر آئی جادوگر کو پتہ دریافت کیا
کہ کوئی سحر اس جوان پر کارگر نہین ہوتا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی اتنی مین کملاق نے ایک اور منتر پڑھا اوسکی پڑھتے ہی
دس پانچ پانچ من کے پتھر پڑنے لگے غرض اسقدر برسی کہ اوس پہاڑ کی گرد ایک اور پہاڑ ہو گیا اور وہ نظر آنے
سی رہ گیا اس حال کو ملاحظہ کرکے حاتم بیٹھا اور اسم اعظم پڑھنے لگا اوسکی برکت سی ایک ایسی ہوا چلی کہ
اون پتھرونکو اوڑا لے گئی کوہ کملاق نظر آنے لگا حاتم آگے بڑھا کملاق جادوگر نے پھر ایک ایسا افسون پڑھا
کہ وہ پہاڑ حاتم کے ہمراہیون کی نظرون سی غائب ہو گیا تب اونھون نے عرض کی خداوند اس پہاڑ کو کملاق نے
جادو کے سبب سے چھپایا ہی یہ سنکر حاتم وہین بیٹھ گیا اور اسم اعظم پڑھ پڑھکر پھونکنے لگا فضل الٰہی سے دو تین
روز کے بعد وہ پہاڑ پھر نظر آیا حاتم اوٹھ کھڑا ہوا اور ساتھیون سمیت اوسپر چڑھ گیا وہان کی جادوگرون
نے اوسکو دیکھتے ہی غل مچایا کہ یہ جوان صحیح وسلامت یہان آ پونچا تب کملاق شام اور جادو سمیت اوس آسمان پر
جو اوس پہاڑ سے تین ہزار گز بلند تھا چڑھ گیا اور اپنے لشکر کو بھی چڑھا لیا حاتم نے جو دیکھا کہ اب سامنا کرنے والا
کوئی نہ رہا بے خوف وخطر شہر مین داخل ہوا کیا دیکھتا ہی کہ ایک شہر بہت بڑا عالیشان اور اوسکی عمارت دیکھنے
اور ہر مکان پاکیزہ دکانین ستھری صاف وورستہ کشادہ اون مین ہر طرح کی جنس رکھی اور قسم قسم کے
جواہر جگمگا رہے ہین اور انواع اور اقسام کے میوے اور مٹھائیون سی خوانچے معمور قرینے سی جا بجا چنے ہوئے
پر آدمی کا کہین نام نہ تھا حاتم نے یہ تماشا دیکھکر اپنے لوگون سی کہا کہ یہان کے رہنے والے کیا ہوئے اونھون نے
کہا خداوند کملاق آپ کے ڈر سی اون بھونکو لیکر اوسی آسمان پر گیا ہی جو اوسنے بنایا ہی حاتم اسبات کو سنکر
ہنسا اور کہنے لگا کہ اب تم کیون بھوکے مرتے ہو خدا کی نعمتین وہی ہین انکو مزے سی چکھو اور سجدۂ شکر بجا لاؤ الٰہی مین

کرنے لگے تب حاتم نے پوچھا کہ ای یار و یہ کیا باعث ہی وہ بولا کہ خداوند ہمکو یون معلوم ہوتا ہی کہ شام احمر جادو
اس تالاب پر بھی جادو کر گیا ہی حاتم نے اوسپر بھی اسم اعظم پڑھکر پھونکا پہلے وہ جوش مین آیا پھر سرخ ہو کر سبز ہو
ہی نیلا ہو گیا ایک دم کے بعد صاف ہوا اور اپنی اصلی رنگت پر آگیا حاتم نے جانا کہ اب اس تالاب سے جادو کا اثر
جا چکا ہی تھوڑا سا پانی آپ پیا اور سبکو فرمایا کہ پانی پیو اور نہالو تا کہ سحر کی حرارت اسم اعظم کے سبب تمھاری بدن سے
جاتی رہی اونھون نے اوسکی کہنی پر عمل کیا اور اعتقاد لاکر کہنے لگی خداوند ہم تمھاری ساتھ ہو کر شام احمر اور کملاق سے
لڑینگے اسی قصد پر آگے بڑھے اور شام احمر جو وہان سے بھاگا تو کملاق ہی کی ڈیوڑھی پر کھڑا ہوا جو بدرون
نے جاکر عرض کی خداوند شام احمر جادو ننگے پاؤن نہایت پریشان حال در دولت پر کھڑا ہی کملاق نے اوسکو
اندر بلا کر گلے لگا لیا اور پوچھا کہ تجہیر کیا حادثہ پڑا ہی جو اس حال سے یہان آیا ہی اوسنے عرض کی کہ میرے
پہاڑ پر حاتم نام ایک جوان بڑا جادوگر کہین سے آیا ہی اوسنے مجھی ان حالونکو پونہچایا ہی کملاق یہ حال سنکر آگ بگولا
ہو گیا اور کہنے لگا کہ تو خاطر جمع رکھہ مین اوسکو ابھی جو مینکا کر کے تیرے حوالے کیے دیتا ہون

تصویر شام احمر جادو اور کملاق جادو کی کہ فن سحر مین اوسکا اوستاد تھا



غرض اوسکی تسلی کر کے ایک منتر پڑھا اور اپنے پہاڑ کیطرف پھونکا دو نہین ایک آگ نمودہوئی اور جلتے کیصورت

کملاق بڑا جادوگر ہی اور اوسکا زیر کرنا نہایت مشکل ہے حاتم نے کہا ای یارو ہمت نہ ہارو اگر کچھ تماشا دیکھنا
چاہتے ہو تو میری ساتھ چلو نہین تو یہین آرام کرو مین جاتون اور کملاق اور شام احمر جادو جانے اونھون نے
عرض کی کہ آپ نے ہمپر احسان کیا ہی یہ بات مروت سے بعید ہی جو ہم آپکو تنہا جانے دین بہتر یہی ہی کہ ہم بھی
ہمراہ رکاب چلین بالفرض اگر وہ غالب ہوا تو ہم بھی تمھاری ساتھ پھر آئین گے اور تم جہان جاؤگے ہم بھی ساتھ
چلین گے یہان ہمارا کیا کام ہی وہ ہمین کچھ نہ کہیگا پر چھوڑیگا غرض حاتم نے سب جادوگرون سمیت کوہ کملاق کا
رستہ لیا تھوڑی دور جاکر اونھون نے کہا حضرت سلامت احمر جادو یہان سے ایکدن مین ہم سبکو لیکر اوس
پہاڑ پر جا پہونچا تھا حاتم نے جواب دیا کہ سچ ہی وہ جادوگر تھا اپنے جادو کی زور سے اوس راہ دور و دراز کو اتنا
جلد طے کرتا تھا اونھون نے عرض کی خداوندا اگر آپ جادوگر نہین تو ایسے ساحر پر کیونکر غالب ہوگے کیونکہ وہ ایسا
جادوگر ہی کہ پہاڑ کو موم اور موم کو پتھر کر دیتا ہی اتنے مین سحر تک بولا کہ ای نادانون مین نے اپنی آنکھون سے اسکا
تماشا دیکھا ہی یہ بھی ایک وزمین وہان جا سکتا ہی اور کملاق اور احمر کو اپنی اطاعت مین لا سکتا ہی اگر چاہے
تو اونکو مار ڈالے تم نہین جانتے ہو اسکو تائید خدا ہی پھر حاتم نے کہا کہ ای عزیزو مین اسم اعظم جانتا ہون جہان وہ
اثر کرے وہان جادو کا کیا بس چلے دیکھو اس اسم کی ارشی وہ جلکر خاک ہو جائین گے پھر وہ سبکے سب حاتم کی ساتھ اوس
تالاب پر پونہچے کہ پہلی منزل تھی پر یہ معلوم نتھا کہ احمر جادو اسی راہ سے گذرا ہی اور اس تالاب پر بھی سحر پھیر گیا ہے
جو تماشا سبھون نے پانی پی لیا پیتے ہی اونکی ناقون سے خون کے فوارے چھوٹنے لگے حاتم دیکھکر حیران رہ گیا پر اونسے
جدا نہوتا تھا اس سے کہ بیچارے میری ساتھ آئے ہین اونکو اکیلا کیونکر چھوڑون اور اس پانی مین کیا بلا تھی کہ
جسکے پینے سے انکی یہ حالت ہوئی القصہ تمام رات گذر گئی حاتم پیاسا رہا مگر پانی کا قطرہ ایک بھی اوسنے نہ پیا
جب صبح ہوئی وہ سبکے سب شبنم کی طرح پگھل گئے حاتم اونکی حالت دیکھکر ہاتھ ملتا تھا اور روتا تھا لیکن
پھر سمجھا کہ شاید احمر جادو نے اس پانی پر بھی جادو کیا ہی آخر اونکی زندگی سے ناامید ہوا اور وہین خیال گذرا
کہ شاید اسم اعظم کی برکت سے وہ بیچارے اچھے ہو جائین اور اونکی جانین بچین یہ اندیشہ کر کے وہی اسم مبارک
پڑھکر اونپر پھونکا اونکی سوجن پہلی ہی مرتبہ مین اوتر گئی دوسری دفعہ پھر پڑھکر دم کیا تب اونکی ناقون سے
نیلا پانی جاری ہوا غرض تیسری بار اپنی حالت اصلی پر آگئے اور حاتم کو دعائین دے کر تعریفین

جو آپ کی خوشی ہو تو مین بھی غلامی مین حاضر رہون اور یہ درخت جو نظر آتی ہین شام احمر کے لشکر کے لوگ
ہین یقین ہے کہ یہ قیامت تک یون ہی ہین کہ وہ اونکو جادو سی درخت بنا گیا ہی اگر تم سی ہو سکی تو انکو
صورت اصلی پر لاکی اپنی ساتھ لیچلو اسبات کے سنتے ہی حاتم نے تھوڑا سا پانی پڑھکر سر تک کو دیا کہ اس پانیکو
اونپر بسم اللہ کرکے چھڑک دی اور قدرت الٰہی کا تماشا دیکھہ لی غرض وہ اوس پانی کو لیکر گیا اور اون درختونپر
چھڑکنی لگا خدا کی فضل سی اور اوس اسم اعظم کی برکت سی وہ سبکی سب اپنی اصلی صورت پر آگئی اور سر تک سی
پوچھنی لگی کہ ای سر تک شام احمر جادوگر کہان ہی اوسنے کہا کہ وہ تم سبکو اپنی جادو سی درخت بناکر کملاق کو پاس
بھاگ گیا اب حاتم نے تمھین اسم اعظم پڑھکر پھر آدمی کیا ہی تم اپنا احوال بیان کرو کیونکر تھی اونھون نے
کہا کہ ہم یہین پر کھڑی تھی طاقت چلنی پھرنی بولنی کی نر کھتی تھے اور بند بند درد کرتا تھا اب اس
جوانمرد کی توجہ سے اچھی ہوئے اور نجات پائی حق تو یہ ہی کہ یہ عجیب جوانمرد خدا ترس اور صاحب اقبال و زور آور
ہی جو شام احمر جادو پر غالب آیا یہ گفتگو آپس مین کر کے متفق ہوکر حاتم کی پاس آئی اور پاؤنپر گرکے
کہنے لگے کہ ای حاتم آگی ہم شام احمر کی بندون مین تھی آج سی تیری غلامون مین داخل ہوئی کہ تو نی ہمپر بڑا
احسان کیا خدا تجکو اوسکی جزای خیر دی یہ بات سنکر حاتم نی پھر اونپر اسم اعظم پڑھکر پھونکا کہ اون مین
جادو کا اثر جسقدر باقی تھا وہ بھی جاتا رہا جیسے تھے ویسی ہی ہوگئی اور حاتم سی کہنی لگی کہ ای خداوند اب کہان جانی کا
ارادہ رکھتی ہو حاتم نی کہا کہ ای یارو مجھی شام احمر جادوگر سی کچھ کام ہی جبتک وہ میری ہاتھ نہین آتا مین کچھ
کام نکرون گا چنانچہ اوسکی بیٹی سی بیاہ کیا چاہتا ہون اگر اوسنی خوشی بخوشی بیاہ دی تو بہتر نہین تو
جیتا نچھوڑون گا اونھون نی کہا کہ اوسکی بیٹی ہتی کہان ہی کبھی ہی جو ایسی فریفتہ ہوگئی حاتم نی تمام ماجرا عشق کا
اول سی آخر تک بیان کرکی کہا کہ مین صرف اوسی کی آرزو اور اوسی کی ملنی کی جستجو مین رنج و محنت کھینچتا ہوا
یہانتک آپونچا ہون اور شام احمر نی جو مجھپر ظلم کیا کیا کہون نہ زبان کو قدرت کہ تقریر کری نہ قلم کو طاقت
جو تحریر کری احسان ہی خدا کا کہ جسنی مجھسے ضعیف کو ایسی زبردست پر فتحیاب کیا اگرچہ وہ یہان سے بھاگا
اور اپنی استاد پاس گیا ہی لیکن اوس سی کیا ہو سکتا ہی انشاء اللہ تعالیٰ اب مین اوسکو اوسکی استاد سمیت
مارون گا اور نام و نشان اون دونونکا اس صفحۂ عالم سی مٹادون گا اونھون نی عرض کی کہ خداوند

یہ جو نظر آتا ہی جادو ہی ای حاتم خبردار ہو اوسنی اسم اعظم پڑھکر آسمان کی طرف پھونکا وہ سب آفتین اوسکے
لشکر پر پڑین یہ کیفیت دیکھکر احمر جادوگر حیران ہوا اور کہنے لگا کہ حاتم بھی بڑا ہی جادوگر ہی کہ جسکی جادو
نے ہماری بھی سحر کو رد کیا ہی اب کیا کیجی آتی ہین ایک سحر اوسی پھر یاد آیا پڑھنی لگا کہ ایک پہاڑ زمین سی بلند ہوا
جب حاتم کی سر تک پونچا سر تک پکارا کہ ای حاتم ہوشیار ہو کہ دوسرا سحر ہی حاتم نے پھر اسم اعظم پڑھکر دم کیا وہ پہاڑ
سنگریزی ہوکی اونھین کے سر پر گرپڑا چار ہزار جادوگر واصل جہنم ہوئی اور ایک بڑا سا پتھر شام احمر کے
سر پر آیا وہ اپنی جادو کی زور سی بچ گیا اور وہ پتھر کسی جنگل مین جاکر گر پڑا پھر حاتم اسم اعظم پڑھتا ہوا آگے
بڑھا شام احمر نے جو دیکھا کہ حاتم نے خطر چلا آتا ہی اور نزدیک ہی کہ مجہ تک آپونچی پھر ایک افسون پڑھکر
پھونکا چارون طرف سی چار باز دھی پیدا ہوئی لیکن اوسی کی لشکر پر جاکر گر پڑی اور نگل گئی مگر تین شخص
باقی رہے شام احمر نے پھر منتر پڑھکر پھونکا اژدہون نے نگلے ہوؤن کو اوگل دیا اور آپ پھری یہ حالت دیکھکر
تین ہزار جادوگر جان کی خوف سی بھاگی احمر جادو نے ہر چند پکار پکار کر کہا کہ نجاؤ اور دلاسی دی مگر کسی نے
نہ سنا جب شام احمر نے دیکھا کہ کوئی جادوگر نہین پھرتا ایک جادو ایسا پڑھا کہ وہ سب میدان مین درخت
ہوگئی اور آپ اکیلا حاتم کی روبرو آکی سحر پڑھ پڑھکی پھونکنے لگا جب دیکھا کہ کوئی منتر حاتم پر اثر نہین کرتا
ایک منتر پڑھکر آسمان کیطرف ہوا ہوگیا حاتم نے جو دیکھا کہ شام احمر جادو کی پر نکالکر اوڑا اور نظرون سی
غائب ہوگیا متفکر ہوا کہ اب کیا کیجی سر تک بولا کہ اب وہ اپنی استاد کملاق جادو کے پاس گیا ہی اور وہ ایسا
جادوگر ہی کہ جسنی ایک آسمان چاند سورج ستارون سمیت بنایا ہی اور ایک پہاڑ کی نیچی شہر عظیم بسایا ہی کہ چالیس ہزار
جادوگر اوسمین رہتی ہین اور وہ کہا کرتا ہی کہ مین نے تمکو پیدا کیا ہی خاک پڑی اوسکی منہ مین خدائی کا دعوی
کرتا ہی اور ہم برس مین ایکبار اوسکی خدمت مین جاتی ہین وہ کافر سخت ساحر ہی اور اوسکا مکان یہانسے
تین سو کوس پر ہی حاتم نے کہا توبہ کر خداوند احد ہی اوسکا کوئی شریک نہین اوسنی ہر شئی کو پیدا کیا ہے
اور وہ کسی سی پیدا نہین ہوا بیت نہ گوہر مین وہ ہی نہ ہی سنگ مین ہی ولیکن چمکتا ہی ہر رنگ مین
سر تک نے یہ کلمہ سنکر کہا آمنا صدقنا مین نے اسم اعظم کی برکت دیکھی اب اعتقاد جادوگر ونسی بالکل
اوٹھہ گیا حاتم نے اوسکی تسلی کی اور کہا کہ مین اب کوہ کملاق پر جایا چاہتا ہون سر تک نے عرض کی

کچھ مشکل نہین اگر آپ سی دیتا ہی تو تیری جان بچتی ہی نہین تو یہانتک غوطہ اس چشمی مین دونگا کہ تیرا جی نکلجائیگا
حاتم بولا کہ ای ملعون بس زیادہ نہ بک چل دور ہو میری سامنے سے یہ مہرہ میرا مال ہی تو زبردستی کیونکر لیسکیگا لیکن
جو تو نے میری ساتھ بھلائی کی ہی البتہ یہ ملک تجھی کو دونگا سو بھی اس شرط پر کہ تو نیکی پر کمر باندھی اور خدا کو
ایک جانے جادو کرنا چھوڑدی اسباتکو سنکر غصے ہوکر افسون پڑھنے لگا اور حاتم نے اسم اعظم پڑہنا شروع کیا غرض
ہر چند اوسنی منتر پڑھ پڑھکر پھونکا مگر کچھ اثر نہوا بلکہ اسم اعظم کی برکت سی وہ آپ ہی آپ کانپ کانپ کر
حاتم کی آگی سی بھاگ کر اپنے رفیقون مین آیا اور جان کی دہشت سی چپکا مرگیا جب اوسکا اطلاع نہوا اور حاتم اوسی
چشمے پر بیٹھا اسم اعظم پڑھا کیا اتنی مین فجر ہوگئی سب چوکیدار جاگے ستون کو خالی دیکھا حاتم کو نپایا
ڈری کہ اب شام احمر ہمکو جیتا نچھوڑیگا ناچار سر پر خاک ڈالتی ہوئی آپ ہی اوسکی آگی آئی اور کہنے لگے کہ
خداوند حاتم غائب ہوگیا وہ اس خبر وحشت اثر کی سنتے ہی غضب ہوا اور اپنی علم نجوم سی دریافت کرکے
کہنے لگا کہ حاتم اوسی تالاب پر بیٹھا ہی اور رستم کو چوکیدار نی مہرہ کی لالچ سے اوسکو وہان پونہچادیا ہے
بس اب تم مین سی کوئی جائی اور رستم کو میری سامنے لائی مین اوسی جیتا نچھوڑونگا وہ اوسکی حکم کی موافق رستم کو
پکڑنے گئی وہ اپنی عیاری سی اسباتکو دریافت کرکے بھاگا اور حاتم کی پاس جاکر کہنے لگا کہ ای حاتم تیری سبب سے
میری جان جاتی ہی باوجود اسکی کہ مین نے تجسے بدی نہین کی بلکہ نیکی کی ہی کہ قید شدید سی چھوڑایا ایک لوتا
مہرہ ہاتہ نہ لگا دوسری جان کا خطرہ ہوا حاتم اوسکے احسان پر نظر کرکی شرمندہ ہوا اور خاطرداری کرکے
کہنے لگا کہ تو خاطر جمع رکھہ کچھ اندیشہ نہین جب شام احمر نے دیکھا کہ رستم بھاگ گیا منتر پڑھنے لگا اتنی مین رستم کو
ایک شعلہ آگ کا دکھائی دیا چلایا اور پکارا کہ ای حاتم مجکو بچادے نہین جلکر خاک ہوجاونگا اوسی اسم اعظم پڑھکر
اوسپر دم کیا شعلہ بجہ گیا پھر اوس سی کہا کہ تو میری پیچھے آکر کھڑا ہو رہ کچھ فکر نکر رستم نے کہا ای حاتم اب مین
تیرا ہوا مجکو شام احمر کی جادو سی بچا حاتم نے فرمایا کہ تو خاطر جمع رکھہ اوسکی کیا قدرت ہی جو تیرا کچھ کرسکے یہ کہکر حاتم
اوٹھہ کھڑا ہوا اور اسم اعظم پڑھتا ہوا شام احمر کیطرف چلا اور رستم بھی اوسکی ساتھ ہولیا جب احمر جادو نے
اپنی علم سی دریافت کیا کہ حاتم اور رستم ادھر چلے آتے ہین اپنا تمام لشکر ساتھ لیکر شہر سی باہر نکلا اور سحر پڑھنے لگا
کہ یکایک گھٹا اوٹھی اور بجلی چمکنے لگی بادل گرجنے لگے یہ حالت دیکھکر رستم بید کی طرح لرزنے لگا اور کہا کہ

پتھر برسائی کہ اوس پہاڑ سے دونا ہو گیا پھر پتھرونکو سر کا کر جو دیکھا تو اوسی کہ پہ ضرر نہ پونہچا تھا غرض سات روز
اسی طرح گذر گئے تب احمر جادو نی ناچار ہو کر اونسی کہا کہ تم ہر روز اسیطرح پتھر مارا کرو اور آپ محل مین جاکر
منتر پڑھنے مین مشغول ہوا جب حاتم بھوکہ پیاس سے عاجز ہو کر مرنی لگا تب اون چوکیدارون سی کہا کہ اے
یارو تمنی اس مہرہ کا خواص دیکھا یہ ایسا ہی کہ جسکے باعث سی نہ مین آگ مین جلا نہ پتھرونسی موا اب جو کوئی
مجکو بہانسے اوس تالاب پر لیجای گا یہ مہرہ مین اوسی کو دونگا اونھون نی کہا کہ ہمین تیرا مہرہ ہرگز درکار نہین
مگر ایک لالچ نی کن انکھیون سی اشارہ کیا کہ مین تجکو اوس تالاب پر لیجاؤن گا ذرا رات ہونی دی حاتم نے
بھی اشارہ سی کہا کہ یہ مہرہ تجھی کو دون گا جب آدھی رات ہو گئی سبکی سب سو گئی مگر ایک وہی چوکیدار اوس
مہرہ کی لالچ سی جاگتا تھا ایکدم کی بعد چپکے سے اوٹھکر حاتم کی پاس آیا اور کہنی لگا اگر کہے تو مین تجھے
اوس چشمی پر لیچلون حاتم نی کہا کہ مجکو ہلنی کی تاب و طاقت نہین چلنا تو ایک طرف ان پتھرون سی کیونکر
نکلون اوسنی کہا کہ مین اپنی جادو کی زور سی نکال لیتا ہون اندیشہ نکر یہ کہکر افسون پڑھنی لگا اتنی مین
ایک کالا دیو پیدا ہوا وہی اون دونونکو اوس تالاب پر پونہچا کر غائب ہو گیا حاتم نی پہلے کپڑی دھوئے
پھر نہاکر بدن پاک کیا اور تھوڑا سا پانی پیکر چشمی سی باہر نکلا کپڑی پہنی تب جادوگر نی کہا ای حاتم مین نے
تجکو اوس مہرہ کی لالچ سی اون پتھرون سی نکالا اور اوس تالاب پر بخوبی پونہچا دیا اب تجکو بھی لازم ہے
کہ اپنا وعدہ وفا کری اور مہرہ مجھی دی حاتم نی کہا ای عزیز تو نی میری ساتھ نیکی کی مین بھی سلوک کرون گا
چنانچہ جسوقت شام احمر کو مارون گا یہانکی بادشاہت تجھی کو دون گا اوسنی کہا کہ ای حاتم مہرہ کی سوا
کوئی چیز جہان کی مجھی درکار نہین اگر دیتا ہی تو وہی دی حاتم نی کہا یہ مہرہ میری ایک دوست کی نشانی ہے
تجھے کسطرح سے دون اور تو جو یہ مہرہ مانگتا ہی کس کام کی لیی اور کسکے واسطے اوسنی کہا کہ مین اپنی لیی چاہتا ہون
حاتم نی کہا آفرین بیوقوف اگر تو خدا کی واسطی مانگتا تو مین ابھی تیری حوالی کر دیتا اوسنی کہا کہ میرا خدا جادو کہلاتا
شام احمر کا استاد ہی تیری خدا کی واسطی کیون مانگون حاتم نی کہا کہ ای کافر تو بندۂ خدا کو خدا کہتا ہی چل دور ہو میرے
سامنی سی معلوم ہوا کہ تو خدا کو نہین پہچانتا اب مجکو یقین ہوا کہ تو کٹا کافر ہی خیر کیا کرون ناچار ہون
کہ تو نی مجپر احسان کیا ہی اور نیکی کا بدلہ بدی نہین نہین تو اپنی کہنی کی سزا پاتا وہ بولا کہ مجکو تجسی مہرہ لینا

مدد کو واسطے حق تعالی کی طرف سی معین ہوئی ہین وہ سم اعظم نہین بھولنی کا اور مجکو اتنی قدرت نہین جو اوسکی
دلسی بھلا دون مگر اتنا ہوسکتا ہی کہ وہ غافل سوجاوی اور محتلم ہو یہ بات سنتی ہی احمر جادو بہت خوش ہوا
اور اوسکے پاونپر گر پڑا شیطان دلاسا دی کر غائب ہوگیا اور حاتم کو غفلت مین ڈالکر محتلم کر دیا وہ گھبراکر
چونک پڑا اور آپکو ناپاک دیکھکر غسل کا قصد کیا جادوگر گھات مین لگ ہی رہا تھا قابو پاکر منتر پڑہی لگا
پھر دیو سیاہ زمین سی پیدا ہوا اور حاتم کیطرف دوڑا حاتم کو احتلام کا وسوسہ تھا ڈرا کہ اس سے کیونکر
لڑون یقین ہی کہ اب مارا جاؤن اتنی مین دیو آپہونچا اور اوسکو پکڑکر شام احمر جادو کی پاس لیگیا وہ اوسکو دیکھکر
بولا کہ اسکو مارنا صلاح نہین کیونکہ وہ مہرہ ضائع ہوگا جبتک یہ اپنی خوشی سی ہندی طوق و زنجیر پہناکر
دو بھاری ستونون مین کس دو پر اسکا سر اور مُنہ کھلا رہی چنانچہ اوسکی فرمانبردارون نے وہی کیا حاتم آپکو
گرفتار دیکھکر خدا کی درگاہ مین گریہ و زاری کرنی لگا کہ الٰہی تیری سوا اسوقت کوئی مددگار نہین آو شام احمر جادو
نی اپنی جادوگرونسی کہا کہ تم سب اسکی گرد بیٹھو اور چوکی دو وہ اوسکا کہنا بجالائی غرض سات دن یونہین
گذر گئی حاتم بھوک پیاس سی نہایت بیقرار ہوا اتنی مین احمر جادو آیا اور کہنی لگا کہ ای حاتم کیا احوال ہے اوسنے
جواب نہ دیا تب جادوگر نی کہا کہ اگر مہرہ مجھدی تو مین تجھے چھوڑ دون حاتم بولا کہ تو اپنی بیٹی میری ساتھ بیاہ دے
تو ابھی دیتا ہون اس بات کو سنکر وہ نہایت غضبناک ہوا اور اپنی مسند سی اوٹھکر جادوگرونکو ارشاد کیا
کہ تم اسکے سر پر پتھرون کا منہ برساؤ تاکہ اسکا سر پاش پاش ہوجاوی جادوگر پتھر ہاتھون مین لیکر
حاتم کی پاس آئی اور کہنی لگی کہ اپنی جان پر رحم کر اور مہرہ دیڈال نہین تو تیری سر کو پتھر و نسی پھوڑ ڈالینگے
کہ بھیجا نکل پڑیگا حاتم نی جواب دیا کہ انشاء اللہ تعالی مین تمھاری سردار کو مارونگا اور اوسکی بیٹی کو اپنی
خدمت مین لونگا یہ بات سنکر وہ جادوگر غصہ ہوئی اور پتھرون کا منہ برسانی لگے اور یہانتک برسایا کہ
حاتم اون پتھرون مین چھپ گیا اور وہان ایک پہاڑ سا ہوگیا تب جادوگرون نی اپنی سردار سی جاکر کہا کہ
حاتم مرگیا اوسنی کہا غلط کہتے ہو وہ ابتک جیتا ہی اونھون نی عرض کی کہ اگر آہنی تن ہوتا تو بھی خاک
سیاہ ہوجاتا یہ تو آدمی تھا کیونکر بچا احمر جادو نی کہا کہ اگر تمکو باور نہین تو پتھرونکو سرکا کر دیکھو لیکہ اب
بھی نہین یونہی جادوگرون نے پتھرونکو سرکا کر جو دیکھا تو اوسکو سلامت پایا جھنجھلاکر پھر یہانتک

بتایا ہی حاتم نے کہا کہ وہ مہرہ دوست سی زیادہ عزیز نہین چاہتا تھا کہ نکالکر اوسکے حوالی کری کہ ایک پیر مرد نے داہنی طرف سی ڈانٹا کہ ای نادان کیا کرتا ہی مہرہ دی گا تو نہایت پشیمان ہوگا بلکہ جان بھی جاتی رہی گی یہ بات سنکر حاتم نے کہا کہ ای بزرگ تو کون ہی جو کار خیر سی باز رکھتا ہی مہرہ میری کس کام آئی گا جو محبوبہ کو ندون مثل مشہور ہی وہی پھول جو مہیسر چڑھی اوسنی کہا کہ مین وہی پیر مرد ہون کہ جسنی تجھی اسم اعظم سکھایا تھا حاتم اوٹھکر اونکی پاؤن پر گر پڑا اور کہنی لگا کہ یا حضرت مین جس نازنین کو چاہتا تھا آپکی توجہ سی پاتا لگی حضرت نے فرمایا کہ ای نادان یہ کیا کہتا ہی ہرگز اسبات کا خیال اپنے دل مین نہ لا یہ ملکہ زرین پوش نہین نادان نہ یہ جادو کی تصویر ہی پہلی ہی کو شام احمر جادو نے تیری پاس ملکہ کی شکل بناکر بھیجا تھا اور اسی کی ماتہ سی جادو کی شراب کا پیالہ پلوا کر تجھی چاہ آتشین مین ڈلوایا تھا اس مہری کی بدولت تو جیتا بچا اور یہ صورتین جو تیری پاس آئین ہین صرف جادو کی ہین اسم اعظم پڑھ اگر ملکہ زرین پوش ہی تو بیٹھی رہی گی اور اگر جادو کی تصویر ہی تو جل جاوی گی حاتم نے اونکے قدم چوم لیے اور تالاب سی مُنہ ہاتہ دھوکر کلی کرکی جو ہین اسم اعظم پڑھنا شروع کیا ہی ہین اوس جماعت کا رنگ متغیر ہونی لگا اور بدن تھر تھرانی لگا اور ملکہ کی تصویر بھی کانپنی لگی آخر ہر ایک کی سر پر ایک شعلہ پیدا ہوا کہ وہ شمع کی طرح جلنی لگین ایکدم کے بعد سبکی سب جلکر راکھ ہوگئین حاتم افسوس کرنے لگا کہ یہ تصویر ہی مجکو غنیمت تھی اوسکی جگہہ مین اوسکو دیکھکر اپنے دل بیقرار کو تسکین دیتا تھا اب کس طرحسے صبر کرون گا اور کیونکر جی کو تھانبون گا ناچار کی سوا کچہ چارہ نہین آخر بے اختیار ہوکر رونی لگا اتنی مین یہ خبر شام احمر جادو کو پونہچی کہ وہ سب صورتین جادو کی جلکر خاک ہوگئین یہ بات کی سنتے ہی اپنی جادو کی زور سی شیطان کو بلوایا اور نہایت تعظیم اور تکریم کرکی اپنی پاس بٹھایا اور کہا کہ مین حاتم کی ماتہ سی نہایت عاجز ہون کچہ بن نہین پڑتی کیا کرون ابلیس نے کہا کہ ای شام احمر ابھی اوسکی عمر بہت باقی ہی وہ کب کسی کی ماتہ سی مارا جاتا ہی اور کب کسیکا فریب کھاتا ہی بہتر یہ ہی کہ تو اپنی بیٹی اوس سی بیاہ دی وہ بولا کہ جبتک مین جیتا ہون یہ کام ہرگز نکرون گا ابلیس نے کہا کہ اگر یہی بات تیری دل مین تھی تو مجھی کیون تکلیف دی وہ بولا کہ اوسنی بہت سی ہماری صورتین جلاکر خاک کردین ہین اسبات کا امیدوار ہون کہ تو اپنی دستگیری سی اسم اعظم کو اوسکے دل سی بھلادی اوسنی کہا کہ مین اس جگہہ کچہ کر نہین سکتا کیونکہ حضرت خواجہ اوسکی حفاظت اور

سیر کو بلوایا ہی مین تجھے دیکھکر نہایت خوش ہوئی یہ بات کہکر اوسکے پہلو مین بیٹھی اور شراب کی صراحی سے
پیالہ بھر کر اوسکے ہاتہ مین دیا حاتم نے اوس سے ذکر دلمین کہا کہ معشوق کی صحبت غنیمت ہی ہاتہ سے ندیا چاہیے
آخر منہ سے لگالیا وہ مجبوبہ مین سیاہ دیو ہوکر حاتم کو باندھکر شام احمر جادو کی پاس لے گئی اوسنے اوسکو دیکھتے ہی
سر نیچا کر لیا اور دلمین کہا کہ ایسے جوانکو مارنا محض نادانی ہی لیکن یہ دشمن ہے اسی کچہ سزا دیا چاہیے نوکرونکو
فرمایا کہ اسکو چاہ آتشین مین ڈالدو اوسکی چاکرون نے حاتم کو اوسی وقت کنوی مین ڈالدیا اور ہزار من کی
ایک سل اوسی کی لال کر کے منہ پر ڈھانک دی غرض حاتم غلطان اور پیچان چلا جاتا تھا لیکن وہ مہر خرسکی
بیٹی کا جو اوسکے منہ مین تھا کنوی مین سل سمیت دم بدم سرد ہوتا جاتا تھا القصہ شام احمر کو لوگون نے
خبر کی کہ چاہ آتشین مین جلکر خاک سیاہ ہوگیا تب اوسنے نجوم کی کتاب دیکھکر معلوم کیا کہ یہ جھوٹ کہتے ہین
حاتم ایک مہری کی سبب سے صحیح و سلامت ہے اوسکو آنچ بھی نہین لگتی پھر سوچنے لگا کہ وہ مہرہ کسی طرح اوس سے
لیا چاہیے جبتک وہ اوسکے پاس ہے اوسے کوئی آفت نہ پونہچیگی مگر مشکل یہ ہی کہ وہ بزور ہاتہ نہین لگ سکتا مگر
وہ آپ سے دی تو ہاتہ لگے یہ اندیشہ کر کے فرمانبردارون سے کہا کہ جلد اوسے کنوی سے نکالکر اوسی چشمے پر لیجاؤ وہ حکم کے
موافق اوسکو وہین پونہچا آئے حاتم نے آتے ہی غسل کیا اور اوسی چشمے کی کنارے بیٹھکر سجدۂ شکر بجالایا اور
شام احمر جادو نے منتر پڑھنا شروع کیا ایک ساعت مین وہی صورتین ملکہ زرین پوش کی صورت سمیت
حاتم کے سامنے آئین اوس ملکۂ زرین پوش کی شکل نے قدم آگے بڑھاکر حاتم سے کہا کہ ای یار غمگسار اب مین تیری پاس
نہ بیٹھونگی دور ہی سے دیدار دیکھونگی کیونکہ اوس روز جو مین تیری پاس بیٹھی تھی میرے باپ نے سیاہ دیو کو
بھیجکر پکڑوا منگوایا تھا خدا نے تجھے اوس بلا سے نجات دی مبادا مین تیری پاس بیٹھون اور بابا جان سنین
تو پھر تجسی ویسا ہی سلوک کرین حاتم نے اوسکا ہاتہ پکڑکر اپنے پاس بٹھالیا تب وہ نازنین ناز زیادہ سے کہنے لگی ای
حاتم تو مجھے سچ مچ چاہتا ہی اوسنے کہا کہ جان و دل سے بھی زیادہ عزیز رکھتا ہون وہ بولی کہ ایک چیز مین
تجسے مانگون اگر دی تو جانون کہ عاشق صادق ہی اوسنے کہا کہ وہ کون سی چیز ہی مین تو مفلس ہون زر و
جواہر کچہ اپنے پاس نہین رکھتا یہ سنکر وہ کہنے لگی کہ مین ورخرس کی بیٹی کا مہرہ چاہتی ہون زر و جواہر کی
خواہش نہین رکھتی حاتم نے کہا کہ تو نے کیونکر جانا کہ وہ مہرہ میری پاس ہے وہ بولی کہ باپ نے نجوم کر روسے

خواجہ خضرؑ نے کہا کہ جبتک اسکا باپ نہ مارا جائیگا اس گل خوبی کو کوئی نہ پائیگا کیونکہ وہ جادوگر ہی اوسنے
اسکو جادو مین گرفتار کر رکھا ہی اور اوسکا یہی طور ہی اب جو کچھ مین کہون تو اوسکو بجا لاؤ اوسنے عرض کی
مین آپکی حکم سے باہر نہون گا یہ سنکر اونھون نے فرمایا کہ مین تجھے اسم اعظم سکھا دیتا ہون چاہیے کہ تو احتیاط سے رہے
اور ناپاکی سے آپکو بچائی جھوٹ نہ بولی ہر روز نہایا کری تمام دن روزی سے رہی اوسنے یہ سب باتین قبول کین تب اونھون نے
اسم اعظم سکھا کر کہا کہ اب اوس پہاڑ کی طرف جا کچھ اندیشہ جی مین نہ لاؤ وہ بولا کہ مین کوہ احمر پر کیونکر جاؤن خواجہ
خضر نے کہا کہ تو میرا عصا پکڑ اور اپنی آنکھین بند کر اوسنے اونھین کے کہنے کے موافق کیا ایکدم مین اوسکا پاؤن
زمین پر جا لگا آنکھین کھولکر جو دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ پڑی مگر ایک پہاڑ عظیم الشان اور اوسپر لالہ زار موسم
پھولا ہوا دکھائی دیا نہایت خوش ہوا اور اوسپر چڑھنے لگا قدم کے رکھتے ہی وہان کے پتھرون نے اوسکے
پاؤن ایسے پکڑے کہ اوٹھانا محال ہوگیا جب نہایت عاجز ہوا دل مین کہنے لگا کہ اب اسم اعظم پڑھا چاہیے
پڑھتے ہی اوسکے پاؤن پتھر سے چھٹ گئے تب اوسنے معلوم کیا کہ کوہ احمر یہی ہے پھر تو اسم اعظم کو پڑھتا ہوا چڑھ گیا
اتنے مین ایک میدان پر فضا نظر آیا آگے بڑھا پانی کا ایک چشمہ نہایت شفاف اور صاف دکھائی دیا اوسکے
گرد بہت سے درخت میوہ دار کہ کبھی دیکھنے مین نہ آئے تھے نظر پڑے حاتم نے کپڑے اوتار کر اوسمین غسل کیا پھر لباس
پاکیزہ پہن کر اسم اعظم پڑھنے لگا اوسکی برکت سے تمام جانور جادو کے کیا درندے کیا گزندے بھاگ گئے یہ خبر شاہ احمر
پونہچی کہ سب جانور بھاگے ہوئے چلے آتے ہین اوسنے نجوم کی کتاب دیکھی معلوم کیا کہ ایکدن حاتم طائی اس پہاڑ پر آئے گا
اور تمام جادو ہمارا باطل کریگا وہی ہی جو وہان چشمے پر بیٹھا ہوا اسم اعظم پڑھتا ہی اور کوئی سحر اس اسم
پڑھنے والے کو اثر نہین کرتا کیا تدبیر کیجیے کہ وہ اسم بھول جائے یہ سوچکر ایک منتر پڑھا اور چارونطرف پھونکا
کہ ایک غٹ کا غٹ پریون کا نمود ہوا اون مین ایک پری ملکہ زرین پوش کی صورت تھی صراحی اور پیالہ
ہاتھ مین لیے ہوئے دکھائی دی شاہ احمر جادو نے کہا کہ تم جاؤ حاتم کو شراب کا پیالہ پلا کر تمام کرو وہ صورت
سب پریون سمیت اوس چشمے پر جا پونہچی حاتم دیکھکر حیران ہوا کہ یہ سب تو اوس درخت پر لٹکتی تھین یہان
کیونکر آئین پھر دل مین سوچا کہ اوسکے باپ کا مکان ہی آنکلی ہون اتنے مین ملکہ زرین پوش کی صورت
حاتم کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ ای حاتم تو نے رنج و تعب بہت سے کھینچے ہین آج میرے باپ نے مجھے اس باغکی

اور میوے رنگ رنگ کے اوسپر چن دیے شہزادی نے حاتم کو اپنے پاس بٹھالیا اور ستھری ستھری کھانے اوسکے آگے رکھدیے اور
نہایت مہربانی اور دلجوئی سے کہا کہ ایجوان کچھ کھانا کھا پانی پی حاتم کھانا کھانے لگا پانی پینے لگا مگر بیخبر
تھا کہ مین کون ہون اور کسواسطے آیا ہون اور کہان جاؤن گا جب کھانے سے فارغ ہوا پھر ناچ راگ
ہونے لگا اور رات بھر یہی عالم رہا جب صبح ہوئی سب سر حاتم کے سمیت اوس درخت کی ڈالیون پر بھی
اوسی صورت سے جا لٹکے اور اونکی دھڑ تالاب مین غرق ہوگئی اسی طرح سے کئی روز گذرے ایکدن حضرت خواجہ خضر
پھر اوسکی مدد کو پونہچے اور اوسکے سر کو اپنے عصا سے اوتارا اور دھڑ کو تالاب سے نکالا پھر یہانتک اسم اعظم
پڑھا کہ اوسکے تن بیجان مین جان آئی اور جادو دور ہوگیا اوسنے آنکھیں کھولکر دیکھا کہ وہی مرد بزرگ ہاتھ مین عصا
لیے سرہانے کھڑا ہے اوٹھ کھڑا ہوا اور اونکے پاؤن پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ حضرت سلامت تم اس حالت مین مجکو
گرفتار دیکھتے ہو اور کچھ غور نہین کرتے اونھون نے کہا ایجوان تو ابتک کہان تھا وہ بولا کہ مین اوس درخت پر
اوسکے سر و چمن ناز کی تماشے مین مشغول تھا خواجہ خضر علیہ السلام نے پوچھا کہ ابھی اوس نازنین کی آرزو تیرے دل مین ہے
اوسنے کہا برای خدا اتنی دستگیری کرو کہ مین اپنی مراد کو پونہچون نہین تو اسی بلا مین گرفتار رہونگا بلکہ مرجاؤن گا

تصویر اوس درخت جادو کی کہ جسکی ڈالیونسے سر پونکے سر لٹکتے تھے اور آنا خضرؑ کا اور التجا کرنا حاتم کا



اسبات کو سنکر وہ غضبناک ہوا اور اس لڑکی کو اوس روز سے اس طلسم کے دریا مین ڈال دیا ہی اور یہ تالاب درخت
جادو کا ہی اور یہ سر جو سبکے سر سے اوپر لٹکتا ہی اوسکی لڑکی کا ہی اسی کا نام ملکۂ زرین پوش ہی اور کوہ جادو یہانسے
تین سو کوس پر ہی یہ جادو کی زور سے ایک ہی دن مین وہان جاسکتی ہی اور شام احمر جادو جبتک جیتا رہی گا
تب تک اوسکو نہ بیاہی گا اور یہ اسی حالت مین گرفتار رہی گی کسی کی ہاتہ نہ لگی گی یہ سنکر حاتم نے کہا کہ معلوم
ہوا میری قسمت مین اسی جگہ مرنا لکھا ہی جو خدا نے مجکو یہان پونہچایا اور شام احمر جادو کی جادو مین
پھنسایا حضرت خواجہ خضر نے کہا کہ جو تو اوسکی بیٹی کی چاہ رکھتا ہی تو آپ سی آپکو بلا مین ڈالتا ہے
اس سے بہتر یہی ہی کہ اسکا خیال چھوڑ دی حاتم نے کہا کہ مین اپنی جان سی ہاتہ دھو چکا ہون جو ہونی ہو سو ہو
جبتک یہ راز مین میری ہاتہ نہ لگی گی مین اسبات سی باز نہ آؤنگا خواجہ خضر نے کہا کہ آخر ایجوان تیری کیا آرزو ہے
اوسنے کہا کہ پیر و مرشد میرا مطلب یہ ہے کہ اس درخت پر چڑھون اور اوسکی برابر پہونچکر ہمکلام ہون حضرت نے
فرمایا کہ اے عزیز دیدہ و دانستہ آپکو بلا مین ڈالنے سی کیا فائدہ بار آحاتم نے عرض کی کہ مجکو اسمین نفع ہی
ایکدم اوسنے جدا نہون اور جو روز ازل سی میری قسمت مین یہ مصیبت و پریشانی لکھنے والے نے لکھدی ہی تو سیکھہ
کہانسے پاؤن گا اسبات کو سنکر حضرت خواجہ خضر نے اپنا عصا اوس درخت پر مارا اور اسم اعظم پڑھکر فرمایا کہ
لے اب اس درخت پر چڑھ جا یہ کہکر آپ اوسکی نظر سی غائب ہو گئے حاتم وہین درخت پر چڑھ گیا جب اوس
غار زمین کے سر کے برابر پونہچا اوسکا سر بھی اونھین سرونکے برابر لٹکنے لگا اور تن تالاب مین گر کر ڈوب گیا
آسمان سے ایک غوغا اوٹھا اور ایک شور زمین سے بلند ہوا جب آفتاب چھپا اور رات ہو گئی وہ سر سبکے سب
حاتم کو سر سمیت اوس تالاب مین گر پڑی اور بدستور سابق جسم پکڑکر جمع ہو کے کاروبار کرنے لگے پھر ملکہ بھی
تخت پر آبیٹھی اور حاتم ہاتہ باندھکر تخت کے ایک کونے سی لگ کر کھڑا ہو رہا پر بیہوش تھا یہ نجانتا تھا کہ
مین کہان آیا اور کہان تھا اور اب کہان جاؤن گا اتنے مین زرین پوش نے کہا کہ ای جوان سچ کہہ تو کون ہی اور
کیا نام رکھتا ہی اور کہانسے آیا ہے اوسنے کہا کہ مین بھی ایک تیری خادمون سے ہون اور اسی تالاب سی نکلا ہون
اوسنے اسکے فحوای کلام سی معلوم کیا کہ یہ مجبر عاشق ہوا ہی اسبات کو سمجھکر کچہ نبولی اور ناچ رنگ مین
مشغول ہوئی جب آدہی رات گئی تب دسترخوان عالیشان بچھا اور ہر طرح کے کھانے مزیدار نمکین اور شیرین

تو وہ روئی حاتم اونکو دیکھکر اور بھی آہین بھرنی اور نالہ کرنے لگا اونھون نے یہ حال دیکھکر اپنا ہاتہ شفقت سی
اوسکے مُنہ پر پھیرا وہ فوراً حالت اصلی پر آگیا اور کہنے لگا پیر و مرشد یہ کونسا مکان ہی اونھون نے کہا کہ
اسکو صحرای خبر پریس کہتے ہین وہ پھر کہنے لگا کہ مین اس جگہہ کیونکر آیا حضرت نے فرمایا کہ تو نے فلانی تالاب مین
فلانی پری کے سانہ غوطہ مارا تھا وہ تالاب طلسم کے علم سی بنا ہی اور اوسکا یہی اثر ہی کہ جو آدمی اوسمین غوطہ
مارے وہ یہان آنکلے چنانچہ وہ مکان اس جگہہ سی تین سو کوس ہے یہ اس بات کے سنتے ہی خاک پر گر پڑا اور رو رو کر
کہنے لگا کہ ہی ہی میرے دلکو کیا ہوگیا اور کیونکر مین وہان پونہچون گا اگر میری مراد نہ ملی گی تو مین تڑپ کر
مرجاؤن گا خواجہ نے پوچھا کہ تیری مراد کیا ہی اوسنے کہا کہ مین جس جگہہ تھا وہین جا پونہچون اونھون نے
فرمایا کہ تو میرا عصا پکڑ اور آنکھین بند کرلے اوسنے اونھین کے کہنے کے موافق کیا ایکدم مین اوسکا پاون
تہ پر لگا اوسنے اپنی آنکھین کھولکر جو دیکھا تو وہی جنگل اور وہی درخت اور وہی سُرخ الیون پر لٹکتی ہین بے اختیار اوس
درخت کے پاس آیا اور اوپر چڑھنے کا قصد کیا درخت ہلنے لگا بلکہ قریب تھا گر پڑے حاتم اوسکی جڑ سے
لپٹ گیا پر وہ اوسی طرح سی ہلتا رہا جو نہی وہ اوپر اوہان ہی اور اوپر بڑھا ایک ترا تی کی آواز آئی درخت بیچ سے
پھٹ گیا اور حاتم کمر تک اوسمین سما گیا جب اوسنے دیکھا کہ اب کچہہ نہین ہوسکتا حیران ہوا اور ڈرا کہ یہ کیا
آفت آئی ہی ایک مرتبہ مین انکی لیی تالاب مین گرا تو اوس مصیبت مین پڑا جو درخت پر چڑھنے کا قصد کیا
تو یون پھنسا جتنا زور کرتا ہون کہ اوپر آؤن نیچے ہی چلا جاتا ہون آخر اوسکا بدن سب کا سب درخت کے
اندر چھپ گیا فقط آنکھین باہر رہ گئین اوسی وقت حضرت خواجہ خضر پونہچے اور کہنے لگے کہ ای جوان آپکو
بلا مین کیون ڈالتا ہی مگر زندگی سی سیر ہوچکا ہی حاتم کا حال تنگ تھا کچہہ نبولا تب خواجہ خضر نے اوسپر
رحم کھاکر ایک عصا اوس درخت پر مارا کہ وہ موم کی مانند ہوگیا حاتم اوس مین سی نکل آیا پر مست تھا
بڑی دیر کے بعد ہوش مین آیا حضرت خواجہ خضر نے فرمایا کہ ای حاتم تو جوانی اوپر اسقدر رنج اوٹھاتا ہے
اور مصیبت مین پڑا تا ہی تجکو اونسے کیا مدعا ہے اوسنے کہا کہ مین کسی صورت سے انکا احوال دریافت
کرون خواجہ خضر نے فرمایا کہ یہ سردار شام احمر جادو کی بیٹی ہی اور اس مکان کا نام کوہ احمر ہی ایکدن
اسکے باپ سی خانہ آبادی کرنے کا ذکر کیا تھا کہ بابا جان اب مین جوان ہوئی ہون میری شادی کردو

کل وہ حاتم کے پاس آئی اور جو کچھ بادشاہزادی نے سکھایا تھا عمل مین لائی غرض حاتم نے جاہا کہ اوسکا ہاتھ
پکڑلے وہ بھاگ کر تالاب مین کود پڑی اور ملکہ کے پاس جاکر کھڑی ہوئی اور شہزادی تمام رات ناچ اگ مین
مشغول رہی جب صبح ہوئی سب تالاب مین کود پڑین ایک ساعت کے بعد کئی سر پانی پر تر آئی اور آپ بھی
تالاب مین سے اوچھل اوچھل کر درخت کی ڈالیون مین لٹک گئی اور وہ سر بدستور سب سے اونچا جا لٹکا پھر
سب کے سب ہنس پڑی حاتم بھی اوسکے کو نسی دیکھتا تھا لیکن سبز دار کے سر سے ٹکٹکی لگائے تھا اور دل مین کہتا تھا کہ
اگر اس بھید کو پاؤن تو اس نازنین سے جو شب کو جیتی ہی ہر طرح سے نکاح کرون اور کہتا تھا کہ الٰہی یہ کیا اسرار ہے
کہ اتکو جیتی ہین اور دنکو اس درخت مین لٹک جاتی ہین شاید یہ کام جادو کے سبب سے یا طلسم سے ہوتا ہی انھین
سوچون مین دن آخر ہوا اور شام ہوئی اتکو وقت وہ سر پھر تالاب مین گری اور بدستور سابق فرش بچھایا گیا
اور مجلس آراستہ ہوئی پریزادون اور شاہزادی تخت اور کرسیون پر جا بیٹھین ناچ شروع ہوا اور حاتم منتظر تھا کہ
آج کی رات وعدہ کیا ہی دیکھیے اگر وفا کرتی ہی یا نہین جب آدھی رات گئی پھر اوسی طرح سے دسترخوان بچھا
قسم قسم کا کھانا چنا گیا شہزادی نے پھر ایک خوان کھانے کا اوسی پری کے ہاتھ بھیجا وہ لیکر حاتم کے پاس گئی
وہ اوسکو دیکھتے ہی کہنے لگا کہ ای پری تو نے کہا تھا کہ مین کل آکر احوال کہونگی اور نام بتاؤنگی اب لازم ہے
تجکو کہ آج اپنا وعدہ وفا کرے مین کئی دن کا بھوکا ہون کھانا کھاؤن اوسنے یہ ماجرا پھر جاکر ملکہ
سے عرض کیا بادشاہزادی نے فرمایا کہ اوس سے جاکر کہہ کہ جب تو ملکہ کے حضور مین آئیگا اوسوقت یہ بھید
کھل جائیگا لیکن پہلے کھانا کھا اوسکے بعد میرے ساتھ چل حاتم نے یہ بات سنکر کھانا کھایا اوسکے ساتھ
ہو لیا وہ غوطہ مارکر اسی جگہ جاکر بدستور قائم ہوئی حاتم نے جو آنکھین بند کرکے تالاب مین غوطہ مارا اور زمین کی
تہ کو اوسکے پاؤن لگے آنکھین کھولکر دیکھا کہ نہ وہ تالاب ہی نہ درخت ہی نہ وہ پریان ہین پر آپ ایک لق و دق
جنگل مین کھڑا ہی یکایک نعرے مارنے لگا اور آہین بھر کر سر پر خاک ڈالنے لگا غرض اسی حالت مین سات
رات دن گذر گئے کہ خدای کریم اپنے فضل و کرم سے خواجہ خضر علیہ السلام کو حکم کیا کہ تم اوس جنگل مین جاؤ
جہان جاکر تم سودائیون کی طرح آہین بھر بھر کر رو رہا ہی اوسکی مدد کرو کہ عالم مین وہ بہت سی نیکی کریگا
اور نیکنامون مین مشہور ہوگا خواجہ خضر سبز کپڑے پہنے ہوئے اور عصا ہاتھ مین لیے اوسکی داہنی طرف سے

پاس پونہچا دیکھا کہ اوسکی ہر ایک ڈالی مین آدمیونکی سر سیکڑون لٹکتی ہین اور اوسکے نیچے ایک تالاب نہایت
خوش قطع ملمع ہی اور اوسی کا پانی جنگل کیطرف چلا جاتا ہی یہ اوس درخت کے نیچے بیٹھہ گیا اور جتنے سر اوس درخت
مین لٹکتے تھے بے اختیار قہقہہ مار کر ہنسے یہ دیکھکر حیران ہوا کٹی ہوئی سر ہنستے ہین اور اونسی لہو کی قطرے
ٹپک ٹپک کر اوسی تالاب مین گرتی ہین اور پانی خون آلودہ ہوکر دریا مین چلا جاتا ہی اتنے مین اوسکی نظر اوپر
سر پر جا پڑی جو سب سے اونچی اوپر لٹکتا تھا یہ اوسکو دیکھتے ہی بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا اپنے جی مین
کہنے لگا کہ اس ماجری کو دریافت کئی مین کیونکر کسی سے بیان کرونگا اب لازم ہی کہ تھوڑے دن یہان رہی اور
اس احوال کو بخوبی دریافت کیجیے کہ یہ کیا اسرار ہی اسی فکر مین وہان تمام دن رہا اتنے مین رات ہوگئی ایک کونے مین
چھپکے بیٹھہ رہا سارے سر ٹہنیون سے چھوٹکر تالاب مین گر پڑے اور حاتم اوس تالاب کیطرف دیکھتا تھا اوسمین
ایک شستگاہ نہایت پاکیزہ تھی اوسپر فرش شاہانہ لاکے بچھایا اور ایک تخت زرین بھی وہان پر تکلف ایک قرینے سے
رکھدیا کئی گھڑی کے بعد کئی پریان نازنین نکلین اون مین ایک پری زاد نہایت نوکیلی سجیلی ہوش ربا ماہ لقا
تھی آتے ہی ناز و غرور سے اوس تخت پر بیٹھہ گئی حاتم نے جو غور کر کے دیکھا معلوم کیا کہ یہ وہی سر ہی جو سب سے اونچا تھا
پھر کتنی پریان اوسکے گرد کرسیون پر بیٹھہ گئین اور کتنی ہاتہ باندھکر باادب کھڑی ہورہین اتنے مین طائفہ ساز ملاکر
کھڑا ہوا اور اوس تخت کے سامنے ناچنے لگا حاتم تاک لگائے دیکھتا تھا اور فکر کرتا تھا کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہی
جب آدہی رات گئی دسترخوان شاہانہ بچھایا اور اقسام اقسام طعام کے پاکیزہ اور لطیف اوسپر چنے پھر اوس
تخت نشین نے ایک خواص سے کہا کہ تو ایک خوان کھانے کا آئین شایستہ سے تیار کر کے اوس مسافر کو جو فلانے
کونے مین بیٹھا ہی دے آوہ اوسی صورت سے خوان تیار کر کے سر پر دھر کے حاتم کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ ہماری
سردار نے تجھے بھیجا ہی حاتم نے کہا کہ تیرا کیا نام اور تیری سردار کا کیا نام ہی وہ بولی کہ تجھے میرے نام سے اور سردار کے
نام سے کیا کام ہی اگر بھوکا ہی تو کھانا کھا حاتم بولا کہ تو جبتک اپنا نام اور اپنی سردار کا نام نہ بتائی گی ہرگز
نہ کھاؤن گا یہ بات سنکر وہ نازنین پھر آئی اور ملکہ سے عرض کرنے لگی کہ وہ مسافر کھانا نہین کھاتا اور
کہتا ہی کہ جبتک تو اپنا اور اپنی سردار کا نام اور اس جماعت کا احوال کہ تالاب سے نکلی ہی ظاہر نکریگی کچھ
نہ کھاؤن گا ملکہ نے کہا تو جاکر کہہ کہ تم پہلے کھانا کھاؤ تو مین پیچھے کہون گی جب وہ کھا چکے کہوگے آنہین

پھر نیلگون ہو گئیں آخر پانی سوکھ گیا اور کنوا سی ہو گئیں وہ حاتم کے پاؤں پر پڑا اور عذر کرنے لگا اوسنے بھی
اوسے گلے لگایا اور کہا بھائی از براے خدا کیا کہتا ہی مین نے خدا کی راہ مین کمر باندھی ہی جو کام میری جانہ سے
نکلتا ہی میں اوسی غنیمت جانتا ہون اور اپنی سعادت سمجھتا ہون پیر مرد نے کہا کہ ایجوان مرد میرے گھر مین بہت سا
زر و جواہر ہی تو وہان چل اور جسقدر چاہی اوسمین سے لے حاتم نے کہا مجھے ہرگز زر و جواہر درکار نہین خدا کی فضل سی
میرے گھر مین بے شمار ہی اوسی کو خدا کی راہ مین خرچ کرتا ہون تیرا مال لیکر کیا کرون یہ سکر وہ پیر مرد رخصت ہوا
اور پیر زادونکی کندھی پر سوار ہو کر دس روز کی بعد شہر شاہ آباد مین آیا تب پیر زادون نے کہا کہ خداوند آپ اپنی مہر سے ایک
رسید لکھدیجیے کہ ہم بادشاہزادی کو دین کہ اونکی دلجمعی ہو حاتم نے ایک رسید اپنی حال سمیت لکھکر اونکو حوالی کی وہ
اودھر اوڑی یہ شہر مین داخل ہو کر کاروانسرا مین آیا اور منیر شامی سی ملاقات کر کی نہایت خوش ہوا دو چار گھڑی
کی بعد دونون متفق ہو کر حسن بانو کی گھر آئی وہ ایک مکان پاکیزہ مین پردے پر تکلف ڈالکر بیٹھی اور اونکو باہر
جواہر کی چوکیون پر بعزت تمام بیٹھایا اور حال پوچھا حاتم نے تمام و کمال بیان کیا حسن بانو نے اونکی ضیافت
کی تیاری کی دسترخوان پر طرح طرح کی کھانے چنوا دیے اور قسم قسم کے میوے رکھوا دیے بہتی خوشی سی اونھون نے
نوش جان کیا اور رات کی وہین آرام فرمایا صبحکو حاتم نے پوچھا کہ اے حسن بانو اب کونسا مطلب ہی اوسنے
کہا کہ ایک شخص کہتا ہی کہ سچی کو ہمیشہ راحت ہی وہ کیا سچ بولا ہی اور کیا راحت پائی ہی اوسکی خبر لا حاتم نے
کہا کہ تم جانتی ہو وہ کس طرف ہی حسن بانو بولی کہ مین نے اپنی دائی سی سنا ہی کہ شہر قرم مین ہی یہ نہین
جانتی کہ وہ شہر کس طرف کو ہی حاتم نے کہا کہ خیر خدا یہ مشکل بھی آسان کریگا

چوتھا سوال حاتم کی جانی کا اور اسبات کی خبر لانی کا کہ سچی کو ہمیشہ راحت ہی

القصہ حاتم حسن بانو سی رخصت ہوا اور شہر سی باہر نکلا کئی شہرونکی بعد ایک دامن کوہ مین جا پونہچا وہان کیا دیکھتا ہی
کہ ایک دریاے عظیم لہو سی بھرا ہوا نہایت زور شور سی بہتا ہی یہ اوسکو دیکھکر متفکر ہوا اور اپنی جی مین کہنے لگا کہ
مین نے کبھی لال پانی کا دریا نہین دیکھا اوسکو دریافت کیا چاہیے کہ یہ کسطرف سی آتا ہی اور اوسکے بہنے کا
کیا سبب ہی یہ ارادہ کر کی اوس طرف سی روانہ ہوا اتنی مین ایک درخت عالیشان سامنے سی نظر آیا جب اوسکے

پر کوئی میری مراد کو نہ پونہچا اور کسی نے اوسکی تدبیر نکی حاتم نے کہا کہ تو خاطر جمع رکھ یہ کام مین کرونگا اتنے مین وہ پریزاد جو حاتم کو یہان پونہچا کر گوہ القا کو گئی تھی واپس آئی اللہ پری دیکھتے ہی اوپر جھنجلائی اور کہنے لگی کہ جب وہ اس کام سے فراغت پاتا تب اوسکے گھر پونہچا کر تم یہان آتی اب اسی مین تمھاری لیے خیر ہے کہ اوسکو اوسکے گھر پونہچا کے یہان آؤ نہین تو بدطرح پیش آؤنگی وہ اسبات کے سنتے ہی دوڑی اور حاتم کے پاس آکر موجود ہوئی پھر اپنی سرگذشت بیان کی اور پوچھا کہ اب آپکا قصد کدھر کا ہی اوسنے کہا کہ جہان نور ریز گھاس ہے وہان جانا چاہتا ہون وہ بولی ہم تمکو اوس جنگل کے قریب پونہچا دینگے اور دور سے بتا بھی بتا دینگے لیکن وہان نہ جائینگے اگر تم سلامت پھروگے تو تمھین تمھارے شہر پونہچا دینگے نہین تو جو تمپر گذری کی ملکہ سے عرض کرینگے حاتم نے پوچھا کہ اسکا سبب کیا ہی اونھون نے کہا کہ صاحب جسوقت وہ گھاس زمین سے نکلتی ہی اوسوقت اوس جنگل کی تمام پھول چراغ کی مانند روشن ہو جاتی ہین اور ہزارون جانور کیا سانپ کیا بچھو کیا چرند کیا پرند کیا درندے کیا گزندے اوسکی گرد آکر جمع ہو جاتی ہین اسواسطے وہان کسی کا گذر نہین حاتم نے کہا بارے دیکھون قسمت مین کیا ہی تب ایک پریزادنی حاتم کو کاندھے پر بٹھا لیا اور باقی سلسلہ ہولئی حاصل یہ ہے کہ سات مہینے مین اوس جنگل کے قریب جا پونہچی ایک میدان وسیع نظر آیا حاتم نے پوچھا کہ وہ گھاس کہان ہی وہ بولے کہ اوسکے اوگنے کا وقت قریب آپونہچا ہی دو چار ہی روز مین نکلیگی حاتم اور وہ پریزادگی اوس جنگل مین باہم رہے اور ہر قسم کے میوے کھایا کئے کہ ایکدن وہ گھاس زمین سے نمودار ہوئی جہانتک تھے چراغون کی طرح روشن ہو گئی سارا جنگل خوشبوی سے مہک گیا ہر قسم کے جانور آکر اوسکے گرد جمع ہوئے اور ایک حلقہ باندھ کر کھڑے رہے حاتم نے پریزادون سے کہا کہ تم یہین رہو مین توکل بخدا جاتا ہون آگے جو مرضی اوسکی یہ کہکر وہ مٹھی مین رکھا اور اوس جنگل مین جاکر دو تین پتی گھاس کی اور کئی پتیان پھولونکی لے کر خیریت سے پھر آیا پریزاد دیکھکر حیران رہ گئے کہ یہ عجیب طرح کا آدمزاد ہی کہ اسکا ثانی نہ دیکھا نہ سنا غرض پھر اوسی طرح سے حاتم کو اوس بڈھے کے پاس پونہچا دیا وہ اوسی حالت مین پڑا تھا اتنے مین حاتم نے پکار کر کہا کہ پیر مرد مین وہ گھاس لیا بڈھے نے کہا مرحبا اب آزمہ ہی کہ تو اپنے ہاتھون سے اوسکو ملکر دو تین قطرے میری آنکھون مین ٹپکا دے حاتم نے وہی کیا پہلے تو اوسکی آنکھین اچھی آئین پھر

محتاج ہوگیا افلاس غالب آیا اور میرا باپ اوسی سفر مین مرگیا کچھ گڑا گڑایا مال میرے ہاتھ لگا چند روز کے
بعد مین نے بازار مین ایک جوان کو دیکھا یہ کہتا ہی کہ جسکا زر و جواہر مال متاع یا اسباب کھویا گیا ہو خواہ
زمین مین گاڑکر بھول گیا ہو مین اپنے علم سے نکال دیتا ہون لیکن اس شرط پر کہ چوتھا حصہ مجکو دی مین نے
اوسکی یہ بات مان لی اور اوسکو اپنی گھر مین لاکر ہر جگہ دکھائی اوسنے جا بجا سے مٹی اوٹھاکر سونگھی اور پھینک دی
آخر ایک کوٹھی کو کھدوایا وہان سے زر و جواہر بیشمار نکلا مین چوتھائی دینے مین حیلہ کرنے لگا اور اپنے اقرار سے
پھر گیا تھوڑا سا اوٹھاکر اوسکے آگے رکھدیا اوسنے کہا کہ مین وہی اپنا چوتھا حصہ لونگا اسبات سے مین
برہم ہوا اور طمانچے مارکر اوسکو باہر کردیا وہ میری جانکو روتا پیٹتا چلا گیا کئی دن کے بعد پھر آیا اور مجھسے دوستی
پیدا کی بلکہ یار غار ہوگیا ایکدن کہنے لگا کہ جو کچھ زمین مین گڑا ہوا ہی مجھے سب نظر آتا ہے مین نے اوس سے پوچھا
کہ یہ کیا علم ہی مین بھی کسی طرح سیکھ سکونگا اوسنے کہا بہت آسان ہی وہ ایک سرمے کی ترکیب ہے کہ اوسے بناکر
جو کوئی آنکھون مین دے جتنا مال کہ چھپا ہوا ہی نظر آنے لگے مین نے کہا اگر تو میری آنکھون مین ایسا سرمہ لگادی اور مال
مجھے نظر آئے تو آدھا تیرا اوسنے کہا کہ بہت بہتر تو میرے ساتھ جنگل مین چل مین تیری آنکھون مین ایک سلائی
پھیرونگا مین اوسکے ساتھ اس جنگل مین آیا اور اوسنے بنجری کو دیکھکر حیران ہوکر پوچھنے لگا کہ یہ بنجر اکسکا ہی
اوسنے کہا کہ مین نہین جانتا یہ کہکر وہ اوس درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور اپنی بغل سے سرمے کی ڈبیا نکالکر ایک سلائی
بھری اور میری آنکھون مین پھیر دی فی الفور مین اندھا ہوگیا اور اوس سے کہنے لگا کہ ای عزیز تو نے یہ کیا کیا
مجھے اندھا کیا وہ بولا کہ جھوٹون اور بدعہدون کی یہی سزا ہی اگر آنکھونکی بصارت چاہتا ہی تو اس بنجری مین
بیٹھ اور یہ سخن کہا کر کہ کسی سے بدی نکر اگر کریگا تو وہی پاویگا مین نے پھر پوچھا کہ سچ کہہ میری
آنکھونکا کیا علاج ہے اوسنے کہا کہ ایک مدت کے بعد جوان حق پرست ادھر آئیگا تو اوس سے اپنا احوال کہنا وہ
کہیں سے نور ریز گھاس لاکر اوسکا پانی تیری آنکھون مین چوائیگا تیری آنکھین جیسی تھین ویسی ہی ہوجائینگی
اسی امید پر تین برس سے اس بنجری مین بیٹھا ہوا اوسکی راہ دیکھتا ہون اور کبھی کبھی جو اوکتا کر اس سے
نکلتا ہون تو تمام بدن ہڈی سے لیکر گوشت تک اور گوشت سے لیکر پوست تک درد کرتا ہی بیتاب ہوکر
پھر اسمین آبیٹھتا ہون اور آہ سرد کھینچکر یہی سخن کہتا ہون اسی صورت سے بہت آئی اور پوچھ پوچھکر چلی گئی

بی بی ایکدم رہا نہین جاتا ماما چار ہون تیرا کہا مانا اور اوسکو قبول کیا مگر مان باپ کی بی رضامندی یہ کام
نہین کر سکتی یہ کہکر وہ القا کی طرف گئی اور محل مین داخل ہوکر والدہ کو مجرا کیا اور سر جھکا کر شرم سی چپکی ہوئی
اوسکی مان نی کہا کہ اتنی جلد آنی کا سبب کیا ہی ابھی تو چالیس روز نہین ہوئے تب اوسکی مصاحبون نے عرض کی کہ
ملکہ کو ایک آدم زاد پسند آیا ہی اور اوسنی بھی انکی عشق و محبت مین برسون رنج اوٹھایا ہی اب یہان آ پہنچا ہی
اسواسطے چاہتی ہین کہ اوسکو اپنا دمساز اور محرم راز کرین لیکن آپ کی بی اجازت انسی یہ کام نہین ہو سکتا
اسبات کی سنتے ہی وہ اپنی خاوند کی پاس گئی اور کہنی لگی کہ تمھاری بیٹی کی خواہش ہی کہ ایک آدم زاد سی اپنا بیاہ
کری اوسنی کہا کہ اگر اوسکی مرضی ہی تو مبارک ہو چشم ما روشن دل ما شاد القصہ الگن پری نی اوسوقت حاتم کو اور اوس جوان کو
باغ سی بلا بھیجا اوسکی ماں اونکو دیکھکر بہت خوش ہوئی اور اپنی خاوند سی بھی تعریف کی اوسیوقت بیاہ کا
سر انجام تیار کیا اور ملکہ کو بڑی دھوم دھام سی جوان کی ساتھ اپنی رسمون کی موافق بیاہ دیا عاشق و معشوق
باہم ملے اور حاتم کو دعائین دینے لگی سات روز کی بعد حاتم اوسنی رخصت ہونی لگا پری نی پوچھا کہ اب کہان کا قصد
رکھتے ہو اوسنی کہا کوہ احمر کا کہ وہان مجھی ایک کام ضروری ہی پری نی کہا گھبرا نہین مین ایک دم مین تمھین وہان
بھجوا دیتی ہون یہ کہکر اوسنی اپنی کئی پریزادون سی کہا کہ تم اوسکو ایک تخت پر بٹھا کر وہان پہنچاؤ وہ اوسکو ایک
تخت مرصع پر بٹھا کر اوڑی رات کی وقت وہان جا پہنچی اوسنے کہا کہ مجکو یہین چھوڑ دو اور تم رخصت ہو
حاتم کی کہنی کی بموجب وہ سب رخصت ہوئی اور حاتم اوسی آواز پر چل نکلا اور اوسی درخت کی پاس
جا پہنچا کہ جس سے وہ آواز آتی تھی کیا دیکھتا ہی کہ ایک پیر مرد وہان لوہی کی پنجری مین لٹکتا ہی حیران ہوا
اور ایک ساعت کھڑا رہا پھر پوچھنی لگا کہ ای بزرگ یہ آواز کیون تیری مُنہ سی ہر گھڑی نکلتی ہی اور تو
کون ہی کہ جسنے تجھے اس پنجری مین بند کر کے لٹکا دیا ہی یہ بات سنکر بڈھی نی ایک آہ کھینچی اور کہا کہ ایجوان
میرا حال کچہ نہ پوچھہ اور جو پوچھتا ہی تو میری غور کر اس شرط پر مین تجھی کہتا ہون حاتم نی کہا کہ مین نی قبول کیا
اوسنی کہا کہ مین احمر سوداگر ہون جسوقت مین پیدا ہوا تھا اوسوقت یہ ملک میرے باپ نی میری نام سی آباد
کیا تھا جب مین بڑا ہوا باپ مجکو اس شہر مین چھوڑ کر کسی ملک مین تجارت کی واسطے گیا مین نہایت فضول خرچ
تھا جو زر و جواہر مال و متاع باپ نی مجکو گذران کی واسطے دیا تھا مین نی تھوڑی ہی عرصی مین اوڑا دیا اور

قبول کی اس سخن کے سنتے ہی پھر حاتم خود مستعد ہوا کہ جاکر اوس جوان کو لاوے کہ ملکہ نے کہا صاحب تم کسواسطے
تکلیف کرتے ہو مین کئی پریزاد دونکو بھیجکر بلوا لیتی ہون یہ کہکر پھر کئی پریزاد دونسی فرمایا کہ تم فلانے
پہاڑ کی طرف جاؤ وہان ایک شخص کسی درخت کے نیچے پتھر کی سل پر آنکھین بند کیے کھڑا ہی اور آہین سرد
بھرتا ہی اوس سے کہنا کہ حاتم وہان جا پونہچا اور اوسنے تیرا حال تیری معشوقہ سے مفصل بیان کیا اسواسطے الگن پری نے
تجھے بلوایا ہی غرض وہ پریزاد ایک پل مین وہان جا پونہچے اور یہ ماجرا اوس سے کہنے لگے وہ اسبات کے سنتے ہی اپنی جگہ
سے اوٹھا اور حاتم کی ہمت پر آفرین کرکے ساتھ ہولیا وہ ایک دن مین شہزادی کے پاس پہنچے دای نے ملکہ نے
اوسکو اپنے پاس بٹھالیا جوان اوسکو دیکھتے ہی بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑا شہزادی نے اپنے ہاتھ سے اوسپر
گلاب چھڑکا ایکدم کے بعد ہوش مین آیا تب الگن پری نے آہستہ پیار سے کہا ایجوان مجکو خوبسا دل بھرکر دیکھلے
غرض تمام دن یہی صحبت رہی شام کے وقت اوسنے اپنی پریون سے کہا کہ بساط کی مجلس آراستہ کرو ناچ راگ شروع
ہو اسبات کے سنتے وہ ناچنے گانے لگین حاتم اور وہ جوان بھی باہم تماشا دیکھہ رہے تھے مگر الگن پری اوس جوان
کیطرف متوجہ نہ تھی یہ حالت دیکھکر حاتم نے اوس جوان سے کہا کہ اس مہرہ کو پانی مین بگاڑ منہ مین لے اور اوسکو پانی
پینے کی ٹھلیا مین کلی کردی اور پھر یہان آکر چپکے سے بیٹھ رہ جوان اوس کام مین مشغول ہوا کہ کئی پریون کی نگاہ
اوسپر جا پڑی نے اختیار دوڑ پڑین اور کہنے لگین کہ تجکو آب خاصی کی ٹھلیون سے کیا کام ہی اوسنے کہا کہ شدت سے
پیاسا ہون کیا کرون اونھون نے اوسکو پانی پلا دیا پھر وہین آبیٹھا حاتم نے دیکھا کہ جوان نے اپنا کام تمام کیا ملکہ سے
کہا کہ اسکو نہایت گرمی ہی تھوڑا سا شربت پلاؤ اور اوسکی پیاس بجھاؤ پری نے ارشاد کیا کہ جلد شربت طیار کر
لاؤ حاتم آپ ہی اوٹھہ کھڑا ہوا اور اپنے ہاتھ سے شربت طیار کرکے شہزادی کے سامنے لایا اوسنے ارشاد کیا کہ تھوڑا تھوڑا
سب پیئین حاتم نے کہا کہ پہلے آپ قدری نوش جان کرین پھر سب پینگے ملکہ نے حاتم کے ہاتھ سے شربت کا پیالہ لیا
اور منہ سے لگایا دو گھونٹ پیتے ہی وہ پری آدم زاد پر دیوانی ہوگئی حاتم نے دیکھا کہ اسکا حال کچھ اور ہی آہستہ
کہا ای ملکہ اس عاشق نیم جان اور رشتہ ہجران پر اگر مہربانی فرمائیے تو آپکے اخلاق سے چندان دور نہین اوسنے
سنکر یہ مصرع پڑھا مصرع ای باد صبا این ہمہ آوردۂ تست ۔ کہنے لگی کہ نہین جانتی یہ آفت
کسکی اوٹھائی ہوئی ہی اور آگ کسکی لگائی ہوئی کہ اب مجسے بھی اوسکی جدائی کا درد سہا نہین جاتا اور اوسکے

مین نے جو اوسکا یہ حال دیکھا اور عاشق صادق پایا اپنا مطلب چھوڑکر تمھاری پاس آیا ہون اگر اوس
بیچارے کی حال پر مہربانی فرماؤ تو گویا مجھی مول لو اور اد ھموئی کو جان بخشو پری نے کہا ای مین کے شہزادے
مین تجکو دیکھکر اوسی بھول گئی اور وہ میری لائق نہین عشق بھی اوسکا خام ہی کیونکہ سات برس گذر گئی
کہ وہ اپنی جان کے ڈر سے وہین رہا اور اوسنے کوہ القا پر قدم بھی نرکھا حاتم نے کہا کہ وہ عاشق صادق نہوتا
تو کیون تیری محبت کی دارو پیتا اور کسواسطے تیری یاد مین آپ کو خراب کرتا اسکے سوا تو خود اوس سے وعدہ
کر آئی ہی کہ مین سات روز مین آؤن گی تو میری آنی تک کہ مین بجانا وہ غریب عاشق نامراد اپنی معشوقہ کی
عدول حکمی کیونکر کرے اور اوسکو یقین ہے کہ میری معشوقہ میری پاس یہین آئی گی اب مجکو لازم نہین ہے
جو مین بھوک پیاس کے مارے کسی طرف کو چلا جاؤن اور وہ یہان آئی مجھی نہ پاکر رنجیدہ ہو یہ بات سنکر اوسنے
کہا تو کچھ کہہ مین اوسکو ہرگز قبول نکرونگی حاتم بولا کہ مہر لقا اسقدر خفگی کا سبب کیا ہی بیان کر حق تو یہ ہے
کہ جبتک وہ اپنی مراد کو نہ پونہچیگا مین بھی یہان سے نہ جاؤن گا پری نے کہا کہ تو یہ امید مجھسے نرکھہ مین اوسکے
پاس کبھی نجاؤنگی حاتم نے کہا کہ برای خدا میری محنت اور مشقت کو رایگان نکر کیونکہ مین نے بہت سی محنت
اور مصیبت اوٹھائی ہی تب وہ بولی کہ مین تیری کہی سے باہر نہین اچھا تیری خاطر سے اوسکو اپنی پاس رکھونگی
پر ہمصحبت نہونگی حاتم نے کہا کہ خیر مین بھی تیری دروازی پر بیٹھکر اتنی فاقے کرونگا کہ مرجاؤن گا اور میرا
خون تیری گردن پر ہوگا یہ کہکر اوٹھا اور اوسکے دروازی پر ایک درخت کے نیچے جا بیٹھا دانا پانی چھوڑدیا
اسی صورت سے سات روز گذری اوسنے ایک شب یہ خواب دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہی کہ ای حاتم یہ الگن پری ہی آئی
اسی صورت سے تیرے فراق مین کتنوکو مارا ہی تو پہلے اوس سے کہکر جوان کو بلوا اور وہ مہرہ جو اوس حرامزادی کی لڑکی
نے تجھے دیا ہے اوسکو دی کہ اپنی منہ مین رکھکر اور غرغرا کر کی اوپر پیالہ مین ڈالکر کسی طرح سے اوس پری کو پلا دے
پھر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھہ کہ معشوق عاشق ہوجاوی یہ بات سنکر وہ چونک پڑا اور متفکر ہوا اتنی مین
صبح ہوگئی الگن پری اوسکے پاس آکر کہنے لگی کہ ای جوان تو نے دانہ پانی کیون چھوڑا ہی اگر بے آب و دانہ
مرجائیگا تو مین تیری گناہ مین پکڑی جاؤن گی اور خدا کو کیا منہ دکھلاؤن گی حاتم نے کہا تو
اوسکو بلوا کر دیدار دیکھہ اور وہ تیرا دیکھے کا اوسکا مطلب یہی ہی الگن پری نے کہا کہ یہ بات مین نے

تصویر باغ مین الگن پری کا تخت پر بیٹھنا اور حاتم کو برابر کرسی پر بٹھا کر حال پوچھنا



پھر پوچھا ای جوان کہان سی آیا ہی کیا تیرا نام ہی اور تو کیا مطلب رکھتا ہی اوسنی کہا کہ مین بطی کا رہنا
ہون اور یمن سی آیا ہون اور حاتم میرا نام ہی پریزادی بجوا اوسکا نام سنا تخت سی اوٹھہ کھڑی ہوئی اور کہنی لگی
مین نے بھی تیرا نام سنا ہی کہ تو یمن کا شہزادہ ہی بڑی مہربانی کی کہ یہان قدم رنجہ فرمایا باری یہ کہ کہ آنی کا
سبب کیا ہی اور اتنی مصیبت کیون اوٹھائی مین تو تیری لونڈی کی برابر ہون اور بھی اپنا سارا تاج جانتی ہون
حاتم نی کہا کہ یہ تیری مہربانی ہی مین شاہ آباد سی آیا تھا اور اب صحرای احمر کیطرف جاتا تھا اثنا راہ مین کیا دیکھتا
ہون کہ ایک جوان کسی درخت کی نیچی نعری مارتا ہی اور آنکھین بند کیی یہ مصرع پڑھتا ہی مصرع شتاب آ
کہ نہین تاب تاب جدائی کی + مین نے پوچھا کہ ای جوان تو اپنا حال کیون تباہ کیا ہی برای خدا مجسے اپنا ماجرا کہ
اوسنی تمام سرگذشت اپنی اور تمھاری محبت و مہربانی کی بیان کی اور کہا کہ ملکہ سات دن کا وعدہ کر گئی ہی
اور سات برس گذر گئی کہ نہین آئی ہین اوسکی انتظار مین نالان اور گریان ہون نہ چلنے کی طاقت رکھتا ہون
نہ رہنی کی قدرت اسکی سوا چلتے وقت اونھون نی میرا ہاتھ پکڑ کر یہ کہا تھا کہ خبردار تو یہان سی اگر کہین جائیگا
تو خراب ہوگا حیران ہون کہ اب معشوق کا حکم کس طرح ٹالون اگر ملاقات ہونی ہی تو یہین ہو رہی کی

شاید بھول گئی ہو اور اگر وہ اس امید پر مرجائی گا تو بڑا غضب ہوگا اونھون نے کہا کہ ای آدم زاد ہم اتنی
قدرت نہین رکھتے جو تیرا حال اوس سے جاکر کہین مگر یہ کہ تجھی باندھکر اوسکے سامنے لیجائین پھر جو
تیری زبان یاری دے تو عرض کر یہ بات ہم دوستانہ کہتے ہین کیونکہ اگر ہم تجھے بخوبی لیجائین شاید وہ ہم پر غضب ہو
کہ آدمی کو اس طرح بی ہی کیون لائی ہو حاتم نے کہا کہ جسطرح ہو سکے مجکو اوسکے پاس لے چلو آگے مین ہون اور
میری محنت یا اوس جوان کی قسمت غرض اگرچہ دل مین پری آپنے محل سے نکلکر اوس باغ کی طرف ناز و ادا سے
چلی آتی تھی کہ وہ سبکے سب استقبال کو آئی اور آداب بجالائی الگن پری آکر تخت پر بیٹھ گئی اور وہ پریان
جو اوسکی جلیس تھین کرسیون پر قاعدے سے برابر بیٹھین پریزادون نے باغبین آکر حاتم سے کہا کہ چل تجھے ہم ملکہ کو
دکھاوین غرض لے آئی اور ایک جھروکے کے پاس بٹھادیا اور کہا کہ دیکھ وہ جو دھانی جوڑا پہنے اور سر پر
آنچل پلو کا دوپٹہ اوڑھے ہوئے بڑے غرور و ناز سے تخت زرین پر بیٹھی ہے وہی الگن پری ہے حاتم دیکھتے ہی
غش کر گیا جب ہوش مین آیا خدا کی درگاہ مین سجدہ کیا اور اوسکی صنعت پر مقر ہوا جوان کو اپنی خاطر سے
بھلا دیا بلکہ اوس پری پر آپ ہی دیوانہ ہوگیا یہانتک کہ کھانا پینا بھی چھوڑ دیا اس طرح سے تین دن گذر گئے
اتفاقاً رات کے وقت آنکھ لگ گئی تو کیا سنتا ہے کہ کسی طرف سے ایک آواز آتی ہے کہ ای حاتم اوٹھ اور آپکو پہچان
اسی سند پر تو نے خدا کی راہ مین کمر باندھی ہے کہ غیر کی امانت مین خیانت کرے اور اسباتکا دم بھرتا ہے کہ مین
جو کام کرتا ہون سب للہ کرتا ہون مصرع یہ اگر سچ ہے تو ظالم اسی کیا کہتے ہین اسباتکو سنتے ہی وہ چونک پڑا اور
ادھر اودھر دیکھنے لگا کوئی نظر نہ آیا پھر اپنی جگہ سے اوٹھا اور استغفار کرنے لگا خدا سے ڈر بہت سا رویا
اور سر کو زمین عجز پر رکھکر عجز سے کہنے لگا کہ الٰہی تو میری گناہ بخش کہ تو غفور رحیم ہے اوسکے بعد پریزادون
سے کہا کہ مجکو ملکہ کے پاس لیچلو کیونکہ وہ غریب میرے آنے کی راہ دیکھتا ہوگا مین کب تک انتظار
کھینچون اونھون نے جو شہزادی کو خوش دیکھا حاتم کا ہاتھ باندھکر باغ کے دروازے پر لے آئے
پھر اون مین سے ایک نے جاکر ملکہ سے عرض کی کہ ایک آدم زاد بیچارہ گردش کا مارا باغ کے نزدیک آگیا تھا
ہم اوسکو باندھکر باغ کے دروازے پر لے آئے ہین آگے جو حکم ہو سو کرین ملکہ نے کہا کہ اوسکو حضور مین
لاؤ جب آئی حاتم کو دیکھتے ہی اوس جوان کو بھول گئی اور اوسکا ہاتھ پکڑکر اپنے پاس کرسی زرین پر بٹھایا

کہان جاؤن میری نصیبونکی یاوری ہی کہ جسکے واسطے اتنی محنت کھینچکر آیا ہون وہ اتنا جلد آیا چاہتی ہے
اب جو ہونی ہو سو ہو یہ بات سنکر اونھون نے پوچھا کہ تجھے اوس سے ایسا کیا کام ہی جو تو اوس سے ملنے کی آرزو رکھتا
ہی تو بیچارہ غریب آدمی اور وہ پریونکی بادشاہزادی حاتم نے کہا میری کل طالب النسان ہے اور انسانکی طالب
پری ہے اسباتکی سنتے ہی وہ دق ہوئی اور کہنے لگی کہ شاید تو دیوانہ ہی حق تو یہ ہی کہ جو کوئی اپنی جان ہی ہاتھ
دھوتا ہی وہ ایسی سخت جگہہ پاؤن رکھتا ہی غرض نہایت غصی ہوکر وہ سکی سب اوسکی طرف دوڑی اور اوسکے
قتل پر مستعد ہوئی وہ سر جھکا کر چپکا کھڑا ہوا پھر وہ آپس مین ہنسکر کہنے لگی کہ یہ عجب آدمی ہی نہ بھاگتا ہے
بھاگتا ہی نہ ڈراتی سی ڈرتا ہی نہ کسی سی لڑتا ہی ایسے شخص کو کیونکر کوئی قتل کرے یا ایذا دی یہ کہکر پھر اونھون نے
حاتم سے کہا کہ ای جوان ہم اہل مروت ہین تیری بھلے کو کہتے ہین کہ یہ جگہہ تیرے رہنے کی نہین اب سلامت
چاہتا ہی تو اب بھی کچھ نہین گیا چپکا چلا جا نہین تو رنج اوٹھائیگا بلکہ مارا جائیگا یہ بات سنکر اوسنے کہا
کہ جی کی جانے کا مجکو کچھ غم نہین مین نے خدا کی راہ مین سر دینا اختیار کیا ہی اور جو خدا کی راہ مین مصروف
ہوتے ہین وہ اپنے سر کو ہتیلی پر لیے پھرتے ہین ہر وقت اوسی کی رضاجوئی مین رہتے ہین کیونکہ وہ زمین و
آسمان کا خالق ہی اسکی بندگی لازم ہی اس باتکو سنکر وہ مہربان ہوئی اور کہنے لگی کہ ای جوان خوش گفتار ہمارے
ساتھ اگر الگن پری کے دیکھنے کا ذوق رکھتا ہی تو ہم تجھے کسی گوشی مین چھپا رکھین اور دکھادین لیکن
آفتاب کو ذرہ سی سے کیا نسبت غرض ایک گوشی مین لے گئے طرح طرح کے کھانے اور قسم قسم کے میوے کھلائے
اور راوس سے صحبت گرم رکھی تین روز کے بعد پوچھا کہ ای جوان سچ کہہ تیری آنی کا سبب کیا ہی اوسنے کہا
کہ مجھے الگن پری ہی ایک کام ضرور ہی اسواسطے کہ وہ ایک جوان سے سات روز کا وعدہ کرکے یہان آئی ہی اور
سات برس گذر گئے کہ وہ اوسکے انتظار مین قریب مرگ کے پونہچا ہے آنکھین پتھرا گئین ہین جان بلب
ہو رہا ہی بلکہ سانس لینے کی طاقت نہین رہی تو بھی تو تین گھڑی کے بعد ایک آہ سرد دل درد سی کھینچتا ہے
اور یہ مصرع پڑھتا ہی ع شتاب آ کہ نہین تاب جدائی کی ۔ مین نے جو اوسکا یہ حال دیکھا بے اختیار ہوکر
پوچھا کہ تیرا کیا حال ہی اوسنے اپنی مصیبت از ابتدا تا انتہا سب میرے سامنے بیان کی اس واردات کو
سنکر میرا کلیجا جل گیا اور آنسو ٹپکنے لگے مین اوسکے واسطے آیا ہون اسلیے کہ اوسکا قول اوسے یاد دلاؤن

ایک پہاڑ آسمان سی باتین کر رہا ہے پرندی کی طاقت نہین کہ وہان پر پار سکے اور چرندی کی قدرت نہین جو
ادہر نظر کر سکے حاتم اس اندیشی مین اوسکے نیچے بیٹھہ گیا کہ اگر یہان کوئی رہنے والی کو دیکھون تو پوچھون
کہ اہلکی راہ کدہر ہی اسی فکر مین تھا کہ ایک گروہ پریزادون کا نظر آیا حاتم اوسکے پیچھے دوڑا مگر
نپا یا اور وہ غول اوسکی نظر سے غائب ہوگیا اتنے مین ایک بڑا سا غار دکھائی دیا اور ایک پتھر چکنا صاف
اوسکے گذارونپر لگا ہوا دیکھا حاتم نے اپنی جی مین خیال کیا کہ یہ غار کسی طرف سی راہ نہین رکھتا اسمین کیونکر
جائیگی آخر یہ تدبیر سوچی کہ اس پتھر پر بیٹھی پھسل چلیگی جو خدا چاہیگا سو کریگی آخر یون ہی عمل مین لایا اور صبح سے
شام تک لوٹتا پوٹتا چلا گیا جب اوسکے پاؤن تہ پر پہونچی آنکھین کھولکر کیا دیکھتا ہی کہ ایک میدان
نہایت وسیع اور پر فضا ہی دیکھتے ہی اوسکا دل کھل گیا تھوڑی دور چلا پھر جی مین گمان کرنے لگا
کہ وہ پریزاد کدہر گئی اور اس جنگل کی کسی طرف آبادی ہی یا نہین سو چکر دو چار قدم آگے بڑھا کہ ایک عمارت
عالیشان اور دلچسپ نظر آئی گمان کیا کہ البتہ یہان کوئی رہتی ہونگی چلا چاہیی اس اثنا مین کئی پریزادون نے
اوسے دیکھا کہ ایک آدمی غیر جنس سے دھڑک چلا آتا ہی وہ اپنی جگہ سی اوٹھکر بے اختیار دوڑی اور حاتم کی پاس آکر
کہنے لگی کہ ای آدمی زاد یہ مکان تیری آنی کی لائق نہین ہے یہان تو کیونکر آیا اور تجھی کون لایا وہ بولا کہ خدا
کی دی اور رہنما وہ ہی آیا اونھون نے پھر کہا کہ سچ کہ غار کی راہ تو نے کیونکر دیکھی وہ بولی کہا کہ مین دیر سی تمھین دیکھکر
دوڑا تم آگی جاکر ایکساعت کے بعد آنکھہ سی غائب ہوگئی فکر کرنے لگا کہ الٰہی وہ سب یہان سی کیا ہوئی اور کہان
گئی باری خدا کی فضل سی جسطرف تم گئی تھی مین بھی اوسطرف چلا اتنے مین ایک غار تاریک دکھلائی دیا اوسکو
دیکھکر نہایت حیران ہوا اور جی مین کہنے لگا کہ اسمین کیونکر جاؤن یکایک خیال آگیا کہ اوس پتھر پر
لیٹکر پھسل پڑون اور کسی طرح اندر پہونچون غرض وہی کیا اور تمھاری تلاش مین یہانتک آپہونچا
پر اب برای خدا یہ بتادو کہ اس پہاڑ کا کیا نام ہی اور یہ باغ کسکا ہی وہ بولی کہ اس پہاڑ کا نام القا ہی اور
یہ باغ ملکہ الکن پری کا ہی ہم اسکی نگہبان ہین اب موسم بہار نزدیک آیا ہی اسواسطی ہم اسکی خبر لینی
آئی تھے اغلب ہی کہ پرسون تک وہ بھی سیر کو یہان تشریف لائی اور کہنے لگی کہ ای جوان تجھی کیونکر اس باغ مین
رہنے دین کہ تو مارا جائیگا تیری جوانی پر ہمکو رحم آتا ہی حاتم نے کہا کہ مین کوئی ٹھکانا نہین رکھتا

ظاہر مین خوشی کی اور باطن مین شرمندگی کھینچی اور یہ بات کہی کہ ایجو امر واب ایک شرط باقی ہی اوسکو
بھی ادا کرا وسنے کہا کہ بہت بہتر آخر کار مسخر جادو نے اپنی لوگو سنے بلوا کر کہا کہ ایک لوہی کا کڑاہ گھی سی بھر کر
چولھی پر دھرواور سات روز تک رات دن اوسکے نیچے آنچ کرو تا وہ خوب سا کڑ کڑائی اونھون نے اوسکے کہنے کے
موافق کیا غرض وہ کڑاہ ایسا کھولا کہ اگر اوسمین پتھر بھی گری تو جلکر خاکستر ہوجائے اوسنی اوس جوان سے کہا کہ اب تو
اسمین کود اگر سلامت نکلی گا تو اپنی معشوقہ کو پاوی گا جوان ڈرا اور حاتم سی کہنے لگا کہ اس آگ سی مین کیونکر بچونگا
حاتم نے دلاسا دی کر کہا کہ غم نکھا خدا کو یاد کر وہ بھی مشکل آسان کری گا یہ کہکر حاتم نے وہ مہرہ جو اوس حرس کی
بیٹی نے اوسکو دیا تھا اپنی پگڑی سے کھولکر اوسکی ہاتہ مین دیا اور کہا کہ اسکو اپنی مُنہ مین رکھکر مو گھٹنے اس جلتے
کڑاہ مین کود پڑا اور غوطہ مار کر نکل آ خدا کی فضل و کرم سی تیرا ایک رونگٹا بھی نہ جلے گا جوان اوس مہری کو اپنی سینہ سے
ڈالکر مسخر جادو سے کہنے لگا کہ اب کیا کہتا ہی اوسنی کہا کہ اس کڑاہ مین کود پڑ جوان اوسکے پاس گیا دیکھتے ہی کانپنے لگا
حاتم للکارا ای جوان اندیشہ نکر غم نکھا یہ آتش عشق ہی خدا کو یاد کر وہ حاتم کی آواز سنتے ہی آنکھین بند کر کے
کڑاہ مین کود پڑا اور ایک غوطہ مارا اور کھولتے گھی کو ٹھنڈا پانی سا پایا یا تب ادھر اودھر کڑاہ مین پھرنے لگا
اور اپنی بدنپر گھی کو ملنے لگا بلکہ ہنس ہنس کر کہنے لگا کہ اب کیا کہتا ہے باہر آؤن یا دو چار گھڑی اور بھی اسمین رہون
مسخر جادو نے جو دیکھا کہ جوان اسمین نہ جلا اور تندرست ہا شرمندہ ہوکر سر جھکا لیا اوسوقت حاتم نے
کہا اب حجاب کیون کرتا ہی اپنا وعدہ وفا کر کیونکہ جو کچہ تو نے کہا اس بچانے نے کیا اور اگر اب تو جادو کرنی کی
فکر مین ہے تو ہرگز تیرا جادو اثر نکری گا کیونکہ یہ ایک مسخر مہرہ اور بھی اپنی پاس رکھتا ہی اسبات کو سنکر وہ
شرمندہ ہوا اوس جوان کو گلے لگا لیا پھر شادی کا سامان کیا اور اپنی بیٹی کو بائیس شاہزادیون سے بیاہ دیا
جوان نے بہت سی معذرت کی اور کہا یہ ملک و مال سب تیرا ہی کہ مین اسکی سوا اور کوئی لڑکا بالا نہین رکھتا
تو ہی میرا فرزند ہی حاصل کلام وہ دونون عاشق و معشوق آپس مین ملکر حاتم رخصت ہوا اور
کہنے لگا کہ بھائی مجکو اور بھی ایسی ہی بہت سی کام کرنی ہین رخصت دے چنانچہ کوہ القا کو جاتا ہون
جوان پاؤن پر گر پڑا اور دعائین دینے لگا اور کہا تیرا خدا حافظ و مددگار ہے راہ مین حاتم نے اپنا مہرہ اوس سے
لیا اور کوہ القا کا رستہ پکڑا رات دن چلا گیا آخر ایک دن کوہ القا کی متصل پونہچا کیا دیکھتا ہی کہ

سبب کیا ہی اوسنی کہا کہ یہ گرمی سرخ سانپ کی زہر کی ہی اور اس زمین سے اوسکے مُنہ کی آگ نکلتی ہی اس
سبب سے اس زمین کا رنگ لال ہی اور نہین تو یہ آگی سبز تھی اسباتکو سنکر حاتم وہان سی آگی بڑھا اور مہرہ کے
باعث سی کسی طرح کی گرمی نی اوسپر اثر نکیا غرض آدھی دور پونہچا تھا کہ سرخ سانپ نے حاتم کی بو پاکر
پھنکارنا شروع کیا اور شور سی کہ منہ کے شعلے آسمان تک پہونچتے تھے اور اوسکا پھن چٹان کی برابر
قد تاڑ کے مانند تھا اور آگ کی شعلے اوسکی ناک کی نتھنون سی باد سموم کی صورت نکلتی تھی اور کوسون تک
تر و خشک کو جلا دیتی تھے حاتم جو اوس آگ مین پڑا نہایت بیقرار ہوکر کہنی لگا کہ اب اس آگ سی ہڈی پسلی تک
بھی جلکر خاک ہوجائین گی لیکن اوس مہری کی باعث سی تھوڑا تھوڑا پانی ٹھنڈا ٹھنڈا اوسکی حلق مین
جاتا تھا اس سبب سے جیتا رہا آخر سانپ کی نظر حاتم پر پڑی بے تحاشا پھنپھنا کر لپکا اور شعلے منہ سے
چھوڑنے لگا مگر مہیوز کے نیزی کے باعث زہر کارگر نہوا حاتم محفوظ رہا رات اسی حیص بیص مین گذری
صبح کے وقت مہرہ سرخ سانپ کے لبونپر آرہا حاتم نی دیکھا کہ ایک غلیلہ سرخ سانپ کے لبونپر چمک رہا ہی اسنے
جونہی زی کو ہلایا وہ اپنا سر زمین پر پٹکنے لگا غرض ادھر آفتاب نکلا ادھر وہ مہرہ اپنی اپنی منہ سی اوگل دیا اور اپنی
بانبی مین چلا گیا حاتم مہری کی نزدیک آیا لیکن اوٹھانی مین ڈرا اور جی مین کہنی لگا کہ مبادا گرم ہو اور ہاتہ
جلجائی اس سے یہی بہتر ہی کہ قدری ٹھہر جائیے تھوڑی دیر کے بعد اوسنی اپنی پگڑی سی چیتھڑا پھاڑکر اوسکی
اوپر ڈالدیا وہ لتا نہ جلا تب ہاتہ بڑھا کر وہ مہرہ اوٹھا کر پگڑی مین باندھ لیا گرمی جاتی رہی اور اوس
جنگل کی ساری زمین سرد ہوگئی پھر آپ وہانسے روانہ ہوا غرض اوس مہری کی پیدایش یونہین ہوتی ہی کہ جب
کوئی اوسکو لیجائی تب تیسین برس کے بعد دو مہرہ پیدا ہوا اور اوسکی ایک مہرہ ایک خاصیت ہے کوئی کہانتک بیان
کری القصہ حاتم ایک مدت کی بعد اوس جوان کے پاس آپونچا اور وہ مہرہ اوسی دیکر تمام حال کہ سنایا جوان حاتم کے
پاونپر گر پڑا اوسنی گلے سے لگا لیا اور کہا کہ اب تو جا اور اس مہری کو منتر جادو کی جوائی کر وہ مہری کو لیکر حاتم
سمیت اوس شہر مین آیا اور منتر جادو سی ملاقات کر کی وہ مہرہ اوسکی آگی رکھدیا اور کہا کہ صاحب اسکو مین
بڑی محنت و مشقت سی لایا ہون اوسنی کہا کہ مین پہلی اسکی آزمایش کرلون تب تیری بات پر اعتماد کرون
اسنی کہا کہ بہت اچھا کیا مضائقہ غرض منتر جادو نی اوسکو ہر طرح سے آزمایا جب مہرہ تحقیق ہوا تب اوسنے

اسبا تکو سنکر وہ ہنسا اور کہنے لگا کہ تجکو اسکے سننے سے کیا ایکدن تجکو بھی اسی صورتسے کھاونگا حاتم نے کہا کہ جبتک تو یہ
بھید مفصل نہ کہیگا میں تجکو نچھوڑونگا تب پیر مرد ناچار ہوکر کہا کہ میرا نام ملک الموت ہے جس جس صورتسے حکم ہوتا ہے
اوس شکل سے میں ایک ایک کی جان قبض کرتا ہوں اس سخن کو سنکر حاتم خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اب یہ کہو
کہ میری اجل کب ہے اور کس سبب سے آئیگی اوسنے کہا کہ ابھی تو تیری عمر آدھی بھی نہیں گذری جب تو پچاس
برس کا ہوگا تب ایک بڑا آدمی سے گر پڑیگا اور تیری ناک سے ہلتا لہو جاری ہوگا کہ تو مر جائیگا اور ابھی تو
تیری عمر بہت باقی ہے اس عرصے میں جو نیک کام تیرے ہاتھ سے نکلے تو اوس میں کوتاہی نکر یہ سنکر حاتم نے سجدہ
شکر کیا سر اوٹھاکر جو دیکھا تو وہ پیر مرد نہ نظر آیا اور اوسنے دشت سرخ کا رستہ لیا ایک مدت کے بعد زمین سبزہ میں
جاکر پونچا وہان کے سانپ آدمی کی بو پاکر چارون طرف سے دوڑے وہ ہیولا کا عصا گاڑکر اوسکے نیچے بیٹھ گیا
سانپون نے اوسکے گرد حلقہ کر لیا اور ساری رات یہی صورت رہی صبح کی ہوتی ہے وہ سب کے سب جہان سے
آئے تھے وہان چلے گئے حاتم بھی وہان سے آگے بڑھا زمین سفید پر جاکر پونچا وہان سفید سانپ بھی اسی طرح سے
ساری رات اوسکے گرد بیٹھے رہے فجر کی ہوتی ہے بدستور چلی گئی حاتم وہان سے بھی روانہ ہوا زمین سبز پر جا پونچا
وہان بھی یہی حادثہ پڑا صبحکو پھر روانہ ہوا اور زمین سرخ پر جا پونچا کیا دیکھتا ہے کہ وہ زمین سنگرف سے بھی
زیادہ سرخ ہو رہی ہے یہ کئی قدم گیا تھا کہ طاقت چلنے کی نرہی جی میں سوچا کہ آگے کیونکر جاؤں پیاس
کی ماری جان بلب ہوں پاؤں بر فتار سی رہی اور زبان گفتار سی رہی پھر کھڑا ہوکر جی میں کہنے لگا کہ شاید
اسی جگہہ مرنا میری قسمت میں ہے اگر ٹھہرتا ہوں تو وقت نہیں اور اگر آگے بڑھتا ہوں تو طاقت نہیں
ہر طرح مرتا ہوں لیکن خدا کی راہ میں غیر کی واسطے ماری جانی سے کوئی بات اچھی نہیں یہ سمجھکر آگے بڑھا
شاید دو تین کوس گیا ہوگا کہ دونون پاؤن میں پھپھولے پڑ گئے بے اختیار خاک پر گر پڑا بیحد و گرنے کے
تمام بدن زخم پڑ گئی اور جی ڈوب گیا اتنے میں ایک پیر مرد پیدا ہوا اور اوسکو اوٹھاکر کہنے لگا کہ ای حاتم
یہ وقت ہمت ہارنے کا نہیں دل کو دھارس دے اور مہرہ جو تجھے اوس خرس کی بیٹی نے دیا ہے اپنی کمر سے
نکالکر منہ میں رکھ لے حاتم نے وہ مہرہ اپنی کمر سے کھولا اور منہ میں ڈالا زمین کی گرمی اور پیاس کی
شدت اوسی گھڑی دور ہوگئی حاتم اوس پیر مرد کے پاؤن پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ اس گرمی کا

تھر تھرانے لگا اور اپنی چھوٹی بھائی سے کہنے لگا ای نامرد آج تک کسی نے بھی اپنی ماں اور بہن سے ایسا کام کیا ہے
جو تو اس سے کیا چاہتا تھا اوسنے ہر چند قسمین کھائین مگر اوسنے بھائی کا کہنا ہرگز نہ مانا اور راہ پر نہ آیا بلکہ گالی گلوچ پر
آگیا آخر کار ایک تلوار اوسکے سر پر ایسی ماری کہ وہ سینے تک پہنچی اور چھوٹی بھائی نے بھی ایسا خنجر مارا کہ اوسکے
پیٹ کو ناف تک چیر گیا دونون زخمی ہوکر گر پڑے اور جان بحق تسلیم ہوئی وہ عورت بھینس ہوکر آگے بڑھی
حاتم اوسکے پیچھے ہولیا وہ ایک گاؤن کے قریب پونہچی اور یہ بھی ساتھی ساتھ چلا اوس گاؤن کے رہنے والے
اوسکو دیکھتے ہی بے اختیار دوڑے اور اونھون نے چاہا کہ اوسکو پکڑ کر اپنے گھر لیجائین اس لالچ پر اوسکے نزدیک
آئے اوسنے کتنونکو لاتون سے مار ڈالا اور کتنونکو سینگون سے پھوڑ دیا پھر ایک جنگل مین جاکر ایک پیر مرد کی
صورت بن گئی تب حاتم اپنے دل مین کہنے لگا کہ اب اس ماجرے کو اس سے پوچھنا چاہیے کہ یہ کیا سبب ہے جلد دوڑا
اور پکار کر کہنے لگا ای پیر مرد برای خدا ذرا ٹھہر جا وہ کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا ای حاتم تو خوش تو ہے کہ کیا کہتا ہے

تصویر حاتم اور پیر مرد کی کہ جو حقیقت مین ملک الموت تھا اور سبب پوچھنا صورت بدلنے کا پیر مرد سے



حاتم نے پوچھا تم میرے نام سے کیونکر واقف ہوئے اوسنے کہا کہ تیرے نام پر کیا موقوف ہے مین تیرے باپ کا بھی
نام جانتا ہون تجھے اس بات سے کیا جو پوچھنا منظور ہے سو پوچھ کہ اسوقت مجھے فرصت نہین ایک
کام ضروری درپیش ہے آخر حاتم نے جس جس صورت سے اوسکو دیکھا تھا اوس اوس شکل کا حال پوچھا

اوسنی کہا کہ مین اسبات پر جان و دل سی راضی ہوئی اوسی اوسکا ہاتہ پکڑ لیا اور آگی چلا حاتم بھی اوسکے پیچھے پیچھے
روانہ ہوا تھوڑی دور جاکر اوس عورت نی اوس جوان سی کہا کہ مین تین دن سی بھوکی پیاسی ہون مارے
ضعف کے جی سنسناتا ہی اگر کھانی کی چیز ہاتہ نہ لگی مگر پانی ضرور لایا چاہیی یہ سنکر اوسنی عورت کو ایک درخت کے
نیچے بٹھاکر اور اپنے چھوٹی بھائی سی کہا کہ بھیا تو اس سی خبردار ہو مین کہین سی پانی لی آؤن یہ کہکر اوسنے
چھاگل کاندہی پر رکہی اور پانی لینی گیا ایک دم کی بعد اوس عورت نی اوسکے بھائی سی کہا کہ مین نے تیری واسطے اسکے
ساتہ رہنا قبول کیا تھا کہ تیری صورت دیکھتے ہی میرا دل میری اختیار مین نہین تو اسی بوڑھی کو مین کیون
قبول کرتی اب تجکو لازم ہی تو مجھے اپنی خدمت مین رکھی اوسنی کہا کہ تم ہماری مان بہن کی جگہہ ہو یہ ہمسی
ہرگز نہوگا پھر وہ کہنی لگی ای جوان اگرچہ مین اسکی جورو ہوئی ہون پر تیری محبت مین رہون گی اور تجھی
دیکھا کرون گی اوسنی کہا یہ بھی ممکن نہین اس خیال فاسد کو دل سی دور کر وہ اسباتکو سنکر جل گئی اور کہنی لگی
کہ اب مین تجہپر تہمت لگاکر تیری بھائی سی کہونگی کہ یہ مجھسی تیری پیچھی بدفعلی کیا چاہتا تھا اور لیکر بھاگا
چاہتا تھا نہین تو یہ بات قبول کر اوسنی کہا بہت بہتر جو چاہہ سو کر مگر مین ہرگز تیری نہ سنونگا اسی گفتگو مین
تھے اور حاتم بھی ایک کوہ زمین کھڑا ہوا اونکی باتین سنتا تھا اتنی مین بڑا بھائی چھاگل پانی سی بھری ہوئی قریب
آپہونچا کہ اوس عورت نی دیکھتے ہی سر کی بال کھسوٹے اور گال نوچی سر پر خاک ڈالکر یکایک چلانی اور چیخین مارنی لگی
اوسنی نزدیک آکر پوچھا بی بی مین پانی لینی گیا تھا مجکو نہ کسی شیر نی کہایا نہ کسی درندے نی پھاڑا جو تو میری واسطی
اسقدر حال تباہ کرتی ہی اسکا سبب کیا ہی وہ بولی کہ میان رحمت خدا تجہپر اور تیری چھوٹی بھائی پر مارے
کمبخت کوئی بھی اپنی عورت کو ایسی بدکار کی پاس چھوڑ کر کہین جاتا ہی فقط خدای کریم نی میری شرم رکھی
جو مین تو پانی کو گیا تو نہین اس کمبخت ناشدنی نی میرا ہاتہ پکڑکر اپنی طرف کھینچا چاہتا تھا کہ میرا ستر دیکھی اور
خراب کری مین اسکو کھینچتی اور چھڑاتی تھی جب مین نی دیکھا کہ اب ہاتہ نہین بے اختیار فریاد کرنی لگی مگر کوئی
میری داد کو نہ پہونچا اور یہ کہتا تھا کہ تو مجھی قبول کیون نہین کرتی کیا مین تیری لائق نہین ہون چنانچہ تو
اوس پندرہ برس کی ہی اور مین سولہ سترہ برس کا نوجوان میرا بھائی تیری لائق نہین مین تجہپر ہزار جان
سی عاشق ہون اگر قابو پاؤن گا تو بڑی بھائی کو ٹھکانی لگاؤن گا اس بات کی سنتے ہی وہ ماری غصی کی

شام ہوئی سانپ پھر بل سے نکلا اور کسی طرف کو راہی ہوا حاتم بھی آنکھ بچائی ہوئی اوسکے ساتھی ساتھ چلا اور اپنے
جی مین کہنے لگا کہ دیکھیے اب کیا کرتا ہی اور کہان جاتا ہے غرض صبح کی ہوتی ہوئی ایک دریا کی کنارے جا پونہچا
وہان شیر کی صورت ہوگیا اتنے مین دس بارہ آدمی پانی پینے آئے اون مین ایک لڑکا چودہ پندرہ برس کا
نہایت حسین مہ جبین تھا اوسپر جا پڑا اور اونمین سے اوسکو اوٹھا کر ایک گوشے مین لے گیا وہان اوسکا پیٹ
پھاڑ ڈالا اور دل و جگر کو پرزے پرزے کرکے جنگل کیطرف راہی ہوا حاتم بھی ساتھ چلا وہ تھوڑی دور جاکر ایک
عورت نازنین کی صورت بنکر سرراہ جا بیٹھا حاتم حیران ہوا اور ایک درخت کے نیچے تاک لگاکر بیٹھ رہا اتنے مین
دو بھائی سپاہی زادے اپنے شہر سے روزگار کی واسطے نکلے تھے اور ایکمدت نوکری کرکے کچھ کمائی ہوئی گھر کیطرف
چلے جاتے تھے اتفاقاً اوس راہ آنکلے اور جب وہ اوسکے قریب پونہچے تب وہ عورت رونے لگی اوسکے رونے کی آواز
اونکے کان مین گئی بڑا بھائی اوسکی پاس آکر کیا دیکھتا ہی کہ ایک عورت نہایت حسین خوبصورت بیٹھی رو رہی ہے
وہ آپ بھی آنسو بھر لایا اور اوس سے پوچھنے لگا ای نازنین تو کون ہی اور اس بیابان مین کس لیے
روتی ہی اوسنے کہا ایجوان مین فلانے شخص کی جورو ہون وہ میری میکے سے مجھے لیے ہوئے اپنے گھر جاتا تھا اتنے مین
ایک شیر جنگل سے نکلا اور اوسکو اوٹھا کر لے گیا مین تن تنہا یہان بیٹھ رہی ہون نہ اپنے باپ کے گھر کا رستہ
جانتی ہون اور نہ سسرال کی راہ پہچانتی ہون حیران ہون کہ اب کیا کرون اور کہان جاؤن اور
یہ بھی معلوم نہین کہ آگے کیسی مصیبت پڑیگی اور یہ عمر رنڈاپے مین کیونکر کٹے گی اوسنے کہا اگر کوئی تجھے اپنے
پاس رکھے تو اوسکے پاس کام کرنا قبول کری یا نکرے اوسنے کہا کیون نہ قبول کرون اس جنگل مین میرا کون
ہی جو خبر لیگا اور دکھ کا شریک ہوگا اس سخن کو سنکر اوسنے کہا کہ مجھی قبول کر عورت بولی کہ تین شرطون سے
ایک تو یہ ہے کہ تیری گھر مین دوسری عورت نہو دوسری یہ ہی کہ مجھسے محنت و خدمت نہو سکیگی تیسری یہ
کہ جبتک مین جیون مجکو ایذا نہ دینا اور نہ کڑھانا اوسنے کہا کہ مین بھی ایک مرد مجرد ہون جبتک
جیتا رہون گا تیری سوا اور دوسری رنڈی نکرون گا اگر پری ہوگی تو اوسکا بھی مُنہ نہ دیکھونگا اسکی سوا
خدا کی فضل سے میرے گھر مین بہت سی لونڈیان باندیان غلام چیلے ہین تجھی کسی صورت کی تکلیف نہوگی
تو کار فرمائی کرتی رہنا بخوبی کام ہوگا اور کسی نے بھی آج تک اپنی معشوقہ کو ستایا ہی جو مین بھی رنجیدہ

کہدیا حاتم بولا کہ اب تجھ فریاد و فغان نکر مین تیری کام مین دل و جان سی سعی کرتا ہون بلکہ ابھی جاتا ہون
خدا کرم و رحیم ہی چاہیی کہ تو جلد اپنی مراد کو پونہچی اسطرح کی باتین کرکے اوس سے رخصت ہوا اور کوہ قاف کیطرف
چلا کئی منزلین گیا تھا کہ ایک دن صبح کی وقت قضای حاجت کو جاتا تھا کیا دیکھتا ہی کہ ایک بچھو
ہفت رنگی کلنگ مرغ کی برابر صحرا مین چلا جاتا ہی یہ اوسکو دیکھکر ڈرا اور اپنی جی مین کہنی لگا کہ خدا جانتا ہے
کہ مینے اپنی اس عمر مین ایسا بچھو کبھی نہین دیکھا اور وہ جا کر کسی کونی مین چھپ رہا تمام دن اوسکی حبست و جو
مین رہا اور بار بار کہتا تھا کہ دیکھا چاہیی شبکو یہ کیا کرتا ہی اوس جنگل کی ادھر اودھر کئی گاون آباد تھی وہانکی
لوگون نی جو اوس مسافر کو دیکھا آب و دانی سی متواضع ہوئی حاتم نی کھانا کھایا پانی پیا اور ایک درخت کی نیچی
بیٹھکر یاد الٰہی مین مشغول ہوا اتفاقاً میدان مین بہت سی گایین اور گھوڑی جمع ہوئی اونکی پاس تین چار
چاکر اور نگہبان سو رہی تھی رات گئی وہ بچھو پتھر کی نیچی سی نکل کر گایون کیطرف گیا اور راہ چلکر ایک گای کی سر پر
ڈنک مارا وہ تڑپ کر مر گئی غرض اسی طرحسے سبکو مار ڈالا پھر گھوڑی کی گلی مین آیا اونکا بھی اونکی نگہبانون سمیت
کام تمام کیا پھر اوسی پتھر کی نیچے جا کر چھپ رہا جب صبح ہوئی اوس گاون کی رہنی والی جو اوس جنگل مین آئے
تو کیا دیکھتے ہین کہ وہ دونون گلی نگہبانون سمیت مری پڑی ہین اور ہر ایک کی پیٹ سی نیلا پانی بہہ رہا
ہی تب لوگون نی اوس سی کہا کہ ای مسافر تو کیونکر جیتا رہا حاتم بولا ای یارو مینے ایسا تماشا دیکھا ہی
کہ کبھی نہین دیکھا یعنے ایک بچھو سات رنگ کا مرغ کی برابر پیدا ہوا اوسی نی یہ کام کیا ہی اتنی مین وہ بچھو پھر
پتھر کی نیچی سے نکلا اور اونکے سردار کی سر پر ڈنک مارا وہ تڑپنی لگا بچھو نی جنگل کی راہ لی وہ لوگ روتی پیٹنی لگی
اور حاتم اوسکے پیچھے ہو لیا تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک شہر نظر آیا بچھو وہان لوٹ پوٹ کر کالا سانپ بنگیا
حاتم اور بھی حیران ہوا اور اپنی جی مین کہنی لگا کہ الٰہی یہ بچھو تھا سانپ کیونکر ہوا اور بل مین کسطرح جا بیٹھا
یہ سوچکر وہان بیٹھہ رہا جب پہر رات گئی تب وہ سانپ بل سی نکل کر شہر کیطرف چلا حاتم بھی اوسکی پیچھی ہو لیا
وہ محل بادشاہی مین مہری کی راہ سی گھس گیا اور بادشاہ کو ڈسکر وزیر کی حویلی مین بیٹھا وہان
اوسکی بیٹی کو کاٹکر نکلا اور اوسی سوراخ مین جا بیٹھا صبحکو شہر مین شور و غل مچگیا کہ رات کو وقت
بادشاہ کو سانپ نی کاٹا اور وزیر کی بیٹی کو بھی ڈسا ہزار حیف کہ اونکی جانین مفت گئین اتنی مین

غیر کے واسطے آپکو اس محنت اور مشقت مین ڈالا شاید کوئی شخص مسخر جادو کی بیٹی پر عاشق ہوا ہی جو مسخر نے
ایک جوڑا ہمارا طلب کیا ہی تو اسلیے یہان آیا ہی حاتم نے کہا کہ یہ تمنے سچ کہا اگر تم اپنی مین سے ایک جوڑا
میرے حوالے کرو تو گویا اوس نیمجان کو جلاؤ اور مجھے بھی بی دامون مول لو مین جبتک جیتا رہون گا
تمھارے طوق احسان سے گردن نہ نکالون گا اور وہ نامراد اپنی مراد کو پہنچے گا تمھین دعا مین دونگا اسبات کو
سنکر اونھون نے آپسمین مصلحت کی کوئی ایسا ہی کہ ایک جوڑا اپنی بچون کا خدا کی راہ پر اس جوان کو دی کہ کار خیر ہی
اس سخن کے سنتے ہی اون مین سے ایک اوٹھا اور ایک جوڑا اپنی بچون کا حاتم کو دیا اور کہا کہ تو اسکا
مختار ہی جو چاہی سو کر اور جہان چاہے وہان لیجا حاتم اون دونو کو لیکر اونسے رخصت ہوا اور مسخر جادو کی شہر
کیطرف چل نکلا ایک مدت کے بعد منزلین طے کرتا اور دکھ سہتا اوس جوان تک پہنچا وہ نعرہ زنان سر جھکائے
بیٹھا تھا اوس سے ملاقات کی اور کہا اے جوان خوش ہو کہ مطلب تیرا بر آیا وہ اوس جوڑے کو دیکھتے ہی حاتم کے
پاؤن پر گر پڑا حاتم نے اوسکو گلے لگا لیا اور وہان کا احوال اور راہ کا دکھ سب اوسکو سنایا اور کہا کہ تو اسی
طرحسے اوس مسخر جادو کے سامنے تذکرہ کرنا اور کہنا کہ یہ جوڑا مین لایا ہون غرض وہ سیاہی اوس جوڑے کو
لیکر مسخر جادو کی پاس گیا وہ اوسکو دیکھکر جی مین نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ یہ کام تیرا نہین ہے شاید
کسنے دوسرے نے مدد کی ہی اور اگر تو لایا ہی تو وہان کی ہر ایک مکان اور مقام کا نشان دے اور وہان کی
کیفیت سے آگاہ کر کہ جس سے دل کو تسکین ہو جوان نے مفصل حقیقت بیان کی اونسنے کہا کہ تو سچ کہتا ہی
یہ سب درست ہی اب جا اور سرخ سانپ کا مہرہ لا اونسنے کہا کہ ایک مدت سے اوس نازنین سے جبین کا منہ دیکھا کہ مجھے بھی
طاقت ہو کیونکہ معشوق کو دیکھنے سے دل کو قوت ہوتی ہی اس بات کو سنکر اونسنے اپنی لڑکی سے کہا کہ بابا ایکدم کے
واسطے اپنا چہرہ کھڑکی سے نکالکر اپنے عاشق کو ذرا جمال دکھا دے سنکر وہ کھڑکی کھولکر نازو ادا سے جھانکنے لگی
غرض اونسے دید بازی مین وہ دن گذر گیا جوان نے کہا کہ اب مین سرخ سانپ کا مہرہ لینے جاتا ہون تو اگر کچھ
اوس سے آگاہ ہی تو کہدے کہ وہ کس سرزمین پر اور کہان ہی اونسنے کہا کہ مین نے اپنے بزرگون کی زبانی سنا ہی
کہ وہ کوہ قاف کی دشت سرخ مین ہی معشوقہ سے رخصت ہو کر حاتم کے پاس آیا اور کہنے لگا اے عزیز اونسنے
سرخ سانپ کا مہرہ مانگا ہی حاتم نے کہا کہ تو نے اوسکا پتا بھی پوچھا آیا کہ وہ کس طرح کا ہی اونسنے جو سنا تھا

پیچھے دوڑا حاتم نے ڈانٹ کر کہا کہ ای نامرد کہان جاتا ہی اور تو ہی کیون ستاتا ہی اگر اب تو نے اسی دکھ دی گا تو
مین تجھی مار ڈالون گا اسبات کو سنتے ہی وہ ڈرا اور وہین کھڑا ہو رہا حاتم آنکھہ بند کر کے اوس پیڑ پر
چڑھا اور دریا کی کنارے جا لگا پھر ملازمان کیطرف روانہ ہوا اور اوسکے قریب جا پونچا ایک درخت سایہ دار کے
نیچے بیٹھکر سوچنے لگا کہ مین خدا کی فضل و کرم سے یہانتک آیا مگر اب اوس جانور کی جوڑی کو ڈھونڈھیے کہ وہ
کہان ہی اتنے مین رات ہو گئی اور وہ جو چرائی کو گئے تھے سو وہان سے پھرے اور ایک درخت کے اوپر بیٹھکر
آپس مین کہنے لگے کہ آجکی رات ایک آدمی خدا رسیدہ اور غریب پرور غیر کے واسطے اپنے اوپر اذیتین اوٹھاتا
اور دکھہ سہتا یہانتک آیا ہی اور یہی بزرگون سے اوسکا نام حاتم سنا ہی اور خدا کا بندہ خاص ہے
ایسا نہو کہ ہماری ملاقات سے محروم رہ جاوی یہ بات ٹھہراکر وہ سب آئے اور حاتم کے پاونپر گر پڑے وہ ہر ایک

تصویر اون جانورون کی جو صورت آدمی کی رکھتے تھے اور پیشانی اور بدن طاؤس کا اور آنا اونکا حاتم کے پاس ملاقات کو اور قدمبوس ہونا ہزار شوق و تمنا سے



جانور کی صورت دیکھکر حیران رہ گیا اسواسطے کہ اونکا مُنہ آدمی کا سا تھا اور بدن طاؤس کا اگر پری بھی دیکھیز
دیکھے تو فریفتہ ہو جاوی اور وہ جانور زبان فصیح سے کہنے لگا کہ آفرین ہی تیری ہمت اور جوانمردی پر جو تو نے

یہ گھبرایا وہ عاجزی سی فریادیون کی مانند عرض کرنے لگا کہ ایجوان یہ میرا مکان ہے اوسکو کیکڑی نے
زبردستی چھین لیا ہی اسبات کا امیدوار ہون کہ تو دلادی حاتم نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ وہ تجھسی نہایت
زبردست ہی اور تو کمزور گھڑیال بولا یہ ستم رسیدہ کیا کہو تم دیکھوگی تو معلوم کروگی حق تو یہ ہے
کہ اگر وہ چاہی تو اپنی نیش کی مقراض سی پکڑکر دو ٹکڑی کرڈالی اسوقت چرائی کو گیا ہی وہ ہوتا تو دیکھتے
یہ اسی گفتگو مین تھی کہ وہ منہ پھیلائے ہوئے آپونچا گھڑیال ڈرکر حاتم کے پیچھے جا چھپا اور وہ حاتم کو قلعی طور پر
دکھلائی دیا چنانچہ ایک طرف کا اوسکا نیش مغرب کو پونچا تھا دوسری جانب کا مشرق کو اتنی مین
کیکڑی کی نظر جو گھڑیال پر جا پڑی ایسا ایک نعرہ مارا کہ وہ بید کیطرح کانپنے لگا اور حاتم بھی آگا پیچھا
کرنے لگا کہ الٰہی اس بلا سی کیونکر نجات پاؤن گا یہ دلمین کہا اور ہیوز کا عصا ہاتھ مین لیکر اوٹھ کھڑا ہوا
کیکڑا اوسکو دیکھکر جہان تھا وہین رہ گیا اتنی مین حاتم نے باآواز بلند کہا کہ ای بندۂ خدا کسیکو دکھ دینا
اچھا نہین بلکہ جو کوئی کسیکو ستاتا ہی سو اپنے حق مین آپ کانٹے بوتا ہی تو کس لیے اس غریب کو دکھ
دیتا ہی کیا تیری رہنے کو اس مکان کے سوا اور کہین جا نہین ملتی جو تو ہی اسبات کو سنکر سرطان نے کہا کہ تم دونون
یہان کے رہنے والے ہین آپس مین سمجھ لین مجھ آدمی کو کیا دخل ہی جو ہماری بیچ مین بولی حاتم نے کہا یہ تو سچ
کہتا ہی پر جسنے اٹھارہ ہزار خلقت کو پیدا کیا ہی کسیکو تری مین رکھا ہی اور کسیکو خشکی مین سبھی بندی خدا
کی ہین وہ پاک پروردگار نہین چاہتا ہی کہ کوئی میرا بندہ کسی کا ہاتھ سی ستایا جاوی سرطان نے کہا کہ خیر جو
مین اسی تیری کہنے سے چھوڑ دیتا ہون مگر پھر یہ تجھی کہان سی پائیگا جو حمایتی بنا کر لائیگا اسکی آخر اسی مین
رہنا ہی اور مجکو بھی یہ وہی مثل ہی دریا مین رہنا اور مگرسی بیر حاتم نے کہا ای کافر معلوم ہوا کہ تو کسی پر
رحم نہین کرتا ہی اور نہ خدا سی ڈرتا ہی خیر اب بھی کچھ نہین گیا اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو ایذا دینے سے
باز آ اور اس جگہ کو چھوڑ دی نہین تو ابھی دو بچیان کرکے اور آئے دیتا ہون اسبات کو سنکر سرطان ہنسا اور
کہنے لگا کہ اس ضد پر تو مین ہرگز نہی چھوڑونگا بلکہ تجھی بھی یہ کہکر چاہتا تھا کہ اپنی نیش سی پکڑکر حاتم کو
دو ٹکڑی کرڈالی اتنی مین اوسنے ہیوز بادشاہ کا عصا اس زور سے مارا کہ اوسکے دونون نیش کھیرے کی
طرح کٹ کر زمین پر گر پڑے سرطان نے جب دیکھا کہ میری پاس حربہ نہا جانے کر رہا گا اور گھڑیال اوسکی

کیونکر جن کی قوم سے نیکی کریگا حاتم نے کہا خیر معلوم ہوا کہ تو اپنی بیٹی کی زندگی سے سیر ہو چکا ہی جو ایسا غافل
ہی اسبات کی سنتے ہی اوسنے کہا ای عزیز یہ کیا بکتا ہی مین نے اس عمر مین یہی ایک لڑکا پایا ہی مین تو اپنی
جان سے بھی اوسکو بہتر جانتا ہون اور عزیز رکھتا ہون حاتم نے کہا کہ اگر اوسکی زندگی چاہتا ہی تو میرا
کہا مان نہین تو آج کل مین مارا جاتا ہی اوسنے کہا ای دوست یکرنگ رحمت خدا تجکو کہ تو نے مجھپر بڑا احسان کیا
اور کرتا ہی باری اس بھید کو ظاہر کر وہ بولا کہ تیری بیٹی نے کسی کے باپ کو مار ڈالا ہی وہ اسکو مارا چاہتا ہی آج
مین نے اسکو اور اوسکو ایک جنگل مین لڑتی دیکھا تھا بلکہ قریب تھا کہ اسکی جان جاے مین نے بزور اسکو اوسکے
ہاتھ سے چھڑایا لیکن ایک نہ ایک دن مارا ہی جاے گا کیونکہ یہ اوسکی بہن پر عاشق اور وہ اسکی بہن پر فریفتہ بہتیرے
کہ تو دونون کی شادی کردی کہ آپس مین صلح ہو جاے ہیوز نے یہ بات حاتم کی پسند کی اور اوسیوقت اپنی لڑکی کو
اوس سے بیاہ دیا اور اوسکی بہن اپنے بیٹے سے منسوب کی جب وہ ایک ایک اپنی اپنی مراد کو پہنچا تب حاتم ہیوز
بادشاہ سے رخصت ہونے لگا اوسنے کہا ای جوان اس نیکی کی بدلی کچھ مجھسے زر و جواہر لے اوسنے کہا کہ عوض لینا
میرا کام نہین اوسنے پھر بہت کہا کہ اگر تو مال و متاع نہین لیتا تو میرا یہ عصا لے کہ اسمین کئی خواص ہین
اگر سانپ اور بچھو کاٹین تو زہر نہ اثر کریگا اور نہ سوزش ہو اگر اوسکے نیچے ہو رہے تو آگ سے نہ جلے اور اگر کوئی
جادو کریگا تو وہ بھی اوسکے رکھنے والی کا کچھ نکر سکے اور اگر دریا راہ مین حائل ہو تو اوسمین اوسکو ڈالدے
یہ کشتی کی طور ہو جاے اور بیڑا پار کردی اور ایک مہرہ دیتا ہون وہ بھی اپنی پاس رکھ اوسکے یہ خواص ہین کہ
اگر راہ مین سرخ یا سفید یا سیاہ سانپ ملے تو اوسوقت منہ مین رکھ لیجیو اور بدوہشت ہیوز ہر کسی کا
زہر اثر نکریگا حاتم نے دونون کو لیا اور اوس سے رخصت ہوا اور رات دن چلنے کے سوا کچھ کام نہ کیا
کئی منزلون کے بعد ایک دریاے عظیم ایسا دکھائی دیا کہ اوسکی لہر آسمان پر جاتی تھی متفکر ہو کر چارون
طرف نگاہ کی کسی کو آتے جاتے نہ دیکھا اتنے مین ہیوز کے عصا کا خواص یاد آیا اوسیوقت اوسنے دریا مین
ڈالدیا وہ کشتی کے طور پر ہو گیا یہ اوسپر سوار ہو کر چل نکلا جب بیچ منجدھار مین پہونچا تب
اوس دریا سے ایک گھڑیال نکلا اور اوسکو کھینچکر لے گیا اور رسات کوس تک نیچے چلا گیا کہین دم نہ لیا
جب اوسکا پاون تہ پر لگا تب اوسنے آنکھین کھولکر جو دیکھا تو ایک گھڑیال پہاڑ کے مانند نظر آیا

اسکو فقیرون محتاجون کو بخشو خدا کی نزدیک سرخرو اور دنیا مین نیکنام کہلاؤ یہ کہکر وہان سی بھی
رخصت ہوا اور کسی طرف کو چلا اتفاقاً ایک دن راہ مین کیا دیکھتا ہی کہ ایک سانپ نیولے سی لڑ رہا ہی قریب
ہی کہ کوئی نہ کوئی اون مین سی مارا جای حاتم بولا اور للکار کر دوڑا کہ ای حیوانو تم دونون مین ایسی کیا
دشمنی ہی جو آپس مین لڑ رہی ہو اور اپنی جانین کھوتی ہو سانپ نے کہا اسنی میری باپ کو مارا ہی مین اسے
مارون گا نیولا بولا کہ وہ میری خوراک تھا مین نے کھایا اور اسکو بھی کھاؤن گا حاتم نے کہا ای نیولے
اگر تجکو گوشت ہی کھانا منظور ہے تو مجھسے کہو اپنی بدن کا دون اور اوس سانپ سی کہا کہ اگر تو اپنی باپ کا عوض
چاہتا ہی تو مجھی مار کہ مین خدا کی راہ مین ایک مدت سے مرنے چکا ہون یہ بات سنکر وہ دونون آپس مین لڑائی سی
باز رہی پھر نیولے نے کہا ای شخص تو نے وعدہ کیا تھا کہ اپنا گوشت دونگا اب دے کہ مین کھاؤن اور اپنے
گھر چلا جاؤن حاتم نے کہا کہ جہان کا گوشت چاہی وہان کا مانگ اوسنی کہا اپنی رخسار کا دی حاتم نے خنجر کمر سی
کھینچا چاہتا تھا کہ اپنی رخسار کا گوشت کاٹے اتنی مین نیولا پکارا ای جوانمرد ٹھہر ایسی جلدی نکر یہ بات مین نے
آزمایش کی واسطے تجھسے کہی تھی آفرین تجکو اور تیری مان باپ کو یہ کہکر وہ دونون آدمی کی صورت ہو گئے
حاتم نے کہا ای عزیز یہ کیا سبب ہے تم بھی حیوان کی شکل تھے اب انسان ہو گئے اونھون نے کہا کہ ہم دونون جن کی
قوم سی ہین اور اسکے باپ کو اسواسطے مارا ہی کہ یہ اوسکی بیٹی پر عاشق ہون اور وہ اوسکی شادی کہیں ساتہ نکرتا تھا
اور یہ اوسکی لڑکی کا بھائی ہی یہ بھی ویسی ہی محبتین کرتا ہی اب اسی بھی مارڈالونگا حاتم نے کہا ایجوان تو اپنی بہن کی
شادی اسکی ساتہ کیون نہین کرتا اوسنی کہا کہ مین اسکی بہن پر عاشق ہون یہ بھی اوسکو میری ساتہ بیاہنا
اگر قبول کری تو مین بھی قبول کرون نیولے نے کہا کہ میرا باپ جیتا ہی وہ راضی نہین ہوتا ہی مین ناچار ہون
حاتم نے کہا کہ اپنی باپ کی پاس مجھی لیچل مین اوسی سمجھا بجھا کر راضی کرون گا غرض وہ دونون جن اور حاتم
روانہ ہوئی تھوڑی دور جا کر نیولے نے کہا کہ مین اپنی محل مین جاتا ہون تو شہر مین آ یقین ہے کہ وہان کے
لوگ تجھی پکڑ کر میرے باپ کی پاس لے آئین گے وہان جیسی بنے ویسی کیجیو حاتم نے اوسکے کہنے پر عمل کیا چنانچہ جن
اوسکو پکڑ کر بادشاہ کی پاس لے گئے اوس بادشاہ کا نام ہوز تھا بادشاہ نے کہا ای آدمزاد تو ہمارے
شہر مین کیون آیا ہی بتا وہ بولا مین بندۂ خدا ہون اور تیرے بھلے کو آیا ہون بادشاہ نے کہا ای شخص تو

پھر سوچا کہ گیدڑ میری زخم کی واسطے پیر و جانور کا مغز دشت ماز ندران سے لایا اب مجکو بھی ضرور ہوا
کہ اوسی جنگل مین جاؤن یہ سمجھکر اوس سے رخصت ہوا اور منزل مقصود کو چل نکلا تھوڑی دور جاکر کیا دیکھتا ہے
کہ ایک قلعے کی خندق کے گرد بہت سی لکڑیان جمع کرکے ایک خلقت آگ لگانے کی فکر کر رہی ہے یہ ماجرا
دیکھکر وہ متفکر ہوکے کہنے لگا یہان آگ لگانے کا کیا سبب ہے کسی نے کہدیا کہ ایک جانور بڑا آفت روزگار کسی طرف سے
آتا ہے اور تین چار آدمی کھا جاتا ہے اگر یہی حالت رہی تو تمام شہر ویران ہوجائیگا اس باتکو سنکر وہ اپنے
دلمین کہنے لگا کہ اس بلا کو کسی طرح ان غریبون کے سر سے ٹالنا چاہیے یہ سوچکر کارونہار مین آیا اور اوسکے پاس
میدان مین بڑا سا گڑھا کھدوایا اور بہت سی سوکھی لکڑیون سے پٹوا کر اوسمین بیٹھا جب پہر رات گئی
تب وہ جانور آتا دکھائی دیا سو وقت نظر آیا کہ ایک پہاڑ سا چلا آتا ہے جب نزدیک آیا حاتم نے پہچانا کہ اس جانور کا نام
شمن ہے آٹھ پاؤن اور بہت سے سر رکھتا ہے ایک سر ہاتھی کا سا ہے اور چھ سر شیر کے سے چنانچہ جو سر ہاتھی کی شکل
کا ہے اوسمین نو آنکھین ہین اگر اسکی بیچ کی آنکھ کسی ضرب سے پھوٹ جاوے تو یقین ہے کہ یہانسے بھاگے اور کبھی
اس طرف کو رخ نکرے اتنے مین وہ منہ پھیلائے شہر کیطرف آپہنچا لوگون نے دیکھتے ہی قلعے کی آگ بھڑکا دی
اوسکا شعلہ ایسا بلند ہوا کہ قلعہ نظر آنے سے رہ گیا وہ ادھر اودھر پھرنے لگا اور ایک آواز اوس ہاتھی کے سر سے
ایسی نکلی کہ تمام خلقت وہانکی تھر تھر اگئی اور ساری زمین کانپ اوٹھی یکایک وہ اجل گرفتہ حاتم کے پاس
جا پہنچا کہ اوسنے ایک تیر ایسا تاک کر مارا کہ بیچ کی آنکھ مین ترازو ہوگیا وہ نیم بسمل کیطرح خاکپر تڑپنے لگا اور
نعرے ایسی ماری کہ تمام جنگل تھر تھرا اوٹھا یکایک اوٹھکر ایسا بھاگا کہ پیچھے پھر کر نہ دیکھا حاتم اوس غار سے نکلا اور
باقی رات وہین کاٹی صبحکو اوس بستی کے رہنے والے آکر اوس سے پوچھنے لگے اے عزیز تو اوسکو دیکھکر کیونکر جیتا
رہا اوسنے کہا کہ میرے سر پر خدا کا سایہ تھا اوسنے بچا لیا اور اوسکا نام شمن تھا خدا کے فضل سے مین نے اوسے
مارا اور تمھارے سر سے دفع کیا اونھون نے کہا یہ بات ہم کیونکر باور کرین حاتم بولا کہ آج کی رات تم سبکے سب قلعے
کی چھت پر بیٹھکے جاگو اگر وہ آجکی رات آئے تو مجکو جھوٹا جانیو اور نہین تو سچا اونھون نے اسکے کہنے کے
بموجب کیا وہ جانور صبح تک نہ آیا تب وہ سبکے سب آکر حاتم کے پاؤن پر گر پڑے لاکھون روپے اور سیکڑون جوان
جواہر کے اسکے آگے دھرے حاتم نے کہا کہ مین تن تنہا مسافر غریب اس زر و جواہر کو لیکر کیا کرونگا بہتر یہی ہے کہ

میرود دیکھو اوسکی سیر کی یہانتک رغبت ہوئی کہ مین اوسکے قریب آکر گھوڑی سی اوتر پڑا اور در آیا دو چار ہی قدم
اوسکے اندر گیا ہونگا اتنی مین ایک غول پریون کا لباس رنگین سی جھجھماتا ہوا نظر آیا مین نے اپنی عقل سی معلوم کیا
کہ شاید یہان کسی میر کا زنانہ سیر کرنے کو آیا ہی یہ مناسب نہین کہ کسی کی ناموس کو نظر بد سی دیکھی یہ خیال کرکے
وہان سی پھرا کہ اون عورتون نے دوڑکر اپنی بی بی ہی خبر کی وہ مسخر جادو کی بیٹی تھی اسبات کو سنکر مسند سی
اوٹھی مجکو ایک مکان آراستہ مین بلوا کر لیگئی اور اپنی پاس بٹھایا اور گرمجوشی کرنے لگی اتنی مین اوسکا باپ اوس
باغ مین داخل ہوا پہلے تو میری گھوڑی کو دیکھکر لوگون سے پوچھا کہ یہ گھوڑا کسکا ہی کسی نے ماری ڈر کے جواب نہ دیا آگے
بڑھا پھر مجھی اوس شمع بزم حسن کے پاس پروانہ وار دیکھکر آتش غیرت سی جل گیا نزدیک آکر چاہتا تھا کہ
اوسکی گردن پکڑکر زمین پر دی پٹکے وہ لڑکی ڈری اور چلائی کہ مین بیگناہ ہون خدا کے واسطے پہلے
تقصیر ثابت کرلو پھر جو چاہو سو کیجیو اسبات کو سنکر وہ ٹھہر گیا اتنی مین دائی نے آکر کہا کہ ایجداوند شہزادی
نام خدا جوان ہوئی ہی اور اس شہر مین آپ کی دامادی کے لائق کوئی نظر نہین آتا یہ مسافر نہایت لیاقت دار
کسی بڑے آدمی کا بیٹا معلوم ہوتا ہی کیونکہ اوسنے ماری حیا کی شہزادی سی ابتک بات بھی نہین کی بہتر یہی ہے
کہ اسی کیساتھ شہزادی کو بیاہ دو اگر ان دونون بیگناہون کو مارو گی تو خلق مین رسوائی ہوگی اور انکا
خون تا قیامت تمھاری گردن پر ہوگا خدا کو کیا جواب دوگی تب اوسنے اپنی لڑکی سی پوچھا کہ تیری کیا مرضی ہے
اوسنے کہا کہ آج تک مین نے کسی نامحرم کو نہین دیکھا اور پہلے پہل یہی نظر پڑا ہی اسواسطے مین نے اسی قبول کیا
اوسنے کہا بہت بہتر تجھی مبارک ہو لیکن یہ میری تین قبول پوری کرے اسبات کو سنکر وہ بولا کہ جو کچھ آپ فرماوینگے
مین بجالاؤن گا اوسنے کہا پہلے تو ایک جوڑا پر یرو جانور کا پھر سرخ سانپ کا مہرہ تیسری آپکو کھولتی کھی کے
کڑاہ مین ڈالا اور سلامت نکالا اوسوقت مین اپنی بیٹی تجھی دونگا اوسکے یہ سوال سنکر گھبرایا اور اسی
بھانتی سی اس بیابان وحشت اثر مین آپڑا اب اری بھوک اور پیاس کے اتنی طاقت نہین جو اپنی وطن کو جاؤن
نہ یہ قدرت ہی کہ اوسکے جواب دی کرا پنی معشوقہ سی ملون دو برس سے بگولی کی طرح چارون طرف خاک اوڑاتا
پھرتا ہون حاتم نے کہا ایجان مین تری خدا یہ شرطین پوری کرکے تیری معشوقہ کو تجھسے ملاؤن گا
میری یہ بات یاد رکھہ اور حق تعالی نے اسی واسطے مجھی پیدا کیا ہی کہ ہر ایک کی بُری وقت مین کام آؤن

بیقراری سی تڑپ رہا ہی اور اوسکی جان لبونپر آرہی ہی مین اوسواسطے جاتا ہون کہ اوسکو سمجھاؤن کہ وعدہ کرنا اور
اوسکا وفا نکرنا یہ شیوہ اچھون کا نہین ہے اسباتکو سنکر وہ مسکرائی اور کہنی لگین کہ الکن پری القا کی پہاڑ کی شہزادی
ہی اوسکو ایسی کیا غرض تھی کہ وہ کسی آدمی سی ملنی کا اقرار کرتی معلوم ہوا کہ تو سودائی ہی جو اوس پہاڑ کو دیکھی اور اوس سے
ملنے کا قصد رکھتا ہی اسکی قطع نظر اگر تو وہان جائیگا تو کب جیتا بچیگا حاتم نے کہا خیر جو ہونی ہو سو ہو مین وہان
جاکی ہوئی نہین رہتا اونھون نے کہا اگر ہماری صحبت قبول کرے اور آجکا رہنا یہان غنیمت جانے تو کل ہم تجھے
القا کی پہاڑ کی راہ دکھلادینگی اوسنی کہا بہت اچھا کسی طرحسی یہ کام ہو غرض وہ اونکے گھر مہمان رہا اور اوس رات کو
عیش و عشرت مین بسر کیا صبح ہوتی ہی کوہ القا کا رستہ لیا وہ حاتم کے ساتھ ہوئین اور سات روز تک منزلین
چلی گئین آٹھوین دن کسی منزل پر پہونچکر کہنے لگین کہ اب اسکے آگے ہم نہین جاسکتی کیونکہ یہان سے آگے ہماری
سرحد نہین ہے کہ سیدھا چلا جاوی یقین ہے کہ تھوڑی ہی دنون مین کوہ القا تک پہونچ جائیگا حاتم اونسی
رخصت ہوا اور آگے چلا ایک مہینے کی بعد وہان جا پونچا جہان ایک دریا تھا اتکی رات وہین رہا چار گھڑی
رات گذری ایک بستی کیطرف سے یہ زاری کی آواز اوسکے کان مین آئی وہ چونک کر اوٹھ بیٹھا اور پر دھیان کیا
اور اپنی جی مین کہنی لگا کہ ای حاتم تو خدا کی راہ پر کمر باندھی اور اس بیزاری کی آواز سنکر تغافل کری پس خدا کو
کیا جواب دیگا اور تیرا نام دنیا مین کیا خاک رہیگا بہتر یہ ہی کہ اپنی راحت چھوڑ اور اوس مصیبت زدہ کی خبر لے
اگر تیری بابت سی کسی کا کام اور مطلب آئی تو بابت جہان ہی تو بھی بھلائی کا پھل پائے یہ دھیان کرکی اوٹھا
اور تمام رات ادھر اودھر ڈھونڈھتا پھرا صبح ہوتی ہی جسطرف سے وہ آواز آتی تھی اودھر روانہ ہوا اور جا پونچا
کیا دیکھتا ہی کہ ایک جوان خوشرو سرپا برہنہ بے اختیار رو رہا ہی حاتم نے کہا ای بندۂ خدا تو ایسا پھوٹ پھوٹکر
کیون روتا ہی اور آہ و سوا میرلسلی بھرتا ہی ایسا کون کٹر تھا جسنے تجھے ستایا اور اس بیابان مین ڈال دیا لازم ہی کہ تو
مجکو اپنی حال سی آگاہ کرا وسکی تسلی ہی وہ جوان اور بھی زار زار روئی لگا اور کہنی لگا کہ مین دسیا ہی ہون
اور روزگار کی واسطے اپنی شہر سے نکلا تھا راہ بھولکر اس ملک مین آپونچا اور اس بستی والونسی پوچھنے لگا کہ
اس بستی کی حاکم کا نام کیا ہی کسی نے کہدیا کہ اس شہر کا والی مسخر جادو کہلاتا ہی اس سخن کو سنتے ہی مین ڈرا اور
وہانسی بھاگ کر ایک جنگل کیطرف راہی ہوا اتفاقا راہ مین ایک باغ نہایت دلچسپ پر وح افزا دکھائی دیا

پھرتا ہون کہ یہ خدا کی راہ مین کسی کے کام آؤن اور جسکو درکار ہو سو شعر جی تلک اپنا مین گنواؤنگا نہ کام
اوسکا بجا ہی لاؤن گا نہ میری کہنی کو راست جانو اور جھوٹھ نہ سمجھو غرض اسی ڈھب کی دو چار باتین کر کے
اوس سے رخصت ہوا اور جس طرف وہ پری گئی تھی اوسی طرف کو چل نکلا تھوڑی دنون مین اون پہاڑ کی عرصی کو
طے کر کے اور ایک پہاڑ تک جا پونچا اور اوس پہاڑ پر چڑھ گیا کیا دیکھتا ہی کہ بہت سے درخت میوہ دار لہلہا رہی ہین
اور کتنی پھولون سے لدی ہین اور جھوم رہی ہین اور اوس سے آگے ایک جگہ پاکیزہ ستھری صاف نظر آتی ہی وہان چار درخت
بڑی اور گھنی لگی ہوئی ہین اور ٹھنڈی ہوا چلتی ہی حاتم بخواہش تمام اوس مکان مین کیا جاتی ہی بے اختیار اوسکی آنکھ
لگ گئی سو رہا شام کے وقت چار پریان آئین اور مسند بچھا کر بیٹھین اور اوسکو دیکھکر آپسمین کہنے لگین کہ یہ
کون ہے اور کیونکر آیا ہی اوس سے پوچھا چاہیے مشورت کر کے اوسکے پاس گئین اور جگا کر کہنے لگین اے آدم تو یہان
کونسے دیس سے آیا اور کسواسطے یہ ارادہ کیا حاتم اونکی آواز سنکر چونک پڑا اوٹھ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا تو کیا
دیکھتا ہے کہ چار پریان جواہر مین لدی ہوئی سرھانے بیٹھی ہین اور یہ باتین کر رہی ہین اوٹھ کھڑا ہوا اور
کہنے لگا کہ یہان مجکو میرا خدا لایا ہی مین کوہ القا کی سیر کرنے اور ارگن بری کو دیکھنے جاتا ہون اوسکا سبب یہ ہے
کہ وہ ایک آدمی ہی سات سو زکا وعدہ کر کے وہان گئی ہی اور سات برس گذر گئی کہ وہ بیچارہ ایک درخت کے نیچے اوسکی راہ مین

تصویر پہونچنا حاتم کا ایک پہاڑ پر اور آنا چار پریون کا اور باہم تفتیش احوال کرنا



تجسا آدمی چاہتی تھی سو آج خدا نے ملادیا یہ دلبری اور دلداری کی باتین سنکر مین ایسا دیوانہ ہوگیا کہ اپنے مال اور
متاع اور قافلے کی مجکو کچھ سُرت نرہی اوسی طرح سی وہ نازنین چندروز الفت کرتی رہی یکایک میری طائر
روح کو اوسنی اپنی الفت مشکین کے دام مین گرفتار کیا غرض تین مہینے تک اندن مین اوس سی صحبت رہا ایکدن مین نے
اوس سے کہا ای پری اس جنگل مین رہنے سی کیا فائدہ شہر مین چلین اور آرام سی گذران کرین اوسنی کہا اگر تو اول
یون ہی چاہتا ہی تو بہتر میرا گھر یہانسے بہت نزدیک ہی اپنے لوگون سی ملاقات کرکے رخصت ہوآؤن لیکن خبردار
تو میری آنی تک یہان سی کہین نہ جانا مین نے کہا اچھا جیسا جی چاہی مگر سچ کہو کب آؤگی اوسنی کہا سات دن کے
بعد لیکن تو اگر کہین جائیگا تو نہایت پشیمان ہوگا اسی حالت سی سات برس ہوگئے کہ وہ عہد شکن غارت گر
دین و ایمان نہین آئی اور مین اوسکے وعدہ پر کہین جا بھی نہین سکتا مبادا آجائی اور یہان مجکو نپائی تو خدا جانے
کہ میری حق مین کیا کر بیٹھی اور اتنی طاقت نہین کہ کہین جاکر اوسکی تلاش کرون میرا قوت و ختو نکی بتی ہی اور جانی
اسی جشیمی کا کیا کرون زمین سخت آسمان دور نہ رہنے کی جگہ نہ چلنے کو پاؤن میرے حسب حال یہ شعر ہی شعر جدائی
تری کسکو منظور ہی ۔ زمین سخت ہی آسمان دور ہی ۔ یہ حال سنکر حاتم بہت کڑھا اور آبدیدہ ہوکر کہنے لگا ای عاشق
زار اگر اوسنی تجھی کچھ اپنے مکان کا نشان دیا ہو اور نام بتلایا ہو تو مجھسے بیان کر اوسنی کہا اتنا تو جانتا ہون کہ اوسکے قبائل
کوہ القا پر رہتے ہین پر یہ نہین معلوم کہ وہ کہان گئی اور اب کہان ہی حاتم نے کہا ایجوان وہ جب تجھسے رخصت ہوئی
تو کس طرف گئی اوسنی کہا میری سامنے دس بیس قدم اپنی طرف چلی تھی پھر نہین معلوم کہ کس طرف غائب ہوگئی
حاتم نے کہا اگر تم اوسکا عشق رکھتے ہو تو ہماری ساتھ ہوکر کوہ القا کو چلو خدا کی فضل سی اوسی ڈھونڈھ نکالینگے
جوان نے کہا اگر معشوقہ یہان آئی اور مجھی نپائی تو پھر نہ یہ جگہ ہی پاؤن گا اور نہ کہی جانا آئی گی اگر ملاقات ہوئی ہے
تو یہین ہوگی نہین تو اوسکے انتظار مین اسی مکان پر مرجاؤن گا حاتم اس کلام درد آمیز کو سنکر آنسو بھر لایا اور کہنے لگا
ای عزیز اگر اوسکا نام جانتا ہی تو بتلادی اوسنی کہا الگن ہیری کہتے ہین حاتم بولا ایجوان خاطر جمع رکھ کہ مین کوہ القا پر
جاتا ہون اور تیری معشوقہ کو ڈھونڈھکر تجھ تک پونہچاتا ہون یا تجھی کو وہان لیجاتا ہون اب مین اوسکا مکان
تحقیق کرکے تیری پاس پھر آتا ہون وہ بولا ابتک مین نے کوئی ایسا شخص نہین دیکھا کہ اپنا کام چھوڑی اور
دوسرے کی کام پر کمر باندھی کیون باتین بناتا ہی جا اپنے کام لگ حاتم نے کہا کہ ای عزیز مین اپنا سر ہتیلی پر دھرے

تیسرا سوال حاتم کی جانی کا اور سبا کی خبر لانی کا کہ کسی سے نہ کہنا اور اگر کریگا تو ہی تیری آئی گی

غرض اسبات کے سنتے ہی حاتم وہان سے روانہ ہوا اور خدا کو یاد کر کے سحر بصحرا چل نکلا ایک مہینے کے بعد ایک پہاڑ ایسا دکھائی دیا کہ جو آسمان سے باتین کر رہا تھا جب اوسکی نیچے گیا ایک آواز آہ و زاری کی سنی سر اوٹھا کر ادھر اودھر دیکھنے لگا تو کچھ نظر آیا اوپر اوسکی نزدیک گیا تو کیا دیکھتا ہی کہ ایک درخت سایہ دار عظیم الشان کے نیچے ایک سل سنگ مرمر کی دھری ہی اور اوپر ایک جوان حشمت و مہر لقا ژولیدہ مو و بلا پتلا بیماروں کی سی وضع اوسکی ڈالی پگڑی انگھین بند کیے کھڑا ہی دمبدم نعرے مارتا ہی اور یہ مصرع پڑھتا ہی مصرع شتاب آ کہ نہین تاب جدائی کی ✤ حاتم اوسی دیکھکر حیران ہوا کہ کیا بھید ہے ذرا آگے بڑھکر پوچھا کہ ایجوان اس حالت کو کیون پونچا ہی اپنا ماجرا بیان کر وہ آنکھین بند کیے مراقبے مین تھا جواب نہ دیا دوبارہ اسنی پھر اوسکو پکارا وہ کچھ نہ بولا جب تیسری دفعہ یون کہا کہ ای شخص معلوم ہوتا ہی تو بہرا ہی کہ مین نے تین مرتبہ تجھے پکارا تو نے جواب نہ دیا یہ بات سنتے ہی اوسنی آنکھین کھولدین اور کہا ای شخص تو کون ہے اور کہان سے آیا ہی اور مجھسے کیا کام رکھتا ہی اوسنی کہا مین بندہ خدا ہون سیر کرتے کرتے یہان بھی آنکلا ہون تو اپنا حال بیان کر کہ ایسا ہکا بکا کیون رہتا ہی اور یہان کسواسطے کھڑا ہی اوسنی کہا کہ ای مسافر تیری طرحسے بہت اشخاص اس راہ سے آئے اور میرے احوال سے واقف ہوئے پر کسینے میرے درد کا علاج نہ کیا احوال کہنے سے کچھ حاصل نہین تو اپنی راہ لے کیون دکھ دیتا ہی اور مجھی بلا مین کسواسطے ڈالتا ہی حاتم نے کہا جبکہ احوال تو نے اکثر لوگون سے کہا خدا کے واسطے مجھسے بھی کہہ کہ میری دلمین یہ آرزو نہ رہ جاوے اوسنی کہا کہ تو ایک دم میری پاس بیٹھ جا مین ہوش مین آؤن اور اپنا ماجرا بخوبی کہہ سناؤن وہ اوس درخت کے نیچے بیٹھ گیا جوان کہنے لگا ای دردمند مین ستم رسیدہ سوداگر ہون میرا قافلہ روم کو جاتا تھا اور مین اوسکے ساتھ یہانتک آ پونچا صبحکو اوسسے جدا ہوکر اس پہاڑ پر آیا اور قضائے حاجت سے فارغ ہوکر اس درخت کے نیچے پونچا یہان ایک پریزاد حسین مہ جبین کو دیکھکر فریفتہ ہوا بلکہ اپنی ہوش و حواس سے ایسا جاتا رہا کہ گر پڑا وہ میرے سر کو اپنے زانو پر رکھکر گلاب چھڑکنے لگی جب مین ہوش مین آیا اپنے سر کو اوسکے زانو پر دیکھکر خوش ہوا اور ہزار جان سے عاشق ہوگیا بہرکیف اوٹھ کھڑا ہوا اور مین نے پوچھا ای نازنین جانبخش تو کون ہے اور اس جنگل ویران مین کیونکر آئی ہی اوسنی کہا کہ مین پریزاد ہون اور یہ پہاڑ اور قلعہ میرا مکان ہے

اور اوس درخت پر چڑھکر آدمی کی صورت ہوکر حاتم کو جھک جھک کر سلام کرنے لگا اس حالت کو دیکھکر
حاتم متعجب ہوا اور خیال کرنے لگا کہ یہ کیا اسرار ہی اتنے مین سیانپ نے کہا کہ ای عزیز تو تعجب نکر مین جن کی قوم سے
ہون اور راس شہر کا بادشاہ میرے باپ کا غلام ہی ایک مدت سے یہ ناحق میری جان کا دشمن ہوا ہی آج قابو پاکر
مارا چاہتا تھا کہ حق تعالی نے تجکو میری حفاظت کے واسطے بھیجا جو اس موذی کو جہنگل سے چھوڑا حاتم نے کہا
خیر معلوم ہوا اب تو جہان چاہی وہان جا کیونکہ مین بھی برسرکار ہون زیادہ یہان نہین رہ سکتا اوسنے کہا
ای جوان دستگیر بیکسان غریب خانہ یہان سے بہت قریب ہی اگر آپ بندہ نوازی کرین اور تشریف لیچلین تو
مہربانی ہی غرض حاتم اوسکے ساتھ ہوکر چلا اتنے مین ایک لشکر عالیشان سامنے سے دکھائی دیا حاتم نے پوچھا کہ
یہ لشکر کسکا ہے وہ بولا کہ اسی فقیر کا پھر حاتم کو ساتھ لیے ہوئے اپنے دولتخانے مین داخل ہوا اور ایک تخت
مرصع پر بٹھایا اور بآئین شایستہ ضیافت کی اور بہت سا زر و جواہر اوسکے سامنے رکھا اور تمام رات ناچ رنگ
کی صحبت رکھی حاتم نے کہا کہ زر و جواہر مجھے کچھ درکار نہین پھر صبحکو شہزادی نے اوس غلام کی گردن ماری
اور حاتم رخصت ہوکر شاہ آباد کی طرف روانہ ہوا غرض ڈھائی برس اور پندرہ دن کے بعد شاہ آباد مین
داخل ہوکر کارواںسرا مین اوترا اور منیر شامی سے ملا یہ خبر کسی شخص نے حسن بانو کو پونہچائی اوسنے وہین اوسکو
بلوالیا اور ایک مکان عالیشان مین پردہ ڈالکر آپ بیٹھی اور باہر اوسکو بٹھاکر احوال پوچھا کہ ایجوان
عالی ہمت بہت دنون مین تو آیا کہ کیا خبر لایا حاتم نے جو ماجرا دیکھا تھا اور اوس پیرمرد کی زبانی سنا تھا
سو بخوبی بیان کیا اور کہا کہ صاحب اوس پیرمرد نے اسی واسطے یہ بات اپنے دروازے پر لکھکر لگادی ہی حسن بانو اس
سخن کو سنکر نہایت خوش ہوئی اور حاتم کی ہمت پر آفرین کرکے کہنے لگی ایجوان تو ہی تھا جو یہ خبر لایا نہین تو
کسکی مجال نتھا کہ یہ کام کرسکے اسکے بعد کئی خوان میوون کے جہان اوترا تھا بھجوادیے اوسنے آکر وہ کھانا منیر شامی
کے ساتھ کھایا اور شکر کا سجدہ ادا کیا اور کہنے لگا کہ ای منیر شامی تو نہ گھبرا اب تھوڑے ہی دنون مین خدا کے فضل سے
مین تیری معشوقہ کو تجھسے ملادیتا ہون اوسکو اس طرح تسلی دلاساہ دیکر آپ حسن بانو کے پاس گیا اور کہنے لگا ای
حسن بانو اب کونسا سوال رکھتی ہی کہ مین اوسکی بھی جستجو مین کمر کوشش باندھون حسن بانو نے کہا کہ میرا سوال
میرا یہ ہی کہ ایک شخص جنگل مین کھڑا کہتا ہی کہ کسی سے بدی نکر اور اگر کریگا وہی پائیگا اوسکی خبر لا

نہین ہے بلکہ یہ بہشت مین جائیگا چنانچہ وہ مجکو بہشت کیطرف لیگئی ایک بزرگ اوٹھہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ
اسکو کیون لائی ہو ہنوز اسکی عمر کے دو سو برس باقی ہین اسکا ہمنام ایک اور شخص ہے اوسکو لاؤ یہ بات سنکر پھر وہی
دونون جوان مجکو یہان پونہچا گئے اور کہنے لگے کہ ہم دونون وہی دو روٹیان ہین جو خدا کی واسطے تو دریا مین
ڈالتا تھا اسی مین فرمان امین چیستا تب اوٹھہ کھڑا ہوا اور خدا کی درگاہ مین مناجات کرنے لگا کہ الٰہی تو غفور الرحیم ہی
اور مین بندہ گنہگار ہون مجکو بخش دی مین توبہ کرتا ہون اور رزق بھی ہر حال مین تو ہی خزانہ غیب سے پونہچائیگا
جب صبح ہوئی تو معمول کی موافق دو روٹیان ڈالنے گیا کہ یکایک سو دینار پانی سے نکل آئی مین نے اونکو اوٹھا لیا
اور شہر مین ڈھنڈھورا پٹوایا کہ اگر کسی کا مال گیا ہو تو مجھسے لے کسی نے اس بات کا جواب نہ دیا پھر بدستور
سابق مین دریا پر گیا اوسی طرح دینار نکل آئی اونکو بھی لاکر رکھہ چھوڑا اسی طرح سے دن گذرا اور رات ہوئی تو
مین کیا خواب دیکھتا ہون کہ ایک شخص کہتا ہی ای بندۂ خدا وہ دو روٹیان تیری شفیع ہوئی ہین اور خدای کریم نے حکم
کیا ہی کہ تجکو سو دینار ہر روز ملا کرین تو اون مین سے کچھ خدا کی راہ مین خرچ کر اور باقی سے اپنی اوقات کاٹ آتی ہین
میری آنکھہ کھل گئی سجدۂ شکر بجا لایا پھر مین نے یہ عمارت بنائی اور اوسکے دروازے پر یہ کلمہ لکھدیا اب بھی
اوسی طرح سے مجھے سو دینار پہونچتے ہین مین مسافرون اور فقیرون کو دیتا ہون اور کھانا کھلاتا ہون اور یاد الٰہی مین
مشغول رہتا ہون اب میری عمر کے سو برس باقی ہین اور اس عمارت کو بھی سو برس ہوئے ہین اے عزیز جب سے مجھے
یقین ہوا کہ خدای کریم نے گناہ بخشے اور اتنی عمر عطا کی اور رزق بے منت پونہچانے لگا تب سے مین خوش اور خرم
رہتا ہون اور کسی طرح کا اندیشہ نہین کرتا ایسی ہمت خدا سبکو نصیب کرے اسبات کو سنکر حاتم نے خدا کی درگاہ مین
سجدۂ شکر ادا کیا اور تین روز اوسکے پاس رہا چوتھے دن اوس بزرگ سے رخصت ہوکر شاہ آباد کی طرف چلا
تھوڑے دنون کے بعد ایک جنگل مین جا پونہچا وہان کیا دیکھتا ہی کہ ایک کالا سانپ کسی بڑے سانپ سے
ایک درخت کے نیچے لڑ رہا ہی اور قریب ہے کہ کالا اوسکو مار ڈالے یہ اس حال کو دیکھکر دوڑا اور للکار کر کہنے لگا کہ ای
موذی خبردار کیا کرتا ہی اس آواز کو سنکر وہ ڈرا اور اوس سے جدا ہوکر چلا گیا وہ غریب جانی کی تاب نہ لاسکا اوسی
درخت کے نیچے ٹھہر گیا اور ادھر اودھر وحشت زدونکی طرح پر دیکھنے لگا حاتم نے کہا ای سانپ تو اپنی خاطر جمع رکھہ
جبتک تو بحال نہوگا تبتک مین یہین رہونگا اور کہین نہ جاؤنگا باری ایک آدھ گھڑی کے بعد تو اچھا ہوا

اور اوس

تخت پر بٹھاکر چند روز مین فیروز قاشن بادشاہ کی پاس لے گئی اوسنی جیسے ہی حاتم کو دیکھا اوٹھکر بغلگیر ہوا اور بہت سی تواضع کرکی
آفرین کی شبکی شب حاتم وہان مہمان رہا صبحکو رخصت ہوکر تمارکی راہ سی سوداگر کی صورت مین آ پہنچا اور وہ مال اوس سوداگر کی حوالہ کیا اور
تمام حال بیان کیا اور دیوون کو تھوڑا سا زر و جواہر بخش کر رخصت کیا پھر حارس سوداگر کی بیٹی کو گھر آیا اور شاہ نے
اوسکی حوالی کیا وہ اوسکو دیکھتی ہی نہایت خوش ہوئی اور کہنی لگی ایجان اب مین تیری ہون جو چاہی سو کر حاتم نے
کہا ای ساقی نازنین مقصود نہین ہی کہ تیری شراب مین ہون مگر وہ جوان جو ایکمدتسی اس شہر مین پیاسا ہی اوسکو پلاؤن تو بھی
قبول کر اوسنے کہا کہ مین تیری بیسبی ہون تو مختار ہی جو کچھ کہی گا وہی بجا لاؤنگی تب حاتم نے اوسکو بلاکر اوس سوداگر کی بیٹی کا ہاتھ
اوسکی ہاتھ مین پکڑا دیا اور یہ کہا کہ اسی اپنا فرزند سمجھو اوسنی اوسی وقت بیاہ کی تیاری کی اور اپنی بیٹی کو اوسکی
ساتھ بیاہ دیا دس دن کے بعد وہ مہرہ اوس لڑکی کی ہاتھ سی غائب ہوگیا وہ رونے پیٹنے لگی تب حاتم نے اوسکو دلاسا دیکر کہا کہ
مین نے تیری شوہر کو اتنا زر و جواہر دیا ہی کہ وہ سات پشت تک محاکری گا اتنا کیون بلبلاتی ہی غرض اسی طرح
کئی باتین کہکر حاتم وہان سی رخصت ہوا اور حسن بانو کی سوال کی جواب کی فکر مین چلا کئی دن کی بعد منزلین طے
کرتا ہوا اور آفتین سخت اوٹھاتا ہوا کسی دریا کی کنارے جا پہنچا اور وہان ایک محل عالیشان بادشاہون کے لائق اوسکو
نظر آیا اور اوسکے دروازے پر خط جلی سی لکھا دیکھا کہ نیکی کر اور دریا مین ڈال اوس نوشتی کو پڑھکر نہایت خوش ہوا اور
سجدہ شکر ادا کرکی کہنی لگا الحمد للہ اب مین مراد کو پہونچا قدری آگی بڑھا تو بہت سی شخص خواصون کی طور پر اوس
محل سی نکلی اور حاتم کو اندر لے گئے وہان جاکر وہ کیا دیکھتا ہی کہ ایک سو برس کا بوڑھا مگر نورانی صورت تخت پر
بیٹھا ہی حاتم کو دیکھتی ہی اوٹھا اور گلی لگاکر اپنی تخت پر بیٹھا لیا اور کھانی طرح بطرح کی منگاکر کھلائے جب
حاتم نی کھانی پینی سی فراغت پائی پوچھا کہ آپنے در دولت پر یہ کیون لکھا ہی اوسنی کہا مین برہمن تھا راتو نکو
مسافرون کا مال لوٹتا تھا اور تمام دن مزدوری مین کاٹتا تھا آخر روز دو روٹیان گھی سی چپڑکر اونپر شکر
ڈالکر دریا مین پھینک دیتا اور کہتا کہ یہ کام خدا کی واسطی کرتا ہون ایک مدت یونہین گذر گئی کہ ایکدن بیمار ہوا
اور قریب ہلاکت پہونچا آخر ایک دن مین ایسا بیہوش ہوا گویا جہان اسحالت مین بدن سی نکل گئی کیا دیکھتا
ہون کہ ایک شخص میرا ہاتھ پکڑکر دوزخ دکھلاتا ہی کہ تیری جگہ یہی ہی غرض قریب تھا کہ مجکو دوزخ مین
ڈالدی دو فرشتی مہر صورت آگئی میرا بازو پکڑکر کہنے لگی کہ اسکو ہم دوزخ مین نجانے دینگے اور اوسکی جگہ دوزخ

خداوند اپکی اقبال سی یہ لونڈی اوس درخت کا پانی لی آئی اور اوسکی چوکیدارون کے بھی ہاتہ لگی یہکر شیشہ کو بادشاہ
کی آگی رکھدیا کہ چند قطرے پانی کی حاضر ہین اون سزاوار کی صدی بھی مفصل ظاہر کیجی بادشاہ نی مہربانی سی حسنارا کو
گلے سے لگایا اور پانی کا شیشہ حاتم کی حوالہ کیا اوسنے فی الفور اوس مہری کو رگڑکر اوسکی آنکہون مین لگا دیا اور
پٹی سی سات روز تک باندہے رکہا آٹھوین دن جو اوسکی آنکہون سے پٹی کہولی تو انکہیلی سبھی دیکہین کہ جیسے
ماں کی پیٹ سی ولیسہی نکلا تہا جوہین شہزادی نی اپنی ماں باپ کا دیدار دیکہا نہایت خوش ہوا اور حاتم کی پاؤن پر گر پڑا
اوسنی اوسی گلے لگاکر خدا کا شکر کیا تب بادشاہ پری شاہ نی ممنون احسان ہوکر اوسکی آگی اتنا زر وجواہر رکہا کہ
جسکا کچہ شمار نہین کیا جاتا حاتم نی کہا ای بادشاہ غریبون کی پشت پناہ اسقدر زر وجواہر مین تن تنہا
کیا کرون اور کہان لیجاؤن گا اگر تم اپنی پریزادون کی ہاتہ اوسکو قرو قاش بادشاہ کی پاس بہجوادو تو
یقین ہے کہ وہ میری سرحد مین پونہچوادی گا یا میری ہی ساتہ کردیجیو تب بادشاہ نی اپنی پریزادونکو کہا کہ یہ جب
جوان اپنے شہر کیطرف روانہ ہو تم اس مال و اسباب کو اوسکی ساتہ لیجائیو پہر حاتم نی عرض کی ای شہنشاہ گیتی پناہ
یہ جو کچہ عنایت ہوا ہی سو آپکا تفضلات ہے لیکن امید وار اسبات کا ہون جو دینی کہا تہا سو عنایت ہو بادشاہ نی
کہا کیا مانگتا ہی مانگ حاتم نی کہا کہ یہ مہرہ جو آپ کی ہاتہ مین ہے اگر میری آرزو پوری کرنی منظور ہی تو بخشو
اسبات کی سنتے ہی بادشاہ نی سر نیچی کرلیا اور کہا کہ معلوم ہوا شاید یہ مہرہ حارس سوداگر کی بیٹی نی تجسے مانگا ہے
اور مین نے بھی تجسی اقرار کیا ہی ناچار ہون یہ کہکر شاہ نی مہرہ حاتم کو دیا اور کہا ای جوان جب تو یہ مہرہ اوسکو دیگا میر
اوسکے پاس رہنے ندون گا کسی نی کسی طرح سے منگوالون گا حاتم نی الماس کیا جب عاشق کا مطلب حاصل ہوچکے
پہر آپ مختار ہین غرض حاتم نی اوسکو لیکر اپنی بازو پر خوب مضبوط کرکے باندہا کہ جتنی گنج اور دفینی زمین مین
گڑی ہوئی تہے نظر آنی لگی تب اوسنی اپنی جی مین کہا کہ شاید حارس سوداگر کی بیٹی نی اسواسطے یہ مہرہ مجہسے منگوایا ہی اور بادشاہ سے
بھی اس حال کو بیان کیا اوسنے کہا کہ ہان اسیواسطے اوسنی تجسی منگایا ہی القصہ بادشاہ سے رخصت ہوا تب بادشاہ نی اپنی عیارون اور
منظر بازون سے کہا کہ جسوقت حارس کی بیٹی کا بیاہ ہوچکی اوسکی ہاتہ سی کسی گہات سی اس مہرہ کو لیآیو حاتم وہانسی حسنارا کی
گہر آیا اور تہوڑے دن عیش و عشرت کی اوس سے رخصت ہوا تب وہ پریزاد زر وجواہر لیکر اوسکی ہمراہ ہوئی اور قرو قاش کی
سرحد تک پونہچاکر رخصت ہوئے اور وہ دیو جو حاتم کی ساتہ آیا تہا اوسکو دیکہتے ہی مرزا بادشاہ پہر اوس مال و متاع سمیت ایک

اگر شاہزادہ اچھا ہو اور آنکھین روشن ہون اور سورد جاتا رہی تو حضور عالی سے مجھے کیا انعام ملیگا بادشاہ نے کہا جو تو مانگیگا
وہی پاویگا حاتم نے کہا کہ اگر ایسا یہ قول و قسم کرو تو مین شہزادی کی ایسی دوا کرون کہ اوسکی آنکھین جیسی تھین ویسی
روشن ہوجائین مین تمہارے سوقت منہ کا مانگا انعام پاؤن بادشاہ نے کہا کہ مین نے قبول کیا صبحکو اوسنے وہ فہرا اپنی
پگڑی سے نکالکر آب دہن مین گھس کر اوسکی آنکھون مین لگایا شام کی ہوتی ہوتی سرخی جاتی رہی اور درد موقوف
ہوا مگر بینا نہوئین بادشاہ نے کہا ایجوان ظاہر اوسکی آنکھین اگلے سے اچھی ہین لیکن بصارت چندان خوب نہین
ہوئی تب حاتم نے کہا پردہ ظلمات مین ایک درخت ہے اوسکو نور ریز کہتے ہین اگر دو تین قطرے اوسکے پانی کے ہاتھ لگین
تو اوسکی آنکھین روشن ہو جائین یہ باتین سنتے ہی ماہ پری شاہ نے کہا اے پریزاد سچ کہو تم مین سے کون ایسا ہے
جو وہان جائے اور اوس درخت کا پانی لائے اس سخن کے سنتے ہی وہ سب کے سب کانپر ہاتھ دھرکے اور سر جھکا کر عرض
کرنے لگے کہ جہان پناہ اوسکی راہ نہایت پر خطر ہے اور اوسمین بکثرت بھوت پلید رہتے ہین وہان ہم مین سے
کوئی نہین جا سکتا کیونکہ وہ کافر بڑے زبردست ہین ہمکو جیتا نہ چھوڑینگے آگے جو حکم ہو سو کرین اتنے مین حسنا پری اوٹھی
اور ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگی اگر خداوند میرا گناہ معاف کریں اور انسانکو مجھی بخشین تو مین جاؤن اور اوس درخت کا
پانی لاؤن بادشاہ نے کہا کہ تیرا گناہ تجھی بخشا اور وہ سر جو تیری باپ کو دی اور اوس آدمی کا بھی وہی مختار ہے
حاتم بولا اے حسنا پری اگر تو چاہے کہ تمام عمر مجھی اپنی پاس رکھے سو تو نہین مگر اسبات کا اقرار کر جبتک میرا جی چاہے
رہون اور جب چاہون چلا جاؤن تو مضائقہ نہین حسنا پری نے کہا ایجوان مجکو بھی یہی کچھ اور کام نہین پر اتنا ہی ہے
کہ چند روز تیری صحبت سے اپنی مجلس گرم رکھون اور سیر ہو کر تیری باغ حسن کی سیر کرون پھر تو مختار ہے
جدھر چاہنا اودھر جانا کوئی تیرا مانع نہوگا حاتم نے کہا کہ اس طور پر مین نے بدل و جان قبول کیا اب جلد جا
یہ سنکر حسنا پری کئی پریونکو لیکر روانہ ہوئی چالیس دن کے بعد ظلمات مین جا پہنچی کیا دیکھتی ہے کہ ایک درخت
عظیم الشان ہے کہ اوسکی پھنگ آسمان تک پہنچی ہے اور اوس سے پانی کے کچھ قطرے ٹپکتے ہین حسنا پری نے ایک شیشہ
اوسکے نیچے رکھدیا تھوڑی دیر مین وہ شیشہ پانی سے بھر گیا تب اوسکا منہ باندھکر وہان سے اوڑی اتنے مین
جلماش دیو کا چوکیدار جو ہزار دیو سے اوس درخت کا نگہبان تھا آپہونچا حسنا پری نہایت چست و چالاک تھی
بھاگی اور اوسکے ہاتھ نہ لگی چالیس دن کے عرصے مین حضور اقدس مین آپہونچی اور آداب بجالاکر عرض کرنے لگی

پونہچاؤن وہ شراب کے نشے مین چور رہو رہی تھی اپنی پریوسی کہنے لگی کہ اسکو پکڑ کر خوب مارو مین ہزار تنگ دوسے
بھاگ کر سایہ دولت مین آ یا یہ سنتے ہی بادشاہ آگ ہوگیا اور تیس ہزار پیادے کو حکم کیا کہ تم مینا پریزاد کو اوسکی
جورو بیٹی اور اوس آدمی سمیت باندھکر جلد حضور مین حاضر کرو وہ سب دوڑ پڑے اور اوسکی حویلی کو گھیر لیا
وہ بیچارہ اسبات کی خبر نہ رکھتا تھا متفکر ہوکر حیران رہ گیا کہ اس اعتراضی کا سبب کیا ہی اوتھوں نے کہا کہ تیری بیٹی
ایک بادشاہ کی قیدی کو اوڑا لائی ہی اور اوسکی ساتھ اپنی باغ مین عیش کرتی ہی اوس واردات کو سنکر وہ ڈر گیا اور اوس
باغ مین آیا تو کیا دیکھتا ہی کہ وہ قحبہ حسنابیگی اوس آدمزاد کی ساتھ رنگ رلیان کر رہی ہی یہ حال دیکھتے ہی حواس ہو
ایک دو ہتڑ مارا اور کہا ای علامہ تو نے کیا قہر کیا مان باپکا نام ڈبویا بادشاہ کی فوج تیری پکڑنی کو آئی ہی خبردار ہو
وہ اسبات کو سنتے ہی ڈر گئی اور تھر تھرانی لگی چہرہ زرد ہوگیا آنسو بھر لائی اتنی مین فوج شاہی آپونچی افراون
سبھونکو گرفتار کرکے حضور عالی مین لے گئی سردار فوج حضور مین آیا اور عرض کرنی لگا کہ اے جہان پناہ مینا پریزاد نے
ہرگز حضور کے آنے مین عذر نکیا بلکہ اپنی آل واولاد سمیت ہاتہ باندھے دی تامل چلا آیا بادشاہ نے کہا کہ مینا پریزاد کو
حضور مین لے آؤ اوسنے آتی ہی عرض کی کہ بندی کو اسحال کی مطلق خبر نتھی اور ہر طرحسے یہ فدوی فرمانبردار ہے
بادشاہ نے رحم کھاکر گناہ بخشا جب اون لوگون نے حاتم کو لیجاکر اوسکی سامنے کھڑا کردیا بادشاہ نے دیکھا کہ نہایت شکیل
اور حسین ہے مہربانی سے بلاکر اپنی پاس بٹھایا اور کچہ باتین کرکے پوچھا کہ اے جوان تو آدمزاد ہوکر میری شہر مین کیونکر آیا
اور ایسا کیا کام رکھتا ہی کہ جسکے واسطے اتنا رنج اوٹھایا حاتم نے کہا جہان پناہ مین حضور کی قدمبوسی کی واسطے
آیا ہون کیونکہ فروقاش بادشاہ نے خداوند کی اوصاف حمید یہانتک بیان کی کہ اونکی اظہار مین میری زبان
قاصر ہی غرض دیدار ہمایون کا اشتیاق دلپر غالب آیا ہرطرحسے مین نے آپکو حضور اقدس مین پونہچایا بادشاہ
نے کہا کہ ہماری عمل مین تجھکو کون لایا وہ بولا کہ فروقاش بادشاہ کی دیو بھی لی آئی ہین پھر بادشاہ نے کہا اے جوان تجہ
تجھے معلوم ہی کہ اس زمانی مین کوئی ایسا حکیم انسانون مین دانا اور فن حکمت سی ماہر ہی حاتم نے کہا کہ خداوند کو
حکیم سی کیا کام ہی شاید آپ کی ملک مین حکیم نہین ملتا بادشاہ نے کہا کہ ہماری قوم کی حکیم سی کچہ فائدہ نہین ہوتا مین نے
بہت علاج کرکے دیکھا ایک مدت سی میری بیٹی کی آنکھین دکھتی ہین اور وہ حسن مین بے نظیر مانند بدر منیر ہی اور اوسکی سوا
میری کوئی لڑکا بالا نہین حیف ہی کہ وہ بھی اندھا ہوگیا اور کسی طرح درو سے بھی فرصت نہین یا تا حاتم بولا اگر

کہ تمامی فوج سمیت جاکر اون حرامزادون کی تلاش کرو دیکھو تو وہ سکو کہان لیگئی غرض وہ اپنے لشکر کو
ساتھ لیکر گیا اور اونکی جستجو کرنے لگا اتنی مین ایک شخص اوس لشکر کا بھاگا ہوا اونکی جاسوسونکو نظر آیا وہ اسکو
باندھے ہوئے حضور مین لیگئی بادشاہ ذی اوسپر نہایت غصہ اور عتاب کیا اور کہا سچ کہہ وہ آدمی کہان ہی اوسنے
کہا جی کی امان پاؤن تو اوسکا حال عرض کرون بادشاہ نے فرمایا کیا کہتا ہی جلد کہہ نہین تو جیتا نچھوڑون گا وہ
ہاتھ باندھکر کہنے لگا خداوند ہم سبکی سب اوسکو فلانے مقام تک باحتیاط تمام لائے تھے اتفاقاً انکو غافل سوگئے کوئی
اوسکو چرا لیگیا وہ آپ ہی نہین گیا کیونکہ وہ آپ کی ملازمت کا کمال اشتیاق رکھتا تھا غلامونکو اسبات کا
بڑا اچنبھا ہے لیکن صبحکو جو ہمنے اوسکو ندیکھا اسواسطے آپکی خوف و غضب سے بھاگ کر جا بجا چھپے ہے مگر اونکو
ڈھونڈھا کرتے تھے اس حقیقت کو سنکر بادشاہ ذی اوسکو قید کیا اور پانچ چھہ ہزار پریزاد کو بلوا کر کہا کہ تم
اوسکو جہان پاؤ وہان سے لاؤ غرض وہ اسبات کو سنتے ہی ہر طرف اوسکی تلاش کو گئے قضارا ایک پریزاد کا
گذر مینا پریزاد کے باغ مین ہوا اور وہان ایک گوشے مین چھپ رہا اتنی مین حسنا پری حاتم کے گلے مین بانہین
ڈالی اٹکھیلیان کرتی ہوئی اوسکو نظر آئی جاسوس کودسی نکلا اور آدمی کو پہچانکر کہنے لگا ای نمکحرام اوس
آدمی کو بادشاہ ذی طلب کیا تھا اور ہم بحفاظت تمام لیجاتی تھے ہمکو غافل پاکر تم اوسی اوڑا لائی ہو اگر اب بھی
اپنی زندگی چاہتی ہو تو ہماری حوالی کرو کہ اوسکو بادشاہ کے پاس لیجائین حسنا پری اسباتکو سنتے ہی
آگ ہوگئی اور کہنے لگی ای نامحرم جوانامرگ تو میری باغ مین کیون آیا ہی اور کسواسطے زبان درازی کرتا ہی کیا
کوئی نہین ہے کہ اس موی ناشدنی کو ماری یہ سنتے ہی سب پریان اوسپر ٹوٹ پڑین وہ مار کھاکر اپنے شہر کیطرف
بھاگا اور اپنا مُنہ کالا کرکے بارگاہ عالی مین فریادی ہوا بادشاہ ذی اپنے لوگون سے کہا دیکھو تو اس پریزاد کو
کسنے دُکھ دیا ہی اور اوسی آگے لاؤ جب وہ تخت کی قریب پونہچا تب ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگا کہ خداوند مین
حسنا پری مینا پریزاد کی بیٹی کی ظلم سے فریاد کرتا ہون اور مین اوسی گروہ مین سے ہون جو اوس آدم زاد کو
حضور عالی مین لاتا تھا رات کو وقت وہ چراکر اپنے باغ مین لیگئی اب اوس سے عیش کرتی ہی اور مزے
اوڑاتی ہی اتفاقا مین ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے ایک دن جو اوسکے باغ مین جا نکلا تو اوسی آدم زاد کو
دیکھا وہ نہین مین نے شور مچایا کہ اس آدمی کو بادشاہ ذی طلب کیا تھا جلد میری حوالی کرو کہ حضور مین

آدمی کی پہونچ کب ہو سکتی ہی تیری قسمت سے وہ ہاتھ لگ تو لگے بلکہ مین بھی تا مقدور سعی کرونگی خاتم اسبانکو
سنکر خوش ہوا غرض وہ دونون عیش و عشرت مین مشغول ہوئے

تصویر باغ مینا پری نیاد کی اور عیش و عشرت کرنا اوسمین خاتم اور حسنا پریکا



اتنی مین وہ لشکر خواب غفلت سی بیدار ہوا اور چوکیدارون نے خاتم کو اوس جگہ نپایا حیران و سرگردان ہوئے
مگر معلوم کیا کہ پریزاد عاشق ہوکر اوسکو چرا لی گئی ہین اگر بادشاہ سنی تو ہماری کھال کھینچی بہتر یہ ہے
کہ کسی شی مین چھپ رہین اور چپکے چپکے تلاش کیا کرین شاید کہین اوسکا کھوج ملی تو بادشاہ کی پاس
پکڑ کر لیجائین یہ کہکر وہ سبکے سب بھاگے اور کسی جگہ چھپ رہے جب رات ہوئی تب صبح تک ڈھونڈھتی
دن بھر چھپی رہتی اس طرح ایک مدت گذر گئی ایکدن ماہرو پری شاہ نی کہا کہ ابتک وہ آدم زاد نہین آیا
کیا باعث ہی ایک پریزاد وہان جائے اور جلد خبر لائی غرض حسب الحکم ایک پریزاد اوڑا اور بیل مارتی مین
اوس لشکر کی پاس جا پونچا اور کہنی لگا کہ بادشاہ منتظر ہے وہ آدمی ابھی تک نہین پونچا اوسنی کہا مجھے
ایک مدت ہوئی کہ مین نی اوسکو اپنی لشکر کی ساتھ روانہ کر دیا ہی یہ بات سنکر وہ پریزاد پھر آیا اور بادشاہ
کیخدمت مین مفصل حال عرض کیا وہ اس خبر کی سنتے ہی آگ ہو گیا اور ایک سردار کو بلا کر حکم کیا

پری کو کہا کہ تو جاکر اونسے پوچھ کہ تم کون ہو اور کہانسے آتی ہو ہمانکو تحقیق کرکے جلد پھر آ غرض وہ گئی اور
اونسے پوچھنے لگی کہ تم کون ہو اور کہان سے آتی ہو اونھونے کہا کہ ہم دریائے قلزم کی نگہبان ہین ایک آدمی
گرفتار کیے ہوئے حضور عالی مین لیے جاتے ہین اوسنے کہا وہ کونسا آدمی ہی کہ جسکو تم لیجاتے ہو ذرا ہم بھی اوسے
دیکھین اونھونے اوسے حاتم کو دکھادیا اور کہا کہ وہ اجل گرفتہ یہی ہی اوسنے کہا کہ ایک شخص نوجوان مثل
گل خندان اور حسن مین مثل ماہ تابان دلبدہ ہو نہایت خوبرو قیدیونکی صورت بیٹھا ہی اور آہین سرد
بھرتا ہی وہان سے پھر آئی اور حسنا پری سے اوسکی حسن و جوانی کی تعریف کرنے لگی حسنا پری یہ سنکر اوسکے
دیکھنے کی نہایت مشتاق ہوئی اور اپنی پریون سے کہنے لگی کہ بوا اوسے کیونکر دیکھیے اونھون نے کہا کہ جب رات ہوگی
سپاہی سو جائینگے اوسوقت ہم جاکر چوری سے اوسکو اوڑا لائینگے تمھین دکھلاوینگے اتنے مین آفتاب غروب
ہوا اور رات ہوگئی پریان اوس لشکر کیطرف چلین کیا دیکھتی ہین کہ وہ خواب غفلت مین ہی تب حاتم کے
سر پر بیہوشی کی مار و چھڑک کی حسنا پری کی باغمین اوٹھا کر لیگئین اور اوس سے عرض کی کہ ہم اوس آدمزاد کو
سرکار کی باغمین چھوڑ آئی ہین وہ سنتے ہی باغکی طرف متوجہ ہوئی آکر کیا دیکھتی ہی کہ ایک جوان خوشخصال
بیہوش پڑا ہی دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہوگئی اور اوسکو ہوش مین کیا حاتم نے جو آنکھین کھولکر
دیکھا تو ایک عورت پریزاد جمیلہ سرہانے کھڑی ہی بے اختیار رہگیا بگا ہوکر کہنے لگا تو کون ہی اور مجھے یہان
کون لایا ہی اوسنے ناز سے منہ پھیرکر یہ شعر پڑھا شعر یہ گھر گو کہ میرا ہی تیرا نہین پر اب گھر یہ تیرا ہی میرا نہین
اور اپنی دلمین حیران ہوہوکر کہتا تھا کہ یہ پریان عجب رتین ہین اور وہ لشکر مردون کا تھا اور زمین اونکی قید مین تھا
اس باغمین کیونکر آیا آخرکار گھبراکر بولا کہ تم سچ کہو کون ہو اور مین یہان کس طرح سے آیا حسنا پری نے پھر کہا کہ
اے جوان یہ باغ مینا پریزادی نے بنوایا ہی اور مین حسنا پری اوسکی بیٹی ہون تیری آنے کی خبر جو تمام شہر مین اوڑی
مجکو تیری دیکھنے کی نہایت آرزو ہوئی اسواسطے یہ پریان تجکو وہان سے اوڑاکر یہان لائین ہین حاتم نے
مسکراکر کہا کہ میری لانے کا کیا سبب ہے ناحق میرے کام مین خلل کیا پری نے کہا وہ کونسا کام ہی مجھے آگاہ کر
کہ جسکے واسطے تو ایسا گھبراتا ہے اوسنے کہا کہ ماہرو پری شاہ کاشاہ مہرو لینے آیا ہون وہ ہنسی اور کہنے لگی اے جوان
وہ مہرہ اوسکے ہاتھ سے لینا ذرا کام رکھتا ہی اور نہایت مشکل ہی کیونکہ جہان فرشتے کا بھی گذر نہو وہان

تجکو بھی مار ڈالیگا بیت قدغن ہی کہ اس گھر مین کوئی آنے نپائے ۔ گر بیخبر آجای تو پھر جانے نپائے ۔
حاتم نے کہا کہ ای یار و اگر میری حیات باقی ہی تو کوئی نہین مار سکتا اور جو تم اپنی واسطے ڈرتی ہو تو مجھی باندھکر اوسکے
پاس لے چلو خدا جو چاہیگا سو کریگا اونھون نے کہا کہ ہمسے یہ نہین ہوسکتا کیونکہ جسکی پرورش کی ہی
اوسکو مارنے کی واسطے کیونکر دین حاتم نے کہا میری ماری جانے پر تم کوئی سوچ نکرو کیونکہ مجکو ماہر پری شاہ کی پاس جانا ہی
خواہ مارکر خواہ چھوڑکر اسبات کو سنکر وہ حیران ہوئی اور آپس مین مشورت کرکے کہنے لگے اب یہ بہتر ہی کہ اسکو قید مین
رکھیے اور بادشاہ کو اس حال کی عرضی لکھیے حضور اعلی سی جو ارشاد ہو سو کیجیے اسبات پر اونمین سی ہر ایک راضی ہوا تب ایک
پریزاد کو عرضی دیکر رخصت کیا اور اوسمین یہ مضمون لکھا کہ جہان پناہ ایک آدمی دریای قلزم کی کنارے سی آتا
آیا ہی اوسکو نظر بندونکی طرح اپنی گھر مین رکھا ہی اگر حکم ہو تو حضور اعلی مین بھجوا دین عرضی وہان سی
لیکر چلا اور ایک ہی ہفتے مین دولت پر جا پونچا عرض بیگیون نے خبر پونچائی کہ خداوند ایک پریزاد دریای
قلزم کی چوکیدارون مین سی آیا ہی وہان کی حاکم کی عرضی بھی لایا ہی حکم ہوا کہ اسکو حضور مین جلد حاضر کرو وہ اوسکو
لے آئے وہ آداب بجا لایا اور عرضی حضور مین گذرانی ماہر پری شاہ نے پڑھکر فرمایا اوسی جلد حضور مین بلحیاط
تمام حاضر کرو کئی دن کے بعد وہ دیو جواب لیکر وہین آ پونچا اور اوس سی کہنے لگا کہ حکم حضور یون ہے اوسکو
جلد در دولت پر پونچاؤ اس سخن کی سنتے ہی وہ پریزاد اوسکو اپنی ساتھ لیکر چلا اور یہ شہرہ ہر ایک سمت کی پھیلا
کہ ایک آدم زاد گرفتار ہوکر ماہر و پری شاہ کی حضور مین جاتا ہی یہ سنکر مینا پریزاد کی بیٹی نے اپنی ہمجولیون سے
مشورت کی کہ بادشاہ کی ملک مین ایک آدمی کمال خوبصورت اور نہایت حسین پکڑا ہوا آتا ہی اوسی دیکھا
چاہیے کہ وہ کیسی صورت رکھتا ہی اون سبھون نے کہا کہ بہت بہتر اگر اوسکو دیکھنا منظور ہی تو راہی مین دیکھ لو کیونکہ
جب حضور مین پونچیگا تب اوسی کوئی نہ دیکھ سکیگا اسبات کو سنکر وہ اپنی مان کی پاس آئی اور باغ جانی کا بہانہ
کرکے رخصت ہوئی چنانچہ اوس شہر کا یہ دستور تھا کہ جو کوئی باغکی سیر کو جاتا سو جالیس روز تک وہین رہتا غرض وہ
بہر صورت وہان سی روانہ ہوئی اور تھوڑی دور جاکر ہمجولیون سی پوچھنی لگی کہ اوس جوانکو کیونکر دیکھیں اونمین سے
ایک نے کہا کہ دریای قلزم کے چوکیدار فلانی رستے سی جو لیکر آتی ہین اگر وہین چلکر دیکھو تو بہت بہتر ہی اسبات کو
سنکر وہ سبکی سب اوسی سمت کو گئین تو کیا دیکھتی ہین کہ ایک لشکر نہایت عالیشان پڑاہی جسنا پری نے ایک

اور دوسرے دن ہی کہ گھڑیال کے پیٹ سے مجکو جیتا باہر نکالا اگر تمکو خدا نے توفیق دی ہو تو کچھ کھانے پینے کی
خبر لو اونھوں نے کہا کہ ہم تجکو دانا پانی کیونکر دین ہماری بادشاہ کا یہ حکم ہی کہ جس آدمزاد کو جہان پاؤ وہین
ٹھکانے لگاؤ اگر تجکو نہ مارین اور کھانے پینے کو دین تو غضب سلطانی مین گرفتار ہون انتے مین ایک نے
اونھین مین سے کہا کہ ای یارو خدا سے ڈرو کہان بادشاہ اور کہان یہ گدا کچھ آپ سے یہ نہین آیا واللہ اعلم
گھڑیال کہان سے اسکو لایا ہی اسکی حیات کے چند روز باقی تھے جو اوسکے پیٹ سے نکلا اور انسان کی قوم
ہم سب سے اشرف کہلاتی ہی لازم ہے کہ اسکو اپنے گھر لیجائین اور پرورش کرین اونھون نے کہا کہ اسکو ہم کھین
اور کھانا دین مبادا پریون کا بادشاہ سنے اور ہماری گردن مارے تو مفت مین جان جاتی رہی حاتم نے
کہا ای عزیزو اگر میرے مارے جانے سے تمھارا بھلا ہو تو نہ چوکو قتل بھی کرو اس جرات کو دیکھکر وہ
آپس مین مشورت کرنے لگے کہ یہان سے سات روز کی راہ پر ہمارا بادشاہ رہتا ہی ایسا کون ہی جو اسکا
حال بادشاہ سے عرض کریگا یہ سوچکر وہ سب کے سب متفق ہوئے اور حاتم کو اپنے گھر لے گئے قسم قسم کے
میوے اور کھانے اوسکے آگے رکھے حاتم نے سیر ہوکر کھایا اور پانی پیا اور خوشی سے بیٹھا پریزاد سب
اوسکے گرد آ بیٹھے اور قیل و قال کرنے لگے اور اوسکے حسن پر فریفتہ ہوگئے کئی دن کے بعد ایک روز حاتم نے
اونکا کرکہا ای یارو اب مجکو رخصت کرو کہ جس کام کو واسطے آیا ہون اوسکی سعی کرون اونھون نے کہا کہ وہ
کام کیا ہی اور تجھی یہان کون لایا ہی حاتم نے کہا مجکو فرو قاش بادشاہ کے دیو ماہر پری شاہ کی سرحد مین
لائی تھی تمھاری بھائیون نے تین مرتبہ مجکو آگ مین ڈالا خدای کریم نے بچا لیا پھر اونھون نے دریا مین ڈالدیا
وہان ایک گھڑیال نگل گیا جسکے پیٹ سے نکلکر سکابت آسنی بھی کنارے پر آئی اوگل دیا انتے مین تم سے ملاقات
ہوئی تم اپنی مہربانی سے گھر مین لے آئے اور میری تم نے غور و پرداخت کی یہ سنکر اونھون نے کہا ایجوان خوشرو
ایسا کونسا کام ہی کہ جسکے واسطے تو نے ایسی مصیبتین اوٹھائین اور اتنی جفائین سہین حاتم نے کہا کہ مین ماہر پری
شاہ سے کچھ کام رکھتا ہون اونھون نے کہا ای نادان تو ہماری سامنی ماہر پری شاہ کا نام لی کیونکہ اوسکی
ہم نوکر ہین آسنی اپنی سرحد تک اسی صورت سے شہر بشہر حوکیان بٹھائین ہین اور فرمایا ہی کہ میری ملک مین
کوئی آدمزاد اور دیوزاد آنے نہ پائے اگر ماہر پری شاہ سنیگا کہ آدمزاد یہان آیا ہی تو ہمکو جیتا نچھوڑیگا اور

پہاڑ پر چڑھنے کا ارادہ رکھتا ہی اتنی مین اور بھی پریزاد پہاڑ سے اوتری اوسکا ہاتھ پکڑ کر لے گئے
اور طوق وزنجیر پہنا کے پوچھنے لگے کہ تو کون ہی اور یہان کس لیے آیا ہی اور وہ کون ہی جو تجھے
یہان لایا ہی سچ بتا حاتم نے کہا مجکو یہان خضر لایا ہے اور مین شہر سورت سی آیا ہون اس بات کے
سنتے ہی اونھون نے کہا معلوم ہوا تو ماہرو پری شاہ کا شاہ مہرو لینے آیا ہے کیون سچ ہی یا نہین تب وہ اپنے
جی مین سوچنے لگا کہ اگر سچ کہتا ہون تو جیتا نہ چھوڑینگے اور اگر چھپاتا ہون تو جھوٹا ٹھہرتا ہون اس سے
یہ بہتر ہے کہ چپکا ہو رہون یہ سمجھکر گونگا بنگیا کچھ جواب نہ دیا تب پریزادون نے آپس مین مشورت کی کہ
اسکو آگ مین ڈالا چاہیے اونھون نے ہزارون من لکڑیان جمع کرکے آگ بھڑکائی جب اوسکی لو
آسمان تک پونہچی حاتم کو اوٹھاکر اوس آگ مین ڈالدیا حاتم تین روز تک اوسی آگ مین رہا اور وہ چلے
گئے اسکے بعد جو نکلا تو ایک تار بھی اوسکی جامی کا نہ جلا تھا وہان سی ایک طرف کو راہی ہوا تھوڑی
دور گیا ہوگا کہ پریزاد ہر طرف سی دوڑے اور پوچھنے لگے ای جوان تیری ہی صورت کا ایک شخص دو چار ہی
دن کا ذکر ہے کہ آیا تھا اوسکو تو ہمنے آگ مین ڈالکر خاک سیاہ کردیا اب تو آیا ہی کیا وہی ہی یا دوسرا اور
پیدا ہوا سچ کہہ حاتم نے کہا ای احمقو جو آتش کدہ مین پڑی وہ کیونکر جیتا یہ کہکر اوسکو اونھون نے ایک
بڑی بھاری پتھر کے تلی تین روز تک دابے رکھا چوتھے روز اوس سے نکالکر اس درسی مانگ پھرا پھرا کر پھینکا
کہ وہ وہان سے اٹھارہ کوس پر دریای شور تھا اوسمین جا پڑا اور گھڑیال اوسکو نگل گیا اس صدمے سی وہ عالم
بیہوشی مین تھا کچھ نہ سمجھا کہ مین کہان تھا اور کہان آیا جب ہوش ہوا آپکو گھڑیال کے پیٹ مین دیکھکر
گھبرایا اور اوسکے دل و جگر کو دوڑ دوڑ کر پاؤن سی کچلنے لگا اوسکی ہضم نہونے کے باعث سے
وہ عاجز ہوکر خشکی مین گیا اور قے کرنے لگا حاتم اوسکے منہ سے نکل پڑا اوسکے بعد بھوکا پیاسا
کسی طرف کو چلا جب طاقت طاق ہوگئی چلکر ریت مین گر پڑا اور ہر ایک سمت کو تکنے لگا اتنے مین
ایک غول پریزادون کا اٹھکھیلیان کرتا ہوا آپونچا اور ہر ایک اوسی دیکھکر آپس مین کہنے لگا
کہ یہ آدم زاد کون ہی اور یہان کیونکر آیا ہی تحقیقات کیا چاہیے ایک نے آکر حاتم سی کہا ای آدم زاد
تجکو یہان کون لایا ہے جلد بتا حاتم نے کہا مجکو خدای کریم الرحیم لایا ہی جسنے مجھے اور تجھی پیدا کیا

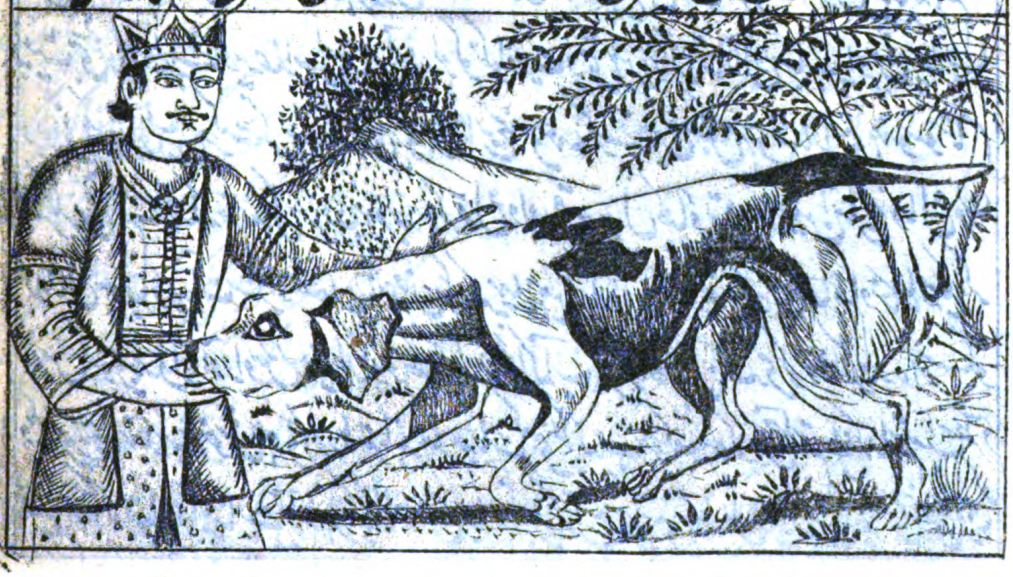
تھوڑی دنون کے بعد پھر وہی جنگل خوش اسلوب نظر آیا وہ اوسکو طی کرکے اوس گاؤن مین پونہچا جس مین پہلے
گیا تھا وہان کے لوگ ہر طرف سی نکل آئے اور حاتم کو پہچانکر بستی مین لیگئے مسند پر بعزت تمام بٹھایا اور
مہمانی کی حاصل یہ کہ ہر شخص اپنے گاون مین لیجاکر مہمانی کرتا تھا اور دوسری گاون مین پونہچادیتا تھا
آخرکار فرو قاش بادشاہ کے محل مبارک تک پونہچا اوسنے استقبال کیا اور ایک مسند عالی پر بتوقیر تمام
بٹھایا اور بہت سی شادی کی عیش کی مجلس جمائی پھر پوچھا کہ اب آپ کے آنے کا موجب کیا ہے
حاتم نے کہا کہ ماہرو پری شاہ کی ہاتہ مین جو شاہ مہرہ ہے آپ فدوی اوسکے لینے کو آیا ہے اوسنے کہا
اے جوان وہ مہرہ اوسکے ہاتہ سے لینے کی کسکو طاقت ہے دیوون کی مجال نہین کہ وہان جائین
اور سلامت پھر آئین تو بیچارہ غریب کس شمار و قطار مین ہے حاتم نے کہا کچھ اندیشہ نہین جسنے مجکو
یہانتک پونہچایا ہے وہی وہان پونہچاوے گا مین تم سے ایک شخص بطور رہبری کے چاہتا ہون اوسکے
کہ کہین راہ نہ بھول جاؤن فرو قاش نے کہا کہ اے شخص اس بات سے تو اچھا نہین جو تو کرتا ہے وہ بولا کہ یہ
مجھسے کب ہو سکتا ہے کیونکہ عہد شکنی میرا کام نہین اس جواب کو سنکر فرو قاش دم بخود رہ گیا اور کچھ نہ بولا
حاتم تین روز تک وہین رہا چوتھے روز کہنے لگا کہ اب مین رہ نہین سکتا کہین ایسا نہو جو وہ عاشق
نیم جان میرا انتظار کھینچکر مرجاے اور اوسکا خون میری گردن پر ہو قطع نظر اسکے اگر مین یہان
عیش و عشرت مین رہون تو خدا کو کیا جواب دون تب فرو قاش نے کئی دیو حاتم کے ساتہ کردیے کہ تم اوسکو
ماہرو پری شاہ کی سرحد مین پونہچادو اور اوسکے آنے تک وہین بیٹھے رہو حاتم اونکو اپنے ساتہ لیکر
وہان سے روانہ ہوا اور ایک مہینے کے عرصے مین ماہرو پری شاہ کی سرحد مین جا پونہچا اونھون
عرض کی کہ اس پہاڑ سے اوسکا عمل شروع ہے اب ہمارے طاقت نہین جو قدم آگے بڑھائین کیونکہ جو اوسکی
قلمرو مین جاتا ہے وہ اوسکو جیتا نہین چھوڑتا غرض وہ وہین رہے اور حاتم اونسے رخصت ہوکر
اوسکے عمل مین داخل ہوا چند روز کے بعد ایک پہاڑ آسمان سے باتین کرتا ہوا دکھلائی دیا اور
درخت بھی اوسپر اچھے اچھے میوہ دار پھلے پھولے بے شمار نظر آئے وہ اوسکی طرف چلا جب قریب
گیا تب ہر ایک طرف سے پریزادون نے آکر گھیر لیا اور کہا کہ یہ آدمی ہے اسکو نچھوڑنا چاہیے کیونکہ یہ

بٹھاکر آپ اندر گیا لونڈیان باندیان پاؤن پر گریین اور بی بی اوسی حبشی سی لپٹی ہوئی سوتی تھی اس
حال کو دیکھکر اوسنی تلوار نیام سی لی اور اوس غلام کی گردن کاٹ ڈالی پھر وہ بیخ بی بی کی سر مین ٹھونکی
وہ فورا کتیا ہوگئی تب وہ اوسی رسی سی باندھکر باہر نکل آیا اور حاتم کا ہاتہ پکڑکر اندر لیگیا اور ایک مسند
عالی پر بٹھاکر اوس کتیا کو دکھادیا اور کہا کہ یہ وہی عورت مکارہ ہی جسنے مجھے آدمی سی کتا بنایا تھا اور
یہ وہ حبشی میرا غلام نمکحرام ہی جو اوسکے سکون مین داخل ہوا تھا اس واردات کو دیکھکر حاتم متعجب ہوا اور
کہنے لگا ای عزیز تو نی اوسکو کیون مار ڈالا وہ بولا یہی اسکی سزا تھی جو اسکے آگے آئی اس دہشت سی اب کوئی
ایسا کام نکریگا بلکہ اس خبر کو سنکر کرتا ہوا بھی باز رہیگا یہ حرکت مین نے عبرت کی واسطی کی ہی یہ بات کہکر اوسنی
اوسکو اپنی صحن خانہ مین گاڑدیا اور ہر ایک لونڈی غلام کو انعام دی کر سرفراز کیا اور تمام رات حاتم کو مہمان
رکھکر خوب سی ضیافتین کھلائین اور تا صبح آپ عیش و عشرت مین مشغول رہا جب روز روشن ہوا تب
حاتم اوس سی رخصت ہوکر کارونسرا مین آیا اور اوس سوداگر بچی سی ملاقات کرکے پوچھنی لگا کہ کیا کرتی ہو
کہو خوش تو ہو اوسنی کہا بندہ پرور آپ کی جان اور مال کو دعا کرتا ہون اب ایک مدت سی وہ آواز نہین آتی
اسواسطی حارس کی لڑکی تیری آنی کی امیدوار ہی حاتم نی کہا کہ کچھ اندیشہ نہین خدا کی فضل و کرم سی مین اوسکی خبر
لی آیا ہون یہ کہکر وہ حارس کی بیٹی کی دروازی پر گیا خبرداروں نی جاکر یہ خبر پونہچائی وہ والان کی در و نیر
پردی ڈالکر اندر رہو بیٹھی اور لوگون سی کہنی لگی کہ اوسکو بلوالو وہ بلا لائی جب حاتم پردی کی قریب آیا تب اوسنی
اوسکو ایک کرسی پر بٹھاکر سوال کا احوال پوچھا حاتم نے ابتدا سی انتہا تک جو جو دیکھا تھا اور جو جو سنا تھا
سو بخوبی بیان کیا اوسنی کہا ای جوان براست گو یہ تو سچ کہتا ہے کہ اب وہ آواز نہین آتی اب جلد جا اور
ماہرو پری کا شاہ مہرہ لاکر اوسی رخصت ہوکر اوس سوداگر بچے کے پاس آیا اور کہنی لگا کہ تو خاطر
جمع رکھ اب مین ماہرو پری کا شاہ مہرہ لینے جاتا ہون یہ کہکر اوسکا تیسرا سوال پورا کرتا ہون تو تیری معشوقہ
سے تجھے ملا دیتا ہون اتنی بات کہکر وہ اوس سی رخصت ہوا اور سر بصحرا ہوا چند روز کی بعد ایک درخت
کے نیچے بیٹھکر فکر کرنے لگا اب بہتر یہی ہی کہ دیوون کی بادشاہ سی ملیے اور اوسی سی ماہرو پری کا مکان
پوچھیے وہ مقرر وہان کا پتا دیگا یہ بات دلمین ٹھہراکر اوسی غار مین اوترا کہ جس مین پہلے گیا تھا

کہا ای بندۂ خدا یہ کیا بھید ہے اور تو کون ہے کہ پہلے تیری صورت حیوان کی تھی اور اس میخ کے نکالتے ہی
تو انسان ہو گیا اوسنے دیکھا کہ اس شخص نے مجھپر احسان کیا ہی اس سے اپنا احوال نہ چھپایا چاہا ہی اسباتکو
سوچکر اوسکے پاؤں پر گر پڑا اور کہنے لگا ای مرد بزرگ مین بنی آدم ہون تیری دستگیری سے اپنی اصلی صورت پر
آیا حاتم نے کہا یہ کیا سبب تھا کہ تیری صورت کتے کی بن گئی تھی جوان نے کہا کہ مین ایک سوداگر کا بیٹا ہون
میرا باپ بہت سا مال و اسباب لے کر چین مین گیا تھا وہ مال اوسنے وہان بیچا اور وہان سے کچھ مول لیکر
ختا مین آیا اور اوسکی فروخت سے بہت سا نفع حاصل کیا اور مجکو بڑی دھوم سے بیاہ دیا کئی روز جیا پھر
شربت اجل پیکر مر گیا مال و اسباب و جواہر میرے ہاتھ لگا مین ایک مدت تک اوسکو بیچکر عیش و عشرت
کرتا رہا جب وہ کم ہونے پر آیا تب مین ختا کا مال خرید کر کے شہر چین مین گیا اور خرید و فروخت کر کے پھر
اپنے شہر کو روانہ ہوا جبتک مین آؤن وہ عورت بدذات جو باپ نے بیاہ دی تھی پیچھے ایک غلام حبشی سے
اوبھی تھی اور یہ میخ لوہے کی جادوگرون سے پڑھوا کر اپنے پاس رکھہ چھوڑی تھی جب مین گھر مین آپونہچا
اور ایک دن غافل سو گیا اوسنے فرصت پاکر یہ میخ میری سر مین ٹھونک دی مین اوسی لگتے ہی کتا ہو گیا
اوسنے اوسی گھڑی دتکار کر نکالدیا مین کان پھٹپھٹاتا ہوا بازار مین آیا وہان کی کتی اجنبی جانکر بھونکنے لگی
اور کتنے ہی دوڑی اوکی دہشت سے آج تیسرا دن ہی کہ مین شہر چھوڑ کر اس جنگل مین بھوکا پیاسا پڑا پھرتا
تھا اگے کیا کہون باری آج خدا نے اپنے فضل و کرم سے تجھے اسکا پیر بھیجا جو تونے کھانا کھلایا پانی پلایا
آدمی بنایا حاتم اس بات کے سنتے ہی سر بزانو ہوا اور کہنے لگا ای عزیز تیرا گھر کس شہر مین ہی اوسنے کہا کہ
اس جنگل سے تین روز کی راہ پر ہے اور اوسکو شہر صورت کہتے ہین حاتم نے کہا کہ اوس شہر مین کوئی حارس
سوداگر بھی رہتا ہے اور اوسکی بیٹی تین سوال رکھتی ہی اوسی لڑکی نے مجھے اسبات کی خبر کو بھیجا ہی کہ مین نے
وہ کام نہ کیا جو اجکی رات میری کام آتا اوسنے کہا کہ صاحب یہ بات سچ ہی اور مین بھی اوسی شہر کا رہنے والا
ہون پھر حاتم نے کہا کہ ای بندۂ خدا تو اس میخ کو اپنے پاس رہنے دے اگر تیرا جی بدلا لینے کو چاہیگا تو فرصت
پاکر اپنی جورو کے سر مین گاڑ دینا وہ کتیا ہو جاویگی اسی ڈھب کی باتین کرتے ہوئے وہ دونون وہان سے
چل نکلے تین روز کے عرصے مین اوس شہر مین داخل ہوئے اور وہ جوان حاتم کو اپنے ساتھ لیکر گھر آیا ڈیوڑھی پر

ستا ہین تو خدا کے غضب مین گرفتار ہون اونھون نے اسی طور سی قسم کھائی اور چوری سی توبہ کی
حاتم نے وہ زر و جواہر سب کا سب اونکو بخشا اور راہ راست دکھا کر جنگل کا رستہ لیا کہ ایک کتا زبان نکالے ہانپتا ہی
دکھائی دیا اسنے معلوم کیا کہ شاید اس صحرا مین کوئی کاروان اوترا ہے اور یہ کتا اوسی قافلے کا ہے جب وہ
اوسکے پاس آیا تب حاتم نے اوسکو اپنی گود مین اوٹھا لیا اور اوسکے واسطے پانی ادھر اودھر ڈھونڈھنے لگا
اور جی مین کہتا تھا کہ اس جنگل مین کوئی چشمہ ملے تو مین اس پیاسے کو خوب سا پانی پلاؤن اتنے مین ایک گاؤن
دکھائی دیا حاتم اوسکی طرف روانہ ہوا وہان کے لوگ گیہون کی روٹیان اور مٹھا مسافرون کو دیتے تھے
حاتم کے آگے بھی آگے لے آئے اوسنے وہ چھاچھ اور روٹیان لیکر کتے کے آگے رکھدین کتے نے پیٹ بھر کر
کھایا مگر حاتم اوسکی طرف دیکھکر کہتا تھا کہ کیا خوش ترکیب اور کیا خوبصورت کتا ہی اور وہ اوسکے ساتھ
بیٹھا ہوا شکر خدا کا کر رہا تھا اتنے مین حاتم شفقت سے اوسکے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا اور دلمین خدا کو یاد کرکے یون کہنے لگا
کہ یہ تیری ہی قدرت ہی کہ اٹھارہ ہزار عالم کو تو نے پیدا کیا اور ایک کی صورت سی دوسری کی شکل کو ملتی نہین
اتنے مین ایک سخت سی چیز شاخ کی مانند اوسکی ہاتھ مین لگی جب خوب سا غور کرکے دیکھا تو ایک میخ آہنی نظر آئی
فوراً وہ میخ اوسکے سر سے نکال لی وہ کتا ایک جوان خوشرو کی صورت بنگیا حاتم متعجب ہوکر کہنے لگا

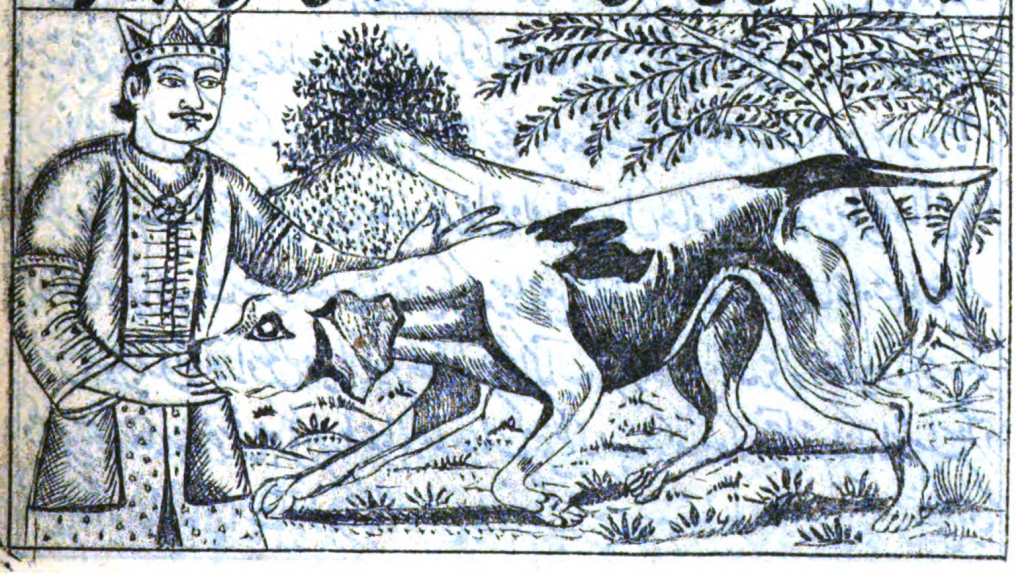
تصویر حاتم اور اوس جوان خوشرو کی کہ جسکو فاحشہ جورو نی سحر سی کتا بنا دیا تھا



کہ ای بندۂ خدا یہ کیا بھید ہے اور تو کون ہے کہ پہلے تیری صورت حیوان کی تھی اور اس میخ کی نکالتے ہی
تو انسان ہو گیا اوسنے دیکھا کہ اس شخص نے مجھپر احسان کیا ہی اس سے اپنا احوال نہ چھپایا چاہا ہی اسباب کو
سو جکڑ اوسکے پاؤں پر گر پڑا اور کہنے لگا ای مرد بزرگ مین بنی آدم ہون تیری دستگیری سے اپنی اصلی صورت پر
آیا حاتم نے کہا یہ کیا سبب تھا کہ تیری صورت کتے کی بن گئی تھی جوان نے کہا کہ مین ایک سوداگر کا بیٹا ہون
میرا باپ بہت سا مال و اسباب لیکر چین مین گیا تھا وہ مال اوسنے وہان بیچا اور وہان سے کچھ مول لیکر
ختا مین آیا اور اوسکی فروخت سے بہت سا نفع حاصل کیا اور مجکو بڑی دھوم سے بیاہ دیا کئی روز جیا پھر
شربت اجل پیکر مر گیا مال و اسباب زر و جواہر میرے ہاتھ لگا مین ایک مدت تک اوسکو بیچکر عیش و عشرت
کرتا رہا جب وہ کم ہونے پر آیا تب مین ختا کا مال خرید کر کے شہر چین مین گیا اور خرید و فروخت کر کے پھر
اپنے شہر کو روانہ ہوا جبتک مین آؤن وہ عورت بدذات جو باپ نے بیاہ دی تھی پیچھے ایک غلام حبشی سے
اوبھی تھی اور یہ میخ لوہے کی جادوگرون سے پڑھوا کر اپنے پاس رکھ چھوڑی تھی جب مین گھر مین آ پونہچا
اور ایک دن غافل سو گیا اوسنے فرصت پاکر یہ میخ میرے سر مین ٹھونک دی مین اوسی لگتے ہی کتا ہو گیا
اوسنے اوسی گھڑی دتکار کر نکالدیا مین کان پھٹپھٹاتا ہوا بازار مین آیا وہان کی کتی اجنبی جانکر بھونکنے لگی
اور کتے ہی دوڑی اوسکی دہشت سے آج تیسرا دن ہی کہ مین شہر چھوڑ کر اس جنگل مین بھوکا پیاسا پڑا پھرتا
تھا آگے کیا کہون باری آج خدا نے اپنے فضل و کرم سے تجھے اس مکان پر بھیجا جو تونے کھانا کھلایا پانی پلایا
آدمی بنایا حاتم اس بات کے سنتے ہی سر بزانو ہوا اور کہنے لگا ایعزیز تیرا گھر کس شہر مین ہی اوسنے کہا کہ
اس جنگل سے تین روز کی راہ پر ہے اور اوسکو شہر صورت کہتے ہین حاتم نے کہا کہ اوس شہر مین تو حارس
سوداگر بھی رہتا ہے اور اوسکی بیٹی تین سوال رکھتی ہی اوسی لڑکی نے مجھے اسبات کی خبر کو بھیجا ہی کہ مین نے
وہ کام نہ کیا جو اجکی رات میرے کام آتا اوسنے کہا کہ صاحب یہ بات سچ ہی اور مین بھی اوسی شہر کا رہنے والا
ہون پھر حاتم نے کہا کہ ای بندۂ خدا تو اس میخ کو اپنے پاس رہنے دے اگر تیرا جی بدلا لینے کو چاہی گا تو فرصت
پاکر اپنی جورو کے سر مین گاڑ دینا وہ کتیا ہو جاوی گی اسی ڈھب کی باتین کرتے ہوئے وہ دونون وہان سے
چل نکلے تین روز کے عرصے مین اوس شہر مین داخل ہوئے اور وہ جوان حاتم کو اپنے ساتھ لیکر گھر آیا دیوڑھی پر

ستائین تو خدا کے غضب مین گرفتار ہون اونھون نے اسی طور سی قسم کھائی اور چوری سی توبہ کی
حاتم نے وہ زر و جواہر سب کا سب انکو بخشا اور راہ راست دکھا کر جنگل کا رستہ لیا کہ ایک کتا زبان نکالے ہانپتا سی
دکھائی دیا اسنے معلوم کیا کہ شاید اس صحرا مین کوئی کاروان اوترا ہے اور یہ کتا اوسی قافلے کا ہے جب وہ
اوسکے پاس آیا تب حاتم نے اوسکو اپنی گود مین اوٹھا لیا اور اوسکے واسطے پانی ادھر اودھر ڈھونڈھنے لگا
اور جی مین کہتا تھا کہ اس جنگل مین کوئی چشمہ ملے تو مین اس پیاسے کو خوب سا پانی پلاؤن اتنے مین ایک گاؤن
دکھائی دیا حاتم اوسکی طرف روانہ ہوا وہان کے لوگ گیہون کی روٹیان اور مٹھا مسافرون کو دیتے تھے
حاتم کے آگے بھی لے آئے اوسنے وہ چھاچھ اور روٹیان لیکر کتے کے آگے رکھدین کتے نے پیٹ بھر کر
کھایا مگر حاتم اوسکی طرف دیکھکر کہتا تھا کہ کیا خوش ترکیب اور کیا خوبصورت کتا ہے اور وہ اوسکے ساتھ
بیٹھا ہوا شکر خدا کا کر رہا تھا اتنے مین حاتم شفقت سے اوسکے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا اور دلمین خدا کو یاد کرکے یون کہنے لگا
کہ یہ تیری ہی قدرت ہے کہ اٹھارہ ہزار عالم کو تو نے پیدا کیا اور ایک کی صورت سی دوسری کی شکل کو ملتی نہ دیا
اتنے مین ایک سخت سی چیز شاخ کی مانند اوسکے ہاتھ مین لگی جب خوب سا غور کرکے دیکھا تو ایک میخ آہنی نظر آئی
فوراً وہ میخ اوسکے سر سے نکال لی وہ کتا ایک جوان خوشرو کی صورت بنگیا حاتم متعجب ہوکر کہنے لگا

تصویر حاتم اور اوس جوان خوشرو کی کہ جسکو فاحشہ جوبنی سحر سی کتا بنا دیا تھا



کہنے لگا کہ یہان ایک گنج عظیم گڑا ہے اگر تم نکالو تو ہاتہ آئے اونھون نے کہا کہ تم یہان ٹھہرو ہم ابھی
نکالتے ہین یہ کہکر ایک اندر بیٹھا اور دوسرا اوپر کھڑا رہا وہ مال نکال نکال کر باہر پھینکتا تھا اور یہ انبار کرتا جاتا تھا
غرض ایکدم مین وہ سب کا سب نکالکر اونھون نے حاتم کے حوالے کیا اور آپ رخصت ہوکر کسی طرف کا رستہ لیا
حاتم اوس مال کے تودے کو دیکھکر جی مین کہتا تھا کہ اگر اسوقت وہ چور میرے پاس ہوتے تو یہ سب مال و متاع
مین اونکو بخش دیتا کہ پھر وہ محتاج نہ رہتے اور بندگان خدا کو ایذا نہ دیتے حاصل کلام اوسنے ایک جوڑا کپڑے کا
اچھا سا اوسمین سے پہنا اور تھوڑا سا زر و جواہر اپنی جیب مین ڈالکر اون چورون کی تلاش مین روانہ ہوا
اور دعا مین مانگتا تھا کہ الٰہی اوس بڈھیا کو پھر مجھسے ملا تھوڑی ہی دور پونہچا ہوگا کہ وہ بڈھیا بر سر راہ بحال تباہ
فقیرون کی سی صورت بنائے بیٹھی سوال کر رہی تھی کہ جانے والے بابا کچھ خیر لیے جا اوسکو دیکھتے ہی آپ دوڑا
اور خوش ہوکر مثل گل کھل گیا اور مٹھی بھر کر روپے اشرفیان جیب سے نکالکر اوسکو دی اور اپنا قدم آگے رکھا
اوسنے وہ روپے لے لیے اور پھر اوسی صورت سے باواز بلند کہا کہ اے دو کے بٹوہی کا راہ باٹ مین خدا
نگہبان ہے اس آواز کو سنکر وہ ہی ساتون پھانسی گر کسی کسائے ادھر اودھر سے نکلے اور اوس سے
ملاقات کرکے کہنے لگے کہ اے جوان تو کہان جاتا ہے اوسنے انکو پہچانکر کہا کہ ای عزیزو مین تم سے
ایک عرض کہتا ہون اگر قبول کرو تو کہون اونھون نے کہا کیا کہتے ہو فرماؤ حاتم نے کہا اگر تم سب توبہ کرو اور مردم آزاری
سے ہاتہ اوٹھاؤ تو مین اسقدر زر و جواہر تمکو دون کہ وہ تمھاری سات پیڑھی تک کام آئے اونھون نے کہا کہ ہم تو
پیٹ ہی کے واسطے اپنے اوپر عذاب لیتے ہین اور لوگونکو اذیت دیتے ہین اگر اتنا مال و اسباب پاوین تو پھر کیا
دیوانے ہین جو ایسی حرکت کرین بلکہ آج ہی کی تاریخ سے عہد کرتے ہین کہ جسکام سے خدا راضی نہو سو تمام
عمر نکرین حاتم نے کہا کہ تم خدا کی طرف متوجہ ہوکر قول دو اور قسم بدل کھاؤ تو مین تمھین اتنا گنج و مال دون
کہ نہال ہوجاؤ یہ بات سنکر اونھون نے عرض کی کہ پہلے ہمین کھا دو تو ہم توبہ کرین حاتم اونکا ہاتہ پکڑکر
اوس کنوے پر لایا اور اوس ریچھ بیشمار کو دکھاکر کہنے لگا کہ اب ہی لو اور اپنے وعدے کو وفا کرو وہ اوسکو
دیکھتے ہی نہایت خوش ہوئے اور ہاتہ باندھکر یہ بات کہنے لگے کہ اب جو کہو سو کرین حاتم نے کہا تم سب اسطرح کی
قسم کھاؤ کہ خدا دانا بینا ہے اور ہر ایک کا احوال جانتا ہے اگر آج سے کسی کا مال چرائین یا کسی بیچارے کو

اپنے ہاتہ سے الماس کی انگوٹھی اوتار کر اوسکے حوالے کی اور آپ منزل مقصود کی راہ لی اتنے مین اوس بڑھیا نے پکار پکار کر
کہا کہ اے مرد کہ پیچھے پڑے ہو کاراہ باٹ مین ضد احافظ ہے اس آواز کے سنتے ہی سات جوان مسلح پیچھے تلوار لیکر
لگائی جنگل کے دہنے بائین سے نکل آئے اور حاتم سے ملاقات کر کے ساتہ ہولیے چنانچہ ساتون چور اوسی جوڑے
کے بیٹے تھے اوسنے اوس جڑاؤ انگوٹھی کو دیکھکر یہ خیر اونکو دی کہ سونے کی چڑیا جاتی ہے غرض وہ اوسکے ساتہ ہولیے
اور ادہر اودہر کی گپ شپ ہانکتے چلے اور کہنے لگے کہ ای جوانمرد ہم چاہتے ہین کہ تیرے طفیل سے کسی شہر مین
پونہچین اور وہان کے بادشاہ کی نوکری کرین حاتم نے کہا بہت اچھا چلے چلو کہانے پینے کا کچہ اندیشہ نکرو جب
حاتم اونکے دم مین آیا تب اونھون نے اوسکے پیچھے سے آکر ایک کمند اوسکے گلے مین ڈالدی اور ہاتہ باندھکر دو تین
خنجر مارے پھر کنوے مین گرادیا اور جو مال و متاع تھا لیا مگر وہی ایک پگڑی کہ جس مین وہ مہر بندھا
تھا وہی لپیٹی لپٹائی رہ گئی وہ کئی روز تک کنوے مین زخمی پڑا رہا دو تین روز کے بعد جب ہوش مین آیا تب
اوس مہر کو اپنی پگڑی سے کھولا اور ایک کونے مین خشک پر بیٹھکر کسی پتھر کی ٹکڑی پر اوسکو اپنی تھوک سے
رگڑکر اون زخمون پر لگا دیا اوسی گھڑی زخم بھر آئے اور درد جاتا رہا پھر اپنے جی مین کہا کہ افسوس اون نامردون نے
دغا کی اگر خدا کی راہ مین مجھسے مانگتے تو قسم ہے کہ سبکا سب بخوشی اونکے حوالے کر دیتا اور اگر اب بھی ملین تو اتنا کچہ
دون کہ وہ تمام عمر محظوظ رہین بلکہ جبتک جئین کبھی محتاج نہون یہ اسی سوچ مین تھا کہ آنکھ لگ گئی
خواب مین کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص کھڑا بآواز بلند یہ کہتا ہے ای حاتم غم نکھا کیونکہ خدا کریم و رحیم ہے اوسنے
جو تجھے یہان پونہچایا ہے تو یہ بھی اوسکی حکمت سے خالی نہین تو نہین جانتا یہان ایک گنج عظیم گڑا ہے
حق تعالی نے یہ مال تیرے ہی واسطے چھپا رکھا ہے اب اوٹھ اور لے اوسنے کہا ای بزرگ مین تن تنہا کیونکر لون
اور کہان لیجاؤن وہ بولا کہ کل دو شخص اس مکان پر آئین گے اور تجھے اس اندھے کنوے مین سے نکالین گے چاہیے کہ
تو اونکو متفق کر کے اس مال کو نکالے حاتم خوش ہوا اور درگاہ الہی مین سر جھکا کر سجدۂ شکر بجا لایا
اتنے مین پو پھٹی اور نور کا تڑکا ہوا ایک دم کے بعد دو شخص اوس کنوے پر آئے اور پکار کر کہنے لگے ای حاتم اگر
جیتا ہے تو جواب دے اوسنے کہا کہ ابتک تو خدا کے فضل و کرم سے جیتا ہون تب اونھون نے اپنے ہاتہ
بڑھا کر کنوے مین ڈالے اور کہا کہ تم ہمارے ہاتہ پکڑ کر چڑھ آؤ حاتم اونکی دستگیری سے باہر آیا اور اون سے ملاقات

جو تو یہان آیا تو تو اچھا خاصہ دیوانہ ہے جا اپنی فصد کھلا کیونکہ اوسی کے سودا سے تو ہوئی ہے پھر تجسی ملاقات
کیونکر ہوئی اے بیوقوف کہین مردے بھی کسی سے ملاقات کرتے ہین جو اوسنے تجسے کی اور یہ حقیقت کہلا بھیجی
اے کوئی اس دیوانے کو شہر بدر کردے حاتم نے عرض کی کہ اے بادشاہ عادل نمان و اے دستگیر درماندگان
یہ سر الہی ہے جاننے والے اسکو دریافت کرتے ہین کیا تم اتنا نہین جانتے کہ شہید ہمیشہ زندہ رہتے ہین
اور یوسف ایک مرد بخیل تھا وہ اس خست کے سبب سے ایک رنج و مصیبت مین گرفتار ہی اسباسطے کہ میری ماں کو کہ وہ
غریب عمر اب سے چھوڑی تو اب مین داخل ہوا اسکے سوا اگر مین دیوانہ ہون تو اوس حجری کی خزانے کی کیونکر خبر
رکھتا ہون بادشاہ اس سخن کو سنکر متعجب ہوا اور حاتم کو ساتھ لیکر یوسف سوداگر کی حویلی مین آیا
پھر اوس حجری کو کھدوایا بیشمار مال نکلا تب بادشاہ نے اوسکے چار حصے کرکے ایک اوسکی لڑکون کو حوالے کیا
اور تین حاتم کو دی کر کہا کہ اے عزیز تو مرد باد دیانت اور اشخص با امانت ہی اس خزانے کو اپنے ہی ہاتھ سے راہ مولا مین
خرچ کر حاتم نے تھوڑے دنون مین اوس خزانے کو خرچ کر ڈالا بھوکونکو کھانا کھلایا ننگونکو کپڑا پہنایا محتاجونکو
اتنی روپے دیدی کہ وہ مالا مال ہوگئے پھر بادشاہ سے رخصت ہوکر شہر عدل آباد مین آیا اپنے قبیلے سے ملا اور لڑکا
جو پیدا ہوا تھا اوسکو دیکھکر بہت خوش ہوا سالم نام رکھا کئی دن کے بعد رخصت ہوکر پھر جنگل کی راہ لی
کئی دن کے عرصے مین شہیدون کے قبرستان مین پونہچا تین روز وہان رہا شب جمعہ کو وہ شہید سبکے سب
بدستور اپنی اپنی قبر سے نکلے اور فرش مکلف بچھاکر بیٹھے وقت معین پر اوسی طرح سے اونکے آگے کھانا چنے گئے
پھر اونکے پیچھے اوس سوداگر کے بھی آگے ویسا ہی کھانا رکھا گیا اوسکے بعد حاتم نے ملاقات کی اور اوس
سوداگر سے حال پوچھا وہ کہنے لگا کہ اے جوانمرد مرحبا جزاک اللہ فی الدارین خیرا اس تیری ہمت کا ثمرہ حق تعالے
دے سچ تو یہ ہے کہ ایک جوانمرد راست گو تو ہی نظر آیا اور تیری ہی باعث سے یہ مرتبہ مجکو ملا جو اوس بلا سے
نکلا اور اونکے سامنے فریاد کرنے سے باز رہا کھانا پانی اونکے برابر مجھے پہونچتا ہے لیکن مسند پر اونکو بٹھاتے ہین
اونکی مکلف ہین کیونکہ اونھون نے اپنے ہاتھ سے جیسے تجی خیرات کی ہے اور مین نے زمرد کی بعد پریشانی کھینچکر
تب بھی خدا کے فضل و کرم سے بہت آسودہ ہون خدا تجکو جزاے خیر دے صبحکو حاتم وہان سے رخصت ہوا
اور ایک جنگل مین جا پونہچا وہان ایک عورت پیر سال فقیرون کے طرح سے بیٹھی ہوئی بھیک مانگتی تھی حاتم نے

تین مہینے تک وہان ہر ایک رات اوسکے ساتہ عیش و عشرت مین گذاری جب اوسنے تمکو پیٹ رہا تب حاتم نے
اوس سے کہا کہ اب تو مجکو رخصت دے اور ایک میری بات سن کہ مین یمن کا رہنے والا ہون اور یہ نطفہ طے کے
نطفے سے ہی اگر لڑکا ہوا اور شوق یمن کے جانے کا کرے تو تو اوس کو اس پتے سے یمن بہجوا دینا اور اگر لڑکی ہو
تو کسی دیندار نیک سیرت فرشتہ خصلت سے منسوب کر دینا اگر مین جیتا رہون گا تو ایکبار تیری پاس مقرر آؤن گا
اور بخوبی خبر لونگا اس طرح کی دو تین باتین کر کے وہ اوس سے رخصت ہوا تھوڑی دنون کے بعد شہر
چین مین جا پونہچا اور وہان کے رہنے والون سے پوچھنے لگا کہ اس شہر مین سوداگرون کا محلہ کہان ہے غرض
پوچھتے پوچھتے وہان جا پونہچا اور کہنے لگا کہ اس محلے مین یوسف سوداگر کی حویلی کون سی ہے اور اوسکی آل
اولاد مین سے بھی کوئی ہے تو لوگ دوڑے اور اوسکے بیٹونکو خبر کی کہ ایک مسافر کہین سے آیا ہے اور تمکو بلاتا ہے
وہ سبا تو سنکر دوڑے ہوئے حاتم کے پاس آئے اوسنے کہا کہ ای لڑکو مجھے تمہارے باپ نے بہیجا ہے اور ایک پیغام دیا ہے
اسبات کو سنتے ہی سب لوگ ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ ای مسافر معلوم ہوا کہ تو دیوانہ ہے جو یہ واہیات بکتا ہے
اوسکو تو ایک مدت ہوئی کہ مر گیا اور ہم اسبات پر مرتے ہین کہ اوسنے تیرے ہاتہ پیغام کیونکر بہیجا حاتم نے کہا کہ ای
یارو کیا مین جانتا ہون یوسف سوداگر کی حویلی شہر چین مین سوداگرون کے محلے مین ہے اور اسکے سوا
اوسنے ایک پتا اور بھی دیا ہے اگر تم اوسے سنو تو وہ بھی کہون اونھون نے کہا کہ بہت بہتر حاتم نے کہا کہ فلانی
حجری مین جو اوسکے سونے کی جگہ خاص تھی اوسکے پاس فلانے درخت کی نیچے بہت سا مال و جواہر گڑا ہے
لیکن اُسے کوئی نہین جانتا اوس جگہ کو کھودو اور جسقدر زر و جواہر اوسمین سے نکلے اوسکے چار حصے کرو
ایک حصہ تم لو اور تین حصے خدا کی راہ مین خرچ کرو یہ کہکر پھر اوسنے جو ماجرا واقعی دیکھا تھا وہ سب اونکے
سامنے ابتدا سے انتہا تک بخوبی ظاہر کیا کہ مین اس سبب سے فلانے جنگل مین گیا تھا وہان آ تماشا دیکھا
نہین تو کیا کام تھا جو مین اودھر جاتا اور ادھر قاصد بنکر آتا تب اونھون نے کہا کہ یہ حرکت بی بادشاہ کے
خبر کیے کیونکر کرین آخرکار وہ سب اوسکو بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ نے اوس سے پوچھا کہ ای شخص تو نے
کیا دیکھا ہے سچ کہہ اوسنے کہا جہان پناہ مین نے یوسف سوداگر کو اس طرح دیکھا ہے اور یہ پیغام اوسنے میرے
ہاتہ بہیجا ہے اسبات کو وہ سنکر وہ بھی ہنسا اور کہنے لگا کہ کیا کوئی تیرے شہر مین فصد لینے کو حجام نہین ملا

جلد سوچ سوچکر وہ مہرہ جو ریچھہ کی بیٹی نے دیا تھا پگڑی سی کھول کر اپنی منہ مین رکھہ لیا اور اوس سانپ کو ہاتہ سی پکڑ کر ایک ہانڈی مین بند کر کے خنجر کمر سی نکالکر انگنائی مین قد آدم گڑہا کھود کے گاڑ دیا اور آپ تخت پر جا بیٹھا پچھلے پہر رانگو لڑکی ہوش مین آئی اور اپنی منہ پر نقاب ڈالکر کہنی لگی کہ ای نامحرم تو کون ہے اور اس تخت پر کسواسطی بیٹھا ہی حاتم نے کہا کہ ای نادان تو اتنی عرصی مین مجکو بھول گئی مین وہی ہون کہ کل تیرے باپ کی لوگ مجھی ہاتھون ہاتہ یہان لیآئی تھی اسبات کی سنتے ہی اوسنی اپنی دائی اور خواصونکو پکارا اور کہا کہ کیا سبب ہے کہ یہ مسافر آج جیتا بچا دائی نے کہا کہ خدا کریم ہی اوسنی اسکو اپنی حفاظت مین رکھا ہاری تم اپنا حال کہو کہ اب کیسی ہو اوسنی کہا کہ کچہ آج ہمین اپنا بدن ہلکا معلوم ہوتا ہی نہین تو ہمیشہ بھاری رہتا تھا پھر دائی حاتم سی پوچھنے لگی کہ ای جوان تو نے یہان کیا دیکھا اور تیرا جی کیونکر بچا حاتم نے کہا کہ مین تجھی اسبات سی ہرگز آگاہ نکرون گا مگر اوسکے باپ سی کہون گا اتنی مین نور کا تڑکا ہوا اور صبح کا تارہ چمکا کہ بادشاہ آیا اور حاتم سے پوچھنے لگا کہ ای مسافر تو کیونکر جیتا بچا حاتم نے کہا کہ جب پہر رات گئی تب آپ کی لڑکی دیوانی ہوئی اور کلمی واہی تباہی بکنی لگی اور منہ سی کف نکالتی ہوئی میری طرف دوڑی اور کہنی لگی کہ ای نامحرم تو نے اتنا مقدور کہان سی پیدا کیا جو بے دھڑک میری حجلی مین آیا ہی خیر اگر اب آیا ہی تو میری سوال کے جواب دی آخرکار اوسنی مجسے تین سوال کیے مین نے خدا کے فضل سی اون تینونکے جواب بخوبی دیے اسبات کی سنتے ہی وہ تھرتھرائی اور کرسی سی گر کر بیہوش ہو گئی پھر ایک سانپ اوسکے پہلو سی نکل کر مجھپر لپکا مین نے اوسکو پکڑ کر اوسی انگنائی مین گاڑ دیا ہی باور نہو تو دیکھہ لو پھر وہ لڑکی ہوش مین آئی اور حجاب کرنے لگی بادشاہ نے پوچھا کہ ای جوانمرد یہ کیا اسرار تھا حاتم بولا کہ ایک جن اس لڑکی پر عاشق تھا کہ سانپ بنکر ہر ایک مسافر کو مار ڈالتا تھا باری خدا کے فضل سے یہ بلای عظیم تمھاری سر سی ٹلی بادشاہ نہایت خوش ہوا اور کہنی لگا کہ ای شخص یہ لڑکی مین نے تجھی کو دی اور یہی میرا قول تھا لازم ہی کہ تو بھی قبول کری حاتم نے کہا کہ ایک شرط سی مین جہان چاہون اوسکو وہان لیجاؤن کوئی میرا مزاحم نہو اوسنی کہا بہت اچھا تو اپنی مین مختار ہی جدھر چاہی ادھر لیجا حاتم نے بھی اس سخن کو مانا پھر اوسی گھڑی اوسکے باپ نے اپنے گھرانے کی رسوم کے موافق اوسکا نکاح اوسکے ساتہ بندھوا کر اوسکا ہاتہ حاتم کے ہاتہ مین پکڑا دیا حاتم نے

دائی نے کہا کہ ای جان ماد رتیری نصیب نہایت بدمعلوم ہوتی ہین ہم کیا کہین اور بہت غریب و غربا امیر و امرا
تیرے ہاتہ سی مارے گئے اونکا خون تیری گردن پر رہی گا اور تیری قسمت ہر چند ایسی نیک نہین لیکن غلب
ہی کہ تیرا کام اسکے ہاتہ سی نکلے اتنے مین حاتم نے کہا کہ بھلا مین بھی سنون کہ وہ کونسا کام ہی کہ جسکے
واسطے اتنے مسافر مارے گئے ہین دائی نے کہا کہ ایجوان خوشر و جب بات ہوتی ہی تب یہ لڑکی جنمہ جلی دیوانی
ہو جاتی ہی اور باتین لایعنی بکتی ہی اور سوال کرتی ہی جو مسافر اوسکا جواب نہین دے سکتا ہی اوسکو یہ
آپ ہی مار ڈالتی ہے یا سولی دلواتی ہی اوسوقت مین اوسکی پانہین ہوتی ہین غرض اسکی یہی اوقات اور عادت ہے
حاتم نے اپنے جی مین کہا کہ دیکھیے اب مجھے یہان موت لائی ہی یا حیات اتنے مین دائی باورچیخانے مین گئی اور کہانا
لاکر کہنے لگی کہ ای مسافر اجل گرفتہ کچہ اس مین سے کہا اوسنے کہا کہ کہانا مین جب کہاؤنگا کہ اوسکا کام اتمام کو
پونہچاؤنگا اب یہ کہانا مجہپر حرام ہی بلکہ یہ جی کا دینا ہی کہانا کہانا نہین اور یہ بات عقلمندون اور جوانمردون سی
دور ہی دائی نے کہا ایجوان معلوم ہوا کہ اسکی کام کا سرانجام تجھسے ہوگا کیونکہ تو حق نمک سمجھتا ہی اتنے مین رات
ہو گئی اور ہر ایک دادائی ماما چھوچھو لونڈی غلام نوکر چاکر محل سی باہر گئے اور دروازی کو بخوبی تمام
بند کر دیا پہر رات کے بعد وہ لڑکی دیوانون کی طرحسے کودنے لگی اور سخن بیہودہ زبان پر لائی پہر حاتم
کیطرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی کہ ای جوان تجکو اپنی جان کا خطرہ نتھا جو نامحرم ہو کر یہانتک چلا آیا
خیر اگر آیا ہی تو اب ہماری سوالون کی جواب دے حاتم نے کہا کہ کیا سوال کرتی ہی کہ اوسنے کہا پہلا میرا سوال یہ ہی
کہ وہ قطرہ کونسا ہی جو جاندار پیدا ہوتا ہی حاتم نے تامل کے بعد جواب دیا کہ وہ قطرہ دریای اسرار انسان ہے
یعنی نطفہ کہ جاندار ہوتا ہی پہر حاتم نے کہا کہ دوسرا سوال کہ اوسنے کہا وہ کونسا میوہ ہی جو سب میوون سے
زیادہ میٹھا ہی حاتم نے کہا کہ وہ فرزند ہی کہ سب میوون سے شیرین تر ہی پہر اوسنے تیسرا سوال پوچھا تو کہا کہ وہ
کیا چیز ہی جو ہر کسی کو دکھائی دیتی ہی حاتم نے اس بات کو سنتے ہی کہا کہ ای بی بی وہ موت ہی کہ کسیکو
نہین چھوڑتی اس سخن کو سنکر اوس لڑکی نے آنکھین نیچی کر لین اور رکانپنے لگی آخر کرسی سی خاک پر گر پڑی
اور بیہوش ہو گئی کہ اتنے مین ایک کالا سانپ نہایت ہیبت ناک وہان نظر آیا اوپر پہنپنا کر حاتم کیطرف
لپکا وہ جی مین کہنے لگا کہ اگر اسکو مارتا ہون تو ایذا دہندہ ٹھہرتا ہون اور اگر مارتا نہین تو یہ مجکو نہین چھوڑتا

جنگل سے نکلے یہ کہکر سب اپنی اپنی گھر ونکو سدھاری اور حاتم اونسے رخصت ہوکر چین کیطرف روانہ ہوا چند روز کے
بعد ایک شہر عالیشان کے دروازے پر جا پونہچا اور اندر جانے کا قصد کیا دربانون نے روکا کہ کہان جاتا ہے
پہلے بادشاہ کے پاس چل اور اوس سے سوال وجواب کر پھر جہان چاہنا وہان جانا حاتم نے اون سے کہا
بھائیو تمھارے شہر کا یہ کیا چلن ہے مسافرونکو تو ہر شخص آرام دیتا ہے اور تم لوگ کیسے ہو جو ایذا دیتے ہو
دربانون نے کہا کہ اے مسافر اس شہر کی راہ چلنی سے رہ گئی ہے اسلیے کہ یہان کے بادشاہ کی ایک لڑکی ہے کہ اوسکے روبرو
مسافرکو لیجاتے ہین اور وہ اوس سے تین سوال کرتی ہے وہ جواب نہین دے سکتا آخر صبح کے وقت اوسے
سولی دیتے ہین اسی واسطے اس شہر کا نام میدانگر رکھا ہے کیونکہ یہان کوئی مسافر جیتا نہین بچتا آخر
حاتم اون لوگون کے ساتھ ہوکر بنا چاہی بادشاہ کے پاس گیا اور جی مین یہی کہتا تھا کہ دیکھیے وہ کیا
پوچھتا ہے جب یہ اوسکے سامنے گیا تب اوسنے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے اور کیا نام رکھتا ہے
حاتم نے کہا کہ مین بنی آدم ہون اور چین کی جانے کا ارادہ رکھتا ہون میرے نام سے تمھیں کیا کام ہے اور کہا کہ اے بادشاہ
تیرے سوا کوئی مسافرونکو ایذا نہین دیتا بلکہ ہر ایک اپنی حوصلے کی موافق اوسکی مہمانی کرتا ہے اسواسطے کہ بھلا کہلائے
اور نیکی کے ساتھ اوسکا نام تمام عالم مین آفتاب کی مانند روشن ہے اس کلام کو سنکر بادشاہ رو دیا اور کہا
کہ اے مسافر کیا کرون یہان ایک بلا نازل ہوئی ہے پہلے اس شہر کا نام عدل آباد تھا اب اس کمبخت لڑکی کے
ظلم سے میدانگر مشہور ہے ایک مدت سے یہان مسافر ماری جاتی ہین اور لوگون میری گردن پر ہوتا ہے حاتم نے کہا کہ
پھر تو اوسکو مار کیون نہین ڈالتا وہ بولا کہ آج تک کسی نے بھی اس لڑکی کا بال بیکا نہین کیا جو مین اس لڑکی کو مارون
اس سخن کو سنکر حاتم آبدیدہ ہوا اور کہنے لگا تو ناچار ہے تیرا کچھ بس نہین خدا کریم کارساز ہے تو مجھ کو تیری گردن
دور کریگا پھر وہ وہین حاتم کو محل مین لے گئے اور لڑکی کو آراستہ کرکے اوسکے پاس بٹھا دیا حاتم نے اوسے
دیکھتے ہی اپنے دل مین کہا کہ اس سے زیادہ کے برابر اس جہان مین کوئی خوبصورت اور حسین نہین اور اوسکا بھی
پردہ حجاب اوٹھ گیا اور حاتم کی تعظیم کی بلکہ اوسکے حسن خداداد پر عاشق ہوگئی اور ایک تخت مرصع
بیٹھا کر آپ ایک کرسی زرین پر بیٹھی اور دائی کو بلوا کر کہنے لگی کہ اے مادر مہربان آج مین اس مسافر پر
عاشق و مبتلا ہوئی ہون اور یہ بھی بزرگزادہ معلوم ہوتا ہے حیف ہے کہ صبحکو یہ بھی سولی دیا جاے گا

تا بہ قیامت یہی تیرا گھر ہی اس بات کے سنتے ہی وہ ایک طرف ہاتھ بڑھا کر ٹٹولنے لگا کہ اتنے مین ایک چیز گائی کی صورت
اوسکی ہاتھ لگی وہین اوسنے خنجر تیز ہی اوسکو چیر پھاڑ ڈالا فی الفور ایک چشمہ دریا سی زیادہ لہرین لیتا ہوا پیدا ہوا
اور حاتم غوطی کھانی لگا دو تین غوطونکی کھانے کے بعد اوسکا پاؤن زمین کی تہ پر جا پونہچا اور اوسنے آنکھین
کھولکر جو دیکھا تو نہ وہ مکان ہی نہ وہ سانپ ہی نہ وہ باغ ہی بلکہ ایک صحرا وسیع نظر آتا ہی اور اوس مین
ہزارون آدمی ہین بعضے قریب مرگ پونہچے ہین اور بعضے سوکھکر کانٹا ہوگئے ہین اور وہ مسافر بھی وہین ہین
کھڑا ہی حاتم اوسکے پاس جاکر پوچھنے لگا کہ اے بھائی تجھے یہان کون لایا ہی اوسنے کہا کہ مجھے ایک سانپ لاکر
یہان چھوڑ گیا ہی اور اب معلوم نہین کہ کہا ہوا اور کہان گیا اور لوگون نے بھی کہا کہ ہمکو بھی وہی لایا ہے پر یہ تو فرمایئے
کہ آپ کیونکر تشریف لائے ہین تب حاتم نے اوس طلسم کا تمام ماجرا بخوبی اونکے سامنے بیان کیا اور کہا
کہ تم اپنے اپنے گھر جاؤ مین نے تمھاری دشمن کو مارا وہ کہنے لگے کہ بندہ پرور ہم قیدیون مین کتنے ہی ہماری بھوک اور پیاس
مرگئے اور کتنے ہی ہلاکت کے قریب پونہچے ہین حق تعالی تمکو اسکی جزای خیر دی کہ ہم تمھاری دستگیری سی اس مصیبت کی

تصویر حاتم اور اون قیدیونکی جو دام طلسم مین پھنسکر بعض مرگئے تھے اور بعض قریب ہلاکت پونہچے تھے



اور یہ فریاد وزاری مین جب صبح ہوئی شہید اپنے اپنے مکانون مین گئی اور حاتم چین کیطرف روانہ ہوا ایک
مدت کے بعد منزلین طے کرتا اور آفتین سہتا ایک مکان پر جا پونہچا کیا دیکھتا ہی کہ ایک شخص کنوی پر کھڑا پانی بھر تا ہی
اوسنی آنکو اوسکے پاس پونہچایا اور چاہا کہ اوسکی ہاتہ سی ڈول لیکر پانی پی کہ اتنی مین ایک سیانپ نے ہاتھی کی سونڈ کے
مانند منہ نکالا اور اوس شخص کی کمر پکڑ کر کنوی مین کھینچ لیا اس وارداتکو دیکھکر حاتم ہاتہ ملکر کہنی لگا کہ
ای موذی یہ کیا کیا تو نی جو اس غریب پردیسی کو لیگیا وہان اسکی بال بچے یہ امید رکھتی ہون گے کہ بابا جان کچہ خرچ
بھیجینگے یا آپ ہی لیکر آتی ہونگی تو نی یہان اوسکو جان ہی سی کھو دیا یہ سمجھکر پھر اپنے جی مین کہنی لگا کہ ای حاتم
افسوس ہے کہ تو اس حال کو اپنی آنکھون سی دیکھے اور اوسکی داد کو نہ پونہچی پس خدا کو کیا جواب دیگا اور تیرا نام دنیا مین
کیا خاک رہیگا یہ کہا اور کنوی مین کود پڑا تھوڑی دور چلا گیا جب نزدیک مین پہونچا اوسکا پاؤن لگا تب آنکھین کھول کر
دیکھا تو وہ چاہ ہی اور نہ وہ پانی ایک میدان وسیع نہایت خوش قطع درختون سی ہرا بھرا لہلہاتا نظر آیا اور اون
درختون سی ایک محل سبز اسا چمکتا دکھائی دیا یہ اوسکی طرف چلا اور دلمین کہتا تھا کہ مسافر کو وہ کہان لیگیا
اور یہ محل کہان سی پیدا ہوا اسی سوچ مین اوس حویلی کی پاس جا پونہچا تو کیا دیکھتا ہی کہ ایوان پاکیزہ اور بیٹھکین آراستہ
جابجا بنی ہین ایک مکان مین بلور کا تخت بچھا ہی اور اوسکی نیچے ایک مرد دراز قد درخت کی مانند سوتا ہی اوسکو دیکھکر
وہان گیا اور کہا کہ ذرا آگی جاکر دیکھیے کہ یہ کون ہی جب نزدیک پونہچا تب اوسکی سرہانی کھڑا ہوا اور اپنے جی مین
کہنی لگا کہ جب یہ اوٹھیگا تب اوس سی حال پوچھونگا اتنی مین وہی سانپ مسافر کو باغ مین کسی جگہ چھوڑ کر حاتم
کیطرف لپکا حاتم مسافر کی باعث سی غصی مین بھرا ہوا تھا دونون ہاتہ سی اوسکو پکڑ کر ایسا دبایا کہ وہ چلانی لگا
اوسکی شور سی دیو چونک پڑا اور پکارا کہ ای عزیز کیا کرتا ہی یہ میرا پکا ہی چھوڑ دی حاتم نی جواب دیا کہ جبتک یہ مسافر
نچھوڑیگا تب تک مین اسی نچھوڑونگا یہ بات سنکر دیو نی سانپ سی کہا کہ خبردار یہ کوئی بڑا ہی بہادر معلوم
ہوتا ہی غالب ہی کہ یہی ہمارا طلسم کو توڑی اور تیری منہ مین بیٹھی حاتم یہ بات سنتی ہی سانپ کی پیٹ مین
گھس گیا دیکھتا ہی کہ ایک اندھیرا گھر ہی اور سانپ کا کچہ نشان نہین معلوم ہوتا ہی کہ کہان ہی یہ حیران
ادہر ادہر پھر رہا تھا کہ اتنی مین ایک آواز اوسکی کان مین اسٹرہب کی آئی کہ ای حاتم اس اندھیرے
گھر مین جو چیز تیرے ہاتہ لگے تو اوسکو بے کھٹکے خنجر سے ٹکڑی کر ڈال تو اس طلسمات سی نکلے نمین تو

عرض کرون اونھون نے کہا کھو وہ بولا یہ کیا کہ تم مسندون پر عزت و وقار سے بیٹھی ہوئی ایسی کھانے لذیذ کھا
اور یہ غریب بے وتا ہوا خاک پر بیٹھا تھوہڑ کا دودھ زہر مار کرے اونھون نے کہا کہ ہم اس راز سے آگاہ نہین تو اوسنے
پوچھا حاتم وہان سے اوٹھکر اوسکے پاس گیا اور کہنے لگا کہ ای عزیز تو نے ایسا کیا گناہ کیا ہے جو اس عذاب مین گرفتار
ہوا ہے برائے خدا مجھ تو کہہ وہ اسبات کے سنتے ہی آنکھون مین آنسو بھر لایا اور کہنے لگا کہ ای جوانمرد خوشرو مین اونھین
لوگون کا سردار ہون اور میرا نام یوسف سوداگر ہے سوداگری کی واسطے شہر خوارزم کو جاتا تھا اور بخیل بھی ایسا تھا
کہ کبھی خدا کی راہ مین کوڑی پیسا دانہ پانی کپڑا لتا نہ آپ دیتا نہ کسیکو دینے دیتا اور اگر کوئی نوکر چاکر میری چوری سے
کسیکو دیتا اور مجکو معلوم ہوتا تو اوسی منع کرتا کہ اپنا مال کیون کھوتا ہے بلکہ اکثر غلاموں کو خیرات کرنے پر مارتا وہ کہتے کہ
ہم خدا کے واسطے دیتے ہین کہ یہ ہماری عاقبت مین کام آئی گا مین کہ ونپر ہنستا غرض وہ جب اس وہب کی
نصیحت کرتے تو مین کان نہ دھرتا اور مطلق نہ مانتا کہ ایکدن چور آپڑے ہم سبھونکو لوٹا مارا ہمین کاٹ دیا اونھون نے
اپنی سخاوت کے سبب ایسا مرتبہ پایا اور مین اپنی بخیلی کے باعث اس بلا مین مبتلا ہون وطن میرا چین ہے اور اولاد
میری خراب حال ٹکڑے کو محتاج بھیک مانگتی پھرتی ہے اور ایک درخت کی نیچے میری حجرے مین بہت سا مال اور
جواہر گڑا ہے یہ میرے طالعون کی شومی ہے کہ سب تج کر میری مسندون پر بیٹھی ہوئی شیر برنج اور ٹھنڈا پانی
نوش کرتی ہین اور بہشت کے حلے پہنی ہوئی ہین اور مین اس خستہ حالی مین گرفتار ہون اور حق تو یہ ہے کہ اپنی کی
سزا پاتا ہون حاتم نے کہا کہ کوئی طریقہ تیری نجات کا ہے اوسنے کہا کہ مین تو ایک مدت سے آہ و زاری کرتا ہون
مگر کوئی میری داد کو نہین پہونچا مگر آجکی رات تو آیا ہے اگر تجکو خدا توفیق دے تو تو شہر چین مین جا میری حویلی
سوداگرون کی محلے مین ہے اور یوسف سوداگر نام مشہور ہے وہان جاکر محلے والون سے میرا حال کہ اغلب ہے کہ میرے
لڑکے بالے تیری پاس آئین جاہیے کہ یہ ماجرا اونسے بالمشافہ تو بیان کرے اوسکے بعد فلانی جگہہ میرا مال و جواہر بیحد
و بیقیاس جو گڑا ہے اوسکو چار حصے کرکے ایک حصہ تو مین سے میرے فرزندونکو دیدے اور تین حصے خدا کی راہ مین خرچ کر
بھوکونکو کھانا کھلانگے ننگونکو کپڑا پہنا مسافرونکو خرچ راہ دے امید ہے کہ تیری توجہ سے مین بھی نجات پاؤن
اور اوسکا ہمنشین ہون حاتم نے قسم کھا کر کہا کہ ای عزیز اگر مین تیرا کام بخوبی نکرون اور داد سے فریاد کو نہ پہونچون
تو ماں کی نطفے سے نہ پیدا ہوا ہون غرض رات کی رات حاتم وہین رہا اور دیکھا کیا کہ وہ سب عیش و عشرت مین ہین اور

پوچھا کہ حضرت سلامت آیکا آنا اس طرف کیونکر ہوا وہ کہنے لگا آج روز جمعہ ہی اور مین نے یون سنا ہی کہ ایک آواز
اس جنگل کیطرف سی اسقدر مہیب کی آتی ہی کہ مین نے وہ کام نہ کیا جو آجکی رات میری کام آتا اسبات کی تحقیق
کرنیکو اپنی شہر سی نکلا اور یہانتک آپہونچا ہون اب اوس حقیقت کو دریافت کیے آؤنگا پھر جلا جاؤنگا مرس نے کہا کہ صاحب مین بھی اسی
اس آواز کو نہین سنتا ہون پر یہ معلوم ہوا کہ وہ کسکی آواز ہی اور کہان سی آتی ہی حاتم اوس وزیر تمام دن ہمراہ
جب رات ہوئی تب وہی آواز پھر آئی وہ اوسنی سنتے ہی اوس طرف کو روانہ ہوا اور کئی دن چلا گیا کہ ایکدن
سامنی سی ایک ٹیلا نظر آیا اور راوسکے نیچی پانچ چھہ سو سوار اور پیادی کی قریب دکھلائی دیے کہ چلے آتی ہین
پھر اوسنی جو خوب سا غور کرکے دیکھا تو نہ وہ سوار ہین نہ پیادی ایک قبرستان ہی تب حاتم نے اپنی دلمین کہا کہ یہ مزار
صاحب کمالون کی ہین یہ آواز بھی شاید یہین سی آتی ہی یہین بیٹھا چاہیے اتنی مین رات ہوئی وہ آواز پھر
آئی حاتم یاد خدا مین مشغول تھا جب پہر رات گئی تب ہر ایک قبر سی ہر ایک شخص بزرگ صورت نکلا اور ہر
ستھرا اور پاکیزہ بچھا کر نورانی حلے پہن پہنکر اپنی اپنی مسند پر بیٹھا اتنی مین ایک شخص بحال تباہ گندی کثیف خاک آلودہ
پہنی برہنہ پا کسی ٹوٹی گور سی نکلا اور خاک پر بیٹھ گیا وہ مسند نشین قہوہ پیا کیے نہ اوسکی طرف کسی نے آنکھ
اوٹھا کر دیکھا نہ کسی نے ایک پیالہ قہوہ کا دیا تب اوسنی ایک آہ سرد کھینچکر باواز بلند کہا کہ آہ وہ کام نہ کیا مین نے
جو آج کی رات میرے کام آتا حاتم نے اس آواز کے سنتے ہی کہا کہ احسان خدا کا مین اپنی منزل مقصود کو پہونچا
اتنی مین بہت سے خوان غیب سے اون بزرگون کے آگے آئے اور اوس ہر ایک خوان مین ایک ایک پیالہ کھیر کا اور
ایک ایک کوزہ پانی کا تھا اور ایک خوان اون خوانون مین سی جدا اوسنھون نے کھانا کھاتی ہوئی اپس مین کہا
کہ ای عزیزو آجکی رات ایک مسافر ہماری یہان مہمان آیا ہی اوسکو دو کہ یہ خوان علیحدہ اوسی شخص کا حصہ ہے
جلد ایک شخص اوٹھا اور حاتم کو لاکر ایک مسند پر بٹھایا اور وہ خوان اوسکے آگے رکھدیا حاتم نے اوس شخص کیطرف
دیکھا جو اون لوگون سی دور میلا کچیلا زمین پر بیٹھا نعرے مار رہا تھا اور ایک خوان اوسکے آگے بھی دھرا تھا
مگر اوسمین ایک پیالہ تھوہڑ کے دودھ اور سنگریزون سی بھرا ہوا اور کوزی مین پانی کی جگہ پیپ اور لہو
اس حالت کو دیکھکر حاتم سر جھکا کر کھانا کھانے لگا اور اوسکی طرف دیکھنے لگا اتنی مین سبکے سب کھانا
کھا چکے خوان اوٹھالیے تب حاتم نے متفکر ہوکر اوسنی کہا کہ مین آپ سی کچھ عرض کہتا ہون اگر حکم ہو تو

دم بخود ہوکر ایسا نعرہ مارا کہ تمام زمین اوس گاؤن کی اور جنگل کی ہل گئی اور خلقت غش ہوگئی آخر اوسنے
یہانتک دم کھینچا کہ پیٹ پھٹ گیا تب ایک ویسی ہی آواز ہولناک بیابان مین پھر پیدا ہوئی
کہ رہی سہی بھی بیہوش ہوگئے دیر کے بعد جو ہوش مین آئی تو کیا دیکھتی ہین کہ حلوقہ مُوا پڑا ہے اور

تصویر کشتہ ہونی حلوقہ کی کہ جسکے نو ہاتہ نو پاؤن اور نو منہ تھے اور ہاتی خلائق کی



اوسکی شکم کی آلایش سی تمام جنگل بھر گیا ہی بلکہ ایک دریا نیلے پانی کا بہتا ہی تب بیسرا اوسکا بیٹا دونون
رعیت سمیت حاتم کے پاؤن پر گر پڑی اور کہنی لگی کہ ای جوانمرد تو کیونکر اوسکا ہاتہ سی بچا اور وہ کس صورتسی
مارا گیا اوسنی کہا کہ اوسکا نام حلوقہ تہا وہ کسی سی نہارا جاتا مگر میں ڈھب تہا کہ اپنی ہی صورت دیکھی کسی دوسری کو
نہ دیکھی تب غصہ سی یہانتک اپنا دم بند کری کہ پیٹ پھول کر پھٹ جاوی اس سخن کی سنتے ہی اونھون نے
اپنی اپنی مقدور کی موافق ہر ایک طرحکا زر و جواہر اوسکی آگی لاکر رکھا اور ہاتہ باندھکر منت و زاری کہا کہ
اسکو قبول کرو تو ہماری تکلیف معاف اوسنی کہا صاحبو مین نی کچہ اس زر و جواہر کا لالچ کر کے یہ کام نہین کیا
مین تو برای خدا اسی صورتسی کام کرتا ہون اور ایک مدت سی اسی کام پر کمر باندھی مستعد رہتا ہون پھر اونھون نی

جرأت پر حاتم کی آفرین کرکے بولا کہ ای جوانمرد چار روز اوس بلا کی آنے مین باقی ہین حاتم نے کہا کہ اوسکی صورت کیسی ہے
اگر کسی نے دیکھی ہو تو مجھے بتا دی رئیس نے اوسکی صورت نے مین پر کھینچکر دکھلا دی حاتم نے کہا کہ اوسکا نام حلوقہ ہے
کسی کی ضرب سے نہ ماری جاوی گی اور نہ کسی کی چوٹ کھاوی گی ہان میرا کہنا قبول کرو تو مین تمھارے
سر سے یہ بلا ٹالون اور جس صورت سے بنی ماروں اسبات کو سنکر وہ خوش ہوا اور کہنے لگا کہ پھر کیون نہین ارشاد کرتے ہو جلد ارشاد کرو حاتم نے
کہا کہ تیرے شہر مین کوئی شیشہ گر بھی ہی اوسنے کہا کہ جتنے چاہیے ہون اوتنے موجود ہین پھر حاتم اور رئیس شیشہ گرونکی دکان گئے اور کہنے لگا کہ
آجکل دن سمیت چار روز کی عرصی مین ایک آئینہ دو سو گز کا لنبا اور سو گز کا چوڑا تیار کردو کہ یہ بلا ٹلی نہین تو تمام گاون کو کھا
جاوی گی اونھون نے کہا کہ اچھا اتنی بڑی آئینہ کی بنانی کا اسباب تم اسیوقت منگواو غرض رئیس نے اوسی گھڑی اوتنی بڑی
آئینہ بنانی کا اسباب منگوا دیا اور اونھون نے تین روز کی عرصی مین ویسا ہی آئینہ بنا دیا پھر حاتم کو خبر کی اوسنے کہا کہ
تم سب چھوٹی بڑی اس بستی کی جمع ہوکر ہاتھون ہاتھ اوس آئینے کو وہان لیجاکر کھڑا کرو کہ جہان بلا آتی ہی اونھون نے
اوسکی کہنے کے بموجب کیا حاتم نے پھر اونسے کہا کہ اب ایک چادر سفید کوئی لادی کہ جس سے اوسکی پوشش ہو وہ اوسی
گھڑی چادر بھی لائی اور اوس آئینے کو ڈھانپ دیا حاتم نے پھر اونکو کہا کہ ای یارو اب تم اپنی اپنی گھر کا رستہ لو
اور خاطر جمع سے بیٹھے رہو اگر کسی کا جی تماشا دیکھنے کو چاہتا ہو تو وہ میرے سر پر ہی کسی نے جواب نہ دیا مگر اوس رئیس کے
لڑکی نے کہا کہ مین تمھارے پاس رہون گا اوسکے باپ نے کہا کہ ای جان پدر ایسا قہر نکر کیونکہ مین نے تیری واسطے
اتنی روپی خرچ کی اور تو ہی اوسکے آگے جاتا ہی وہ بولا کہ بابا جان تمنے تو مجکو اوسکا نوالہ آگے ہی مقرر کیا تھا
اب کیا ہی جو ارشاد کرتے ہو میری رضامندی اسی مین ہی کہ مین اس جوان کے ساتھ جاون گا کیونکہ یہ بیچارہ
مجھی اس موذی کی چنگل سے چھوڑاتا ہی یہ عجب مسلمانی ہی کہ یہ غریب تم سبھونکی واسطے جان بوجھکر آپکو اژدھی کی منہ مین
ڈالتا ہی اور تم اوسکو تنہا چھوڑی جاتی ہو غرض اوسنے ہر گز بابا کی بات نمانی اور بصد خوشی اوسکی ہمراہی قبول کی
جب دن آخر ہوا اور رات ہوئی تب وہ آواز بدستور سابق اونکی کان مین آئی سبکے سب ڈر گئے تھوڑی دیر کے بعد
حلوقہ گینڈے کی مانند نمودار ہوا اسصورت سے کہ نو ہاتھ نو پاون نو منہ بدن مین ہین اور لوٹتا چلا آتا ہی دھوان اور شعلہ
ہر منہ سے نکلتا ہی رہنے والی اوس گانون کی کوس دو کوس کے تفاوت سے کھڑی جو دیکھتے تھے ڈری اور بھاگ گئے
حاتم نے جو دیکھا کہ وہ آہی پونہچا فورًا اوس چادر کو آئینے کی اوپر سے اوٹھا دیا اوسنے اپنی صورت اوسمین جو دیکھی تو

غش مین ہوگئی فروقاش ڈرا اور کہنے لگا کہ ای عزیز یہ کیا حالت ہی کہین ایسا نہو کہ یہ مرجائے حاتم نے
کہا تو کچھ اندیشہ نکر خدا اچھا کردی گا تمام رات اسی طرح سے گذری صبح ہوتی ہی اوسکو بھوک لگی خاصہ
یاد کرکے کچھ نوش جان فرمایا غرض پندرہ روز کی عرصی مین آزار بالکل جاتا رہا چہرہ چمکنے لگا حاتم نے
بادشاہ سی کہا اب تمھاری بیٹی نے شفا پائی مجکو رخصت کرو کہ مین اپنے کام کے واسطے جاؤن بادشاہ
نے بہت سے روپے اور اشرفیان اور بہت سے جواہر کے خوان منگوا کر اوسکے آگے رکھے اور کہا اگرچہ یہ تیرے
لائق نہین ہین پر ہماری خوشی یہی ہی کہ کچھ لی حاتم نے کہا مین تن تنہا انکو کیونکر اوٹھاؤن اور کہان
لیجاؤن اوسنے اپنے دیوون کو بلا کر کہا کہ یہ سب زر و جواہر تم اپنے سرون پر رکھکر اسکے ساتھ لیجاؤ حاتم
اوس سے رخصت ہوا ایک مہینے کی بعد دیوون نے تمام اسباب سمیت اوسکو غار پر پونہچا دیا اور آپ
چلے گئے اوسپر بھی کئی جاسوس کہ حارس کی بیٹی نے غار کے دروازے پر تعین کیے تھے دوڑ کر بھاگے جب
حاتم نے پکار کر کہا کہ نہ بھاگو مین وہی ہون جو غار کی خبر لینے کو گیا تھا خدا کے فضل سی جیتا پھر آیا
ہون باری وہ اوسکی آواز پہچان کر پھری تو کیا دیکھتی ہین کہ حاتم ہی جھٹ پٹ حاتم اوس مال و
اسباب کو اوٹھوا کر کاروانسرا مین لے آیا اور اوسی سوداگر کو بخشدیا وہ اوسکے پاون پر گر پڑا اوسنے اوسکو
گلے سی لگایا پھر یہ حال خبرداروں نے جاکر اوس لڑکی سی کہا اوسنے حاتم کو بلوا بھیجا اور غار کا ماجرا پوچھا
حاتم نے مو بمو اوسکی حقیقت سے اوسکو آگاہ کیا اور کہا کہ ایک شرط تیری مین بجا لایا اب دوسری کہہ اوسنے
کہا کہ جمعے کی رات کو ایک آواز آتی ہی کہ وہ کام نہ کیا مین نے جو آج کی رات میری کام آتا اسکو سنکر
حاتم وہان سی روانہ ہوا اور سر صبح چلا چند روز کے بعد وہ آواز اوسکے کان مین آئی یہ اوسکے کھوجمین
راتدن پھرنے لگا کہ ناگاہ ایک گاؤن نظر پڑا وہان کے لوگ گریہ و زاری کر رہے تھے یہ آگی بڑھا اور اوس
خلقت سے پوچھنے لگا کہ تم سب کے سب کس واسطے روتے ہو اور کیون جانین کھوتے ہو کسی نے کہا کہ ساتوین تاریخ
پنجشنبہ کی دن ایک بلای عظیم آتی ہی اور ایک آدمی کو کھا جاتی ہی اگر اوسوقت کسیکو نپائی تو پھر تمام شہر کو
اُجاڑ دی چنانچہ اس مرتبہ رئیس کے لڑکی کی باری ہی اسواسطے یہ سب آہ و زاری کرتے ہین اس سخن کو سنکر
حاتم رئیس کے پاس گیا اور اوسی دلاسا دیا کہ تو خاطر جمع رکھہ تیری بیٹی کی بدلے مین جاؤن گا وہ اس

نظر کا سبب ہے آپکو لازم ہے کہ نعمت خانی مین اکیلی کھانا نوشجان کیا کرین تب یہ اسکو نہ دیکھین اوسنی اوسی
وقت سے جو اوس روز کھایا آرام رہا پیٹ مین درد نہوا دو تین روز کے بعد بالکل اچھا ہو گیا تب حاتم کو
گلے لگا کر کہنے لگا کہ ای شخص مجسم کیا چاہتا ہی مانگ اوسنی کہا کہ مین انسان ہون اور رہبت سے بہری بھائی
تیری یہان قید ہین اونکو چھوڈدی تو عین بندہ پروری اور احسان ہی اسبات کے سنتے ہی فروقاش
پادشاہ نے اون سبھون کو بلوایا اور خلعت فاخرہ سے سرفراز کر کے کچھ کچھ خرچ راہ دیدی کر رخصت کیا پھر
آپ حاتم سے کہنے لگا کہ اب مین ایک عرض اور رکھتا ہون اگر تو اوسکو قبول کری حاتم نے کہا کہ
فرماؤ مین جان سے حاضر ہون فروقاش پادشاہ نے کہا کہ میری لڑکی ایک مدت سے بیمار ہے اگر اوسکو
دیکھو اور کچھ تدبیر کرو تو مین نہایت ممنون احسان ہون اسبات کو سنتے ہی حاتم فورًا اوٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ بسم اللہ چلیے مین
اوسی وقت دیکھہ لون پادشاہ اوسکو اپنے سات محل مین لے گیا حاتم نے اوس لڑکی کو دیکھا نہایت دبلی ہو رہی ہے اور رنگ
زرد ہو گیا ہے کہا کہ تھوڑا شربت بنا لاؤ جو تمہین مین لائے دیتا ہون اوس مہر کو اوسمین مسکر اوسی
پلا دیا ایک ساعت کے بعد دست آنے لگے تمام دن تو یونہین گذرا شام کے وقت کئی مرتبہ قی کی اور

تصویر حاتم اور فروقاش بادشاہ دیوان کی اور غش آنا اوسکی بیٹی کو



کہ تو خاطر جمع رکھہ مین تیری جورو کی آنکھین اچھی کرون گا اس بات کی سنتے ہی وہ دیو اپنی جگہ سے
اوٹھا اور اوسکا ہاتہ پکڑ کر اپنے گھر لے گیا اور اپنی جورو کی پاس بٹھلا کر کہنے لگا کہ ای شخص اگر تیری دوا سے
یہ اچھی ہوگئی تو جبتک جیتی رہی گی تب تک تیری ممنون احسان رہی گی اور مین بھی اپنی بساط کے
موافق کچہ نہ کچہ خدمت کرون گا اسبات کو سنکر حاتم نے اوس سی کہا بشرطیکہ تو میری اس سخن کو
قبول کری کہ جب تیری بی بی کو مین اچھا کرون تب تو مجھی اپنی بادشاہ کی پاس لیجا اور میری حکمت کی
تعریف اوسکے سامنے کر تو مین دوا اوسکو دون اور اچھا کرون اوس دیو نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی
قسم کھا کر کہا کہ بہت اچھا اگر یہ تیری تدبیر سی اچھی ہوگئی تو مین تجھی دربار بادشاہی مین لی جاؤن گا
اور بادشاہ کی ملازمت کرادون گا حاتم نے ایک مہرہ اپنی پگڑی سی کھولا اور پانی مین گرکر اوسکی
آنکھون مین لگا دیا اوسنی وہین شفا پائی اور اوسی گھڑی درد جاتا رہا اوسی صورت سے اوسنے دوتین بار کیا
وہ کٹورا سی کھل گئین اور پانی بند ہوگیا دیوون کا سردار بہت خوش ہوا اور اوسکی خدمت بہت سی
کی چند روز کی بعد اوسکو اپنی ساتہ بادشاہ کی پاس لی گیا اور اوسکی تعریف کی بعد عرض کرنے لگا کہ خداوند
یہ شخص دانای دہر ہی حکمت مین یکتای عصر ہی چنانچہ میری زوجہ کی آنکھین کئی برس سے دکھتی تھین اوسنی ایک
پل مین اچھی کین یہ حال سنکر فروقاش بادشاہ نی اوسپر بہت سی مہربانی کرکے کہا کہ ای شخص مسافر
مین آزار شکم رکھتا ہون اور میری قوم سی کوئی میری دوا نہ کرسکا اگر تیری ہاتہ سی شفا پاؤن تو مین بھی
مرہون احسان رہون حاتم نے کہا کہ جسوقت تم کھانا کھاتے ہو اوسوقت تمھاری پاس کسقدر امیر و امرا جمع ہوتے ہین اوسنی کہا
کہ جتنے چھوٹے بڑے ہین سب کے سب حاضر رہتے ہین حاتم نے کہا کہ آج اوسوقت مین بھی حاضر رہون
وہ بولا کہ بہت اچھا اتنی مین ایک دسترخوان وسیع بچھایا اور طرح بطرح کی کھانی اوسپر چنی گئی بادشاہ
چاہتا تھا کہ اوسپر ہاتہ ڈالے اور کچہ تناول کرے کہ اتنی مین حاتم نی کہا کہ ای بادشاہ ذرا ٹھہر جاوہ
رک گیا تب اوسنی ایک قاب سی سرپوش اوٹھایا اور اوسکو سب اہالی و موالی کو دکھا کر پھر اوسی طرح سی
ڈھانپ دیا ایک دم کی بعد کہا کہ اسکو کھول کر دیکھو کھولا تو تمام قاب کیڑون سی بھری ہوئی تھی
بادشاہ اس ماجری کو دیکھکر حیران ہوا اور کہنی لگا کہ یہ کیا باعث ہی حاتم نی کہا کہ یہ سب ان دیوون کی

گھونٹ پانی پی لیتا اور رات دن چلا ہی جاتا یکایک پانی نبڑ گیا تب اوسنی تالاب کا پانی پیا اور
صراحی کو بھر کر آگے کا رستہ لیا سامنے سی ایک دیوار ایسی نظر پڑی کہ جسکو بیکنگاہ اپنی پگڑی تھام کے
دیکھی تو بھی اوسکے پشتے تک نہ پونہچی اور طائر خیال بھی اوسکی طولانی قیامت تک طے نہ کر سکے پھر آگے
بڑھا اور اوس دیوار کے پاس جاکر جو دیکھا ایک دروازہ نظر آیا یہ اندر گھس گیا وہان ایک بستی نظر پڑی جب
نزدیک پونہچا تب ہزارون دیو دوڑے اور چاہا کہ اوسکو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھا جائین اوسی میں ایک نے اونھین
مین سی کہا کہ ای یارو یہ آدمی ہے اسکو تم نمارو کیونکہ گوشت اسکا نہایت لذیذ ہوتا ہی اگر تم اسکو کھاؤگے
اور یہ خبر کوئی بادشاہ تک پونہچائی گا تو پھر وہ تم سبھونکو مرواڈالی گا چاہیے یون کہ اسی یہان چھیڑ دیکر
بادشاہ کے پاس لیچلو اونھون نے کہا کہ وہ ایسا ہمارا دشمن کون ہی جو بادشاہ سی کہی گا اوسنی کہا کہ یہ کیا کہتے ہو
اپنی ہی صورتون مین بہت سے مدعی ہین یہ بات میری یاد رہی بہتر یہی ہی کہ تم سبکے سب اوس سی دست بردار
ہوا سباتکو وہ سنکر ڈر ی اور اوسکو چھوڑ کر اپنے اپنے گھر چلے گئے حاتم نے اوس جگہ سی پاؤن بڑہایا اور ایک طرف کا
رستہ پکڑا اتنی مین اوسی ایک گاؤن نظر آیا اوسنی معلوم کیا کہ شاید یہ بستی آدمیون سی آباد ہوگی اس گمان پر
آگے گیا تو بہت سے دیوون نے آکر ہر طرف سی گھیر لیا اور اوسکے کھانے کا قصد کیا اون مین سی بھی ایک دیو نے
کہا کہ اسکو تم نہ کھاؤ بلکہ جیتا ہی بادشاہ کی پاس پونہچاؤ کیونکہ اوسکی بیٹی نہایت بیمار ہی شاید اسی آدمی
کی ہاتہ سی اچھی ہو اونھون نے کہا کہ تو یہ کیا کہتا ہی ہمتو سیکڑون آدمیون کو کہا گئی اور شرمندہ ہوئی اب
ہمین ایسی کیا ضرور ہی جو لیجائین یہ تو ملک بادشاہی مین آہی پونہچا ہی اب کہان جاسکتا ہی یقین ہی
کہ کوئی نکوئی اسکو بادشاہ تک پونہچاوی گا حاتم وہان سے بھی آگے بڑہا اور ایک موضع دوسرا
اوسکو نظر آیا وہان کی دیو اوسکو پکڑ کے اپنے سردار کی پاس لے گئے اوس سردار کی وجہ کی آنکھین دکھتی تھین اور
پانی آٹھون پہر جاری تھا اوسکی غم سے سردار سر جھکائی بیٹھا تھا اوسنی حاتم کو دیکھتی ہی سر اوٹھا کر اوسنی
کہا کہ تم اپنی باپ کو کیون لائی ہو چلو دور ہو میری سامنی سی اور اسی چھوڑ دو یہ مختار ہی جہان چاہے
وہان چلا جاوی حاتم نے جو اوسی غم مین گرفتار دیکھا تو پوچھا کہ ای دیو تجھی کس بات کا غم ہی اوسنی کہا کہ بھائی
میری بی بی کی آنکھین دکھتی ہین اسی فکر مین مین نے رات دن کا چین اور آرام چھوڑ دیا ہی اوسنی کہا

جو آجکی شب میری کام آتا یہ سر اسوال یہ ہی کہ وہ مہرہ جو سانپ کی پیٹ مین ہی اوسکو مجھی لادی اسبات کے
سنتے ہی اور بھی رہے سہے میرے ہوش و حواس گم ہوگئے مین نے ذرا پاؤن کھینچا اوسنی دست ظلم سی
میرا مال و اسباب و زر و جواہر لوٹ لیا اور مجکو بھی اپنی شہر سی نکال دیا مین ناچار ہوکر اس جنگل مین
آپڑا ایک تو مال گیا دوسری رسوا ہوا تیسری عشق کی تیری کلیجہ چلنی کرڈالا ہمراہیون نے ساتھ چھوڑدیا
مین فقیر ہوگیا حاتم نے کہا کہ تو خاطر جمع رکھہ مجھی اوس شہر مین لیچل کہ مین تیرا مال و اسباب بھی تجھی
دلوادون اور معشوقہ سے ملادون اوسنی کہا ای عزیز مین رو جواہر کا خیال نہین کرتا اگر وہ ہاتہ لگی
اسواسطے کہ کہتی ہین دیکھنا یار کے دیدار کا دولت بیشمار ہی حاتم اوس گرفتار عشق کو اپنے ساتہ لیکر شہر مین
آیا اور رکارواں سرا مین اوترا سوداگر کو وہان بیٹھا کر آپ اوسکی دروازی پر گیا اور کہنی لگا کہ مین بیاہ
کرنے کو آیا ہون خبرداروں نے جاکر کہا کہ ایک شخص تجسی بیاہ کرنی کو آیا ہی اوسنی اسبات کے سنتے ہی پردہ ڈالکر
حاتم کو گھر مین بلوالیا اور جو عہد و پیمان اوس سی لیے تھے سو لیے اوسکے بعد حاتم نے کہا کہ تو حارس
سوداگر کی بیٹی ہی اگر وہ اسبات پر ہاتہ ماری اور اقرار کری تو مین اسکی سعی مین کمر باندھون کہ جس روز فضل خدا
سی یہ کام کرچکون اوس روز مین تیرا مختار ہون جسکو چاہون اوسکو دیڈالون اوسنی کہا بہت بہتر حاتم نے
کہا کہ اب تم اپنے باپکو بلواؤ اوسنے حارس کو بلوالیا حاتم نے یہ احوال اوس سی کہا اوسنی بھی اسبات کو مانا
پھر حاتم نے اوس لڑکی سی کہا کہ اپنا سوال ظاہر کر اوسنی کہا کہ اس شہر کے نزدیک ایک غار ہی تمام مرد و زن
اس شہر کے جانتے ہین تو اسکی خبر لا کہ وہ کتنا گہرا ہے اور کتنا لنبا کہان تک ہی اور اوس مین کیا ہی اس
سخن کے سنتے ہی حاتم وہان سی رخصت ہوا کتنے لوگ بھی شہر کے اوسکے ساتہ آئے اور اوس غار کو دکھلاکر
چلے گئے حاتم اوسمین کود پڑا ایک رات ایکدن غلطان و پیچان چلا گیا ایک عرصی کے بعد روشنی نمود ہوئی
تب حاتم نے معلوم کیا کہ اب یہ غار تمام ہوا پس اب یہان سی پھرنے اتنی مین اوسکو یہ خیال گذرا کہ اگر کوئی
اسکی حقیقت پوچھی تو کیا جواب دون گا یہ سمجھکر آگے بڑھا تھوڑی دور جاکر ایک میدان وسیع پاکیزہ
اوسکو نظر پڑا اور ایک تالاب اوسمین اچھا خاصہ صاف ستھرا پانی ہی بھرا اوسی دکھائی دیا حاتم نے ساتہ
ایک صراحی پانی کی اور تھوڑی سی بادام بھی رکھتا تھا کبھی کبھی دو تین بادام کھالیتا تھا اور ایک آدھ

ایک شخص بندۂ خدا کسی آفت مین گرفتار ہوکر روئی اور تو اوسکی آواز سنکر مدد نکری اور اوسکا احوال نہ پوچھی اس کلام کو دلمین ٹھہراکر اوسی طرف کا رستہ پکڑا تھوڑی دور گیا ہوگا کہ اوس جگہ جا پونہچا کہ جہانسے رونی کی آواز آتی تھی کیا دیکھتا ہی کہ ایک جوان خوبصورت سطح خاک پر بیٹھا گوہر اشک چشمہ چشم سی اپنی گل رخسار نازنین پر بہا رہا ہی اور آہین پر سوز بھر بھر کر یہ قطعہ پڑھتا ہی **قطعہ** جاؤن مین کہان اور کہون کس سی عزیزو

ٹک سوچو تمھین میرے دلِ زار کا احوال	جو مجھپہ گذرتی ہے رقم کر نہین سکتا
اور کہہ بھی نہین سکتا کہ میری ہی زبان لال	حاتم نے کہا ای جوان دردمند ایسی کیا مشکل

تحیر پڑی ہی جو تو اتنا حیران و پریشان ہی اوسنے کہا ای مسافر مین سوداگر ہون اور یہان سی بارہ کوس پر ایک شہر عالیشان ہی وہان حارس نام ایک سوداگر نہایت عمدہ مالدار رہتا ہی اور ایک لڑکی کی بھی پری پیکر رشک قمر رکھتا ہے اتفاقا ایک دن مین کسی طرف سی پھرتا پھرتا کچہ مال سوداگری کا لیکر اوس شہر مین جا نکلا حارس کی حویلی کی نیچی ماری دھوپ کے بیٹھہ گیا یکایک میری نظر کوٹھی کیطرف جو گئی تو ایک عورت نازنین مہ جبین نظر آئی میری حالت تباہ ہوگئی تب اوس شہر کے لوگون سی مین نی پوچھا کہ یہ کون ہی اور یہ حویلی کسکی ہے اونھون نی کہا کہ یہ محل حارس کی بیٹی کا ہے اور وہ بڑا مالدار ہی مین نی پھر اون سی کہا کہ یہ لڑکی شوہر دار ہی یا نہین اونھون نی کہا کہ اوسکا باپ اوسکا بیاہ نہین کر سکتا اور اوسکا اوسمین کچہ بس نہین چلتا یہ لڑکی اپنی شادی کرنی مین آپ مختار ہی اور یہ تین سوال رکھتی ہی جو کوئی اوسکے سوال پورے کریگا اوسی سی بیاہ کریگی اسبات کی سنتے ہی مین اوسکی ڈیوڑھی پر گیا دربان نی خبر کی اوسنی مجھے اندر بلوا لیا اور ایک فرش پاکیزہ پر بٹھا کر کہلا بھیجا کہ اگر تو عہد و پیمان پر قائم رہے تو مین اپنے سوالون سی تجھے آگاہ کرون مین نی کہا فرمائیے دل و جان سے قبول کیا اوسنی کہا کہ اگر تو میرا کہنا کریگا تو مین تیری ہی ہوکر رہون گی اور جو یہ بھید نہ کھولیگا تو تجھے اپنا ہی جانون گی مین نی اسباتکو قبول کیا اور قول دیا اوسنی کہا **پہلا سوال** میرا یہ ہے کہ اس شہر کے قریب ایک غار ہے وہان آج تک کوئی نہین گیا اور معلوم نہین کہ اوسکی انتہا کہان تک ہی **دوسرا سوال** یہ ہی کہ شب جمعہ کو ایک آواز جنگل سے آتی ہی کہ مین نی وہ کام نہ کیا

جنگل مین گیا اور خرس کی لڑکی سے ملاقات دو مہینے اوسکے پاس بھی رہا پھر اوس سے جدا ہوکر اون دونون
گیدڑون کے پاس آیا وہان اونکو دیکھ بھال کر چند روز مین شاہ آباد مین جا پونچا حسن بانو کے
لوگ اوسکو ہاتھون ہاتھ اوسکی حویلی تک لگئے اور حسن بانو سے عرض کی کہ حاتم صحیح وسلامت آیا ہی
اوسنے سنتے ہی اوسی بلوا کر پردے کے پاس بٹھایا اور پوچھا کہ کیا خبر لایا ہی کہا اوسنے کہا کہ ایک پیر مرد ظلمات مین
ایک عورت نازنین پر عاشق ہوکر جنگل مین آپڑا تھا اور پکارتا پھرتا تھا کہ ایکبار دیکھا مین نے دوسری
مرتبہ کی ہوس ہی پھر مین نے اوسکو اوسکی معشوقہ تک پونچا دیا اب وہ آواز اوس جنگل سے نہین آتی اسحال کو
سنکر حسن بانو اور اوسکی دائی نے حاتم کی ہمت اور محنت پر آفرین کی پھر اوسنے کہا ای حسن بانو اب دوسری
شرط کا بیان کر کہ مین اوسکی بھی سعی کرون اور ڈھونڈھ نکالون اوسنے نہایت رحم دلی اور مہربانی سے
کہا کہ ای حاتم تو بہت سے دکھ سہکر آیا ہی قدری دم لے اور چند روز آرام کر حاتم نے کہا کہ آرام تو مجھے اوسی روز
ہوگا جس روز خدا کے فضل سے تیری ساتون سوال پوری کرون گا یہ کہکر اوٹھ کھڑا ہوا اور کارواسرا مین
جاکر آٹھ روز تک میر شامی شہزادی کے پاس رہا تمام ماجرا اپنا اوسکے آگے ظاہر کیا پھر نوین دن
حسن بانو سے جاکر کہا کہ تیرا دوسرا سوال کیا ہے خدا کے واسطے جلد کہہ

دوسرا سوال حاتم کے جانے کا اور اوس شخص کے دروازے کی نوشتی کی خبر لانے کا

حسن بانو نے کہا کہ دوسرا سوال یہ ہی کہ ایک شخص نے اپنے دروازے پر لکھکر لگا دیا ہی کہ نیکی کر اور دریا مین ڈال آیا
یہ کیا بھید ہی اور اوسنے ایسی کیا نیکی کی ہی اوسکی خبر لا اس سخن کے سنتے ہی حاتم اوٹھ کھڑا ہوا اور حسن بانو
سے پوچھنے لگا کہ وہ شخص کون ہے اور کس طرف کو رہتا ہی حسن بانو نے کہا کہ مین نے اپنی دائی سے سنا ہی کہ اوسکی
جگہ اور ترکیب تو بس اتنی ہی بات دریافت کرکے وہان سے توکل بخدا چل نکلا ایک مدت کے بعد کسی جنگل
ہیبتناک مین جا پونچا اور شام کے وقت ایک درخت کے نیچے چپکا ہوکر بیٹھ رہا کہ اتنے مین ایک آواز سوزناک
اور درد آلودہ آہ وزاری کے ساتھ کسی طرف سے اوسکے کان مین ایسی آئی کہ جسکے سنتے ہی آنکھون مین
آنسو بھر لایا اور کلیجہ جلنے لگا بے اختیار اپنے جی مین کہا اوٹھا کہ ای حاتم یہ بات جوانمردی سے دور ہے کہ

اوسمین لے گئی مین نے پرجاکر جو آنکھین کھول کر دیکھا تو ایک باغ نہایت دلچسپ عجیب و غریب نظر پڑا
اور بہت سی عورتین خوبصورت خوبصورت ہر ایک طرف سی نکلین اور میرا ہاتہ پکڑکر ایک تخت مرصع کے
پاس لے گئین مین اوسپر بیٹھکر تماشا دیکھنے لگا کہ ایک نازنین مہ جبین منہ پر نقاب ڈالی ہوئی اوس تخت کے
پاس آکر کھڑی ہوئی دیکھتی ہی اوسکو مین غش کر گیا اور میرا دل میری ہاتہ سی جاتا رہا آخر بیقرار ہوکر جو
اوٹھا دیکھا مین نے اوسکا کھڑا دیکھا تو عجیب حسن خداداد دکھلائی دیا مین نے جونہین ہاتہ پکڑکر اوسکو اپنی
طرف کھینچا وہین ایک اور عورت حسین اوس تخت کے نیچے سی نکلی اور ایک لات اوسنے ایسی ماری کہ مین
اوس مکان مطبوع سی اس جنگل ویران مین آپڑا اور وہ عشرتکدہ نظر سی غائب ہو گیا اوسی دن سے اب مین آنکھون پر گریہ وزاری
کے سوا کچہ کام نہین رکھتا اور چاہتا ہون کہ اوسی اپنے دل سی بھلا دون پر وہ ہرگز فراموش نہین ہوتی
یہ کہکر اوسنے ایک نعرہ مارا اور آہ سرد بھرکر بگولے کی طرح خاک بسر اوس جنگل مین دوڑنے لگا اور یہی کہتا کہ
ایکبار دیکھا ہی اور دوسری دفعہ کی ہوس ہے تب حاتم نے معلوم کیا کہ یہ عاشق ہی کہا کہ ای پیر مرد اگر اوس تماشے کو
دوبارہ دیکھی تو خوش ہو اوسنے کہا کہ ای مسافر یہ بات محال ہی اگرچہ فقیر دعا کرتا ہون شبکو خاک پر
رکھکر جبین مین دی ملا دلبر کو مجھسے جامع المتفرقین مین پر کچہ اثر نہین دیکھتا تب حاتم نے کہا ای پیر مرد تو میرے
ساتہ آوہ جلسہ مین تجھی دکھاؤن گا اس سخن کو سنکر وہ حاتم کے ہمراہ ہوا چند روز کے بعد وہ دونون ایک
درخت کے نیچے جو متصل اوس تالاب کے تھا جا پہنچے حاتم نے کہا کہ ای بزرگ اگر اوس نازنین کو ہمیشہ دیکھا چاہتا ہی تو
تو کبھی اوسکا ہاتہ نہ پکڑنا اور بہ قہر اوسکے منہ کا ہرگز نہ اولٹنا وہ تمام عمر تیری آگی ہاتہ باندھی کھڑی رہی گی
اور اگر اوسکا ہاتہ پکڑیگا تو پھر آپکو اوسی جنگل مین دیکھیگا پھر اوس مکان مین قیامت تک نہ جا سکے گا
اور مین جو اس جگہہ آیا ہون تو یہ ایک نرگس کی دستگیری ہی اور نہ مین اس جگہہ آتا یہ کیا مقدر تھا بس
اب تو جا آگی وہی تالاب ہی اس بات کو سنتے ہی وہ عاشق زار اوس تالاب پر پہونچا کہ اتنے مین ایک عورت
ننگی اوس پانی سی نکلی اور اوسکا ہاتہ پکڑکر پھر اوس مین لے گئی اور حاتم شاہ آباد کی روانہ ہوا ایک مدت کے بعد
مہ افتین کھینچتا اور مصیبتین اوٹھاتا اوس فقیر کے پاس آیا اور اوس سی ملکر وہان سی بھی روانہ ہوا پھر تھوڑی
سی دنون مین اوس مچھلی کے گھر پہونچا اور ایک مہینے تک وہین رہا پھر وہان سی رخصت ہو کر خرسون کے

ہوس ہی اور اوسی صورت سی دن مین تین تین مرتبہ وہ آواز سات وزنک متواتر اوسکی کان مین آیا کی مگر آٹھوین
روز شام کو وقت وہ صدا اوسکی کان مین آئی تب اوسی طرف دوڑا گیا دیکھتا ہی کہ ایک شخص فقیر بارش سفید
زمین پر بیٹھا ہی یہ اوسکے آگی گیا اور سلام کیا اوسنی علیک السلام کہکر کہا کہ ای جوان خوشرو کہان سی آیا
ہی اور تو اس جنگل مین کیا کام رکھتا ہی اوسنی کہا کہ مین ارسبات کا متجسس ہو کر اپنی شہر سی نکلا ہون کہ تم نے
ایسا کیا دیکھا ہی کہ جسکے دیکھنے کی دوبارہ آرزو رکھتی ہو بہر خدا کہو اوسنے کہا کہ تم بیٹھو مین کہون گا اس بات کے
سنتے ہی حاتم بیٹھہ گیا جب رات ہوئی دو روٹیان اور دو آبخوری پانی کی اونکی آگی خود بخود آ رہی ایک روٹی
اور ایک آبخورہ پانی کا اوسنی حاتم کو دیا اور دو سرا حصہ آپ لیا غرض دونون نی روٹیان کھائین پانی پیا
جب کھا پی چکے تب حاتم نی کہا کہ اے بندۂ خدا اب کہہ اوسنی کہا

تصویر پہونچنا حاتم کا پاس اوس فقیر کی جو دشت مین پیدا مین آواز دیتا تھا
اور پوچھنا سبب آواز دینے کا اور اوسکو اوسکے مطلب تک پونچا کر شاہ آباد کو پھرنا



کہ ای مسافر شہر غریب مین کسی روز سیر کرتا ہوا ایک تالاب خوش قطع پر جا نکلا اور اوسکی کناری بیٹھکر تماشا
دیکھنے لگا اتنی مین ایک عورت نازنین شکیلہ سر سے پاؤن تک ننگی اوسی تالاب سی نکلی اور میرا ہاتہ پکڑ کر

وونہین اوسمین سے ایک آواز تڑاقی کی آئی اوسنے معلوم کیا کہ شاید اسکا پایہ ٹوٹ گیا نیچے جھانکنے لگا تو اوس
تخت کو جیسا تھا ویسا ہی پایا پھر اوسپر بیٹھ گیا وونہین پھر اوسمین سے ویسی ہی آواز آئی ساتھی اوس
آواز کے وہ نازنین جو کہ سب سے خوبصورت اور قد و قامت مین بڑی تھی سو نقش دیوار کی ہیات کو
چھوڑ کر حاتم کے پاس ناز و ادا سے چلی آئی حاتم اس صورت سے اوسکو دیکھکر حیران ہوا اور اپنی جی مین کہنے لگا
کہ الٰہی یہ تو ابھی تصویرون کی طور پر تھی پھر کیونکر اس نازو کرشمہ سے منہ پر نقاب ڈالی اس تخت کے آگے
آکر کھڑی ہوئی اوسے دیکھتے ہی بیقرار ہوکر چاہتا تھا کہ اوسکا گھونگٹ کھولکر رخسار نازنین کی دید
کرے کہ اوس مرد کی نصیحت یاد آئی وونہین سنبھل گیا اور جی مین کہنے لگا اگر مین اسکا ہاتہ پکڑون گا تو پھر
قیامت تک اس ظلمات سے باہر نجاؤن گا بارے تماشا دیکھا چاہیے کہ یہ میرا ہاتہ آپ سے پکڑتی ہے اور مین
ظلمات سے باہر جاتا ہون یا نہین غرض وہ اسی آرزو مین تین رات ون تک اوس تخت مرصع پر بیٹھا رہا
جب رات ہوتی تھی تب ہر ایک مکان مین کافوری شمعین خود بخود روشن ہوجاتی تھین اور ہر ایک
سمت سے گانے بجانے کی آواز چلی آتی تھی اور وہ صورتین جو نقش دیوار تھین سو مجسم ہوکر ناچتی تھین اور
وہ نازنین تخت کے آگے کھڑی ہوئی حاتم کو دیکھتی تھی اور مسکراتی تھی اور طرح بطرح کے میوے بھی حاتم کے
حضور مین دھری تھی ہر چند کہ وہ کھاتا تھا پیٹ نہ بھرتا تھا تب حیران ہوکر کہتا تھا کہ الٰہی مین اتنا کچھ
کھاتا ہون پر سیر نہین ہوتا کیا سبب ہے القصہ اسی صورت سے تین روز گذر گئے چوتھے روز اوسکے جی مین آیا کہ اگر
مین اپنی تمام عمر یہان رہون گا تو نہ اس معمے سے سیر ہونگا نہ اس حبس سے نکلونگا اور منیر شامی کو جو منتظر
چھوڑ آیا ہون اگر اوسکو کچھ ہوجاے گا تو خدا کو کیا جواب دون گا جلد اوس نازنین کا ہاتہ پکڑا اور وونہین
ایک اور نازنین مہ جبین اوس تخت کے نیچے سے نکلی اور ایک لات اوسنے ایسی ماری کہ کہین کا کہین جا پڑا اور
وہان سر اوٹھا کر جو دیکھا تو نہ وہ نازنین نظر پڑی نہ تخت نہ وہ باغ ہی دکھائی دیا مگر ایک جنگل ایسا لق و دق
سنسان نظر پڑا کہ جسکا اور نہ چھور تب اوسنے معلوم کیا کہ دشت ہولناک یہی ہے اور وہ شخص بھی یہین ہوگا
جو کہتا ہے کہ ایکبار دیکھا ہے دوسری دفعہ دیکھنے کی ہوس ہے پس اب اوسی ڈھونڈ مین اسی خیال مین وہ
ادھر اودھر پھرتا تھا کہ اتنے مین یہ آواز اوسکے کان مین کسی طرف سے آئی کہ ایکبار دیکھا ہے دوسری دفعہ کی

جسکے دیکھتے ہی تیرا دل ہاتہ سے جاتا رہے گا اور بے اختیار ہوجاے گا پر خدا کی واسطے کہین استقلال
نہ چھوڑنا اور اضطراب نکرنا سچ تو یہ ہے کہ وہ جو ہین تیرا ہاتہ پکڑے گی وہین دشت ہو یا ہین جا پونچے گا اگر
ایک ہفتہ تک کچہ کام کو اوس سے کہی گا تو دم مرگ تک پشیمان رہے گا وہ دونون اسی گفتگو مین تہے کہ ایک شخص
نوجوان دو پیالی کھیر کے اور دو کوزی پانی کی اپنی ہاتھ پر دھری غیب سے پیدا ہوا اور اونکے آگے رکھدیا اون دونون
نے خوب پیٹ بھر کر کھایا اور سجدۂ شکر ادا کرکے وہ رات کاٹی صبحکو حاتم اوس سے رخصت ہوکر کسی جنگل کی طرف
راہی ہوا تھوڑی دونون کے بعد ایک تالاب خوش قطع پر جا پونچا اور اوسکی کناری بیٹھکر پانی پینے لگا
اتنے مین ایک عورت حسین مہ جبین سر سے پاؤن تک ننگی پانی سے نکلی اور حاتم کا ہاتہ پکڑ کر پھر اوسی تالاب مین
غوطہ مار کر چلی گئی جو ہین حاتم کا پاؤن زمین کی تہ پر پونچا آنکھین کھولکر جو دیکھا تو آپکو اور اوس
نازنین کو ایک پھولے پھلے باغ عالیشان مین پایا چھک کر رہ گیا اور وہ اوسکا ہاتہ چھوڑکر کسی طرف
چلی گئی وہ سیر کرتا ہوا ادہر اودہر کا تماشا دیکھتا پھرتا تہا کہ ایک طرف سے ہزارون پریان سیکر غول
باندہی گلی مین باہین ڈالے سر سے پاؤن تک گہنے مین لدی ہوئین کسی طرف سے نکل آئین اور حاتم کو زبردستی
اپنی طرف کھینچنے لگین اوسنے ہرگز کسی کی طرف رغبت نکی اور نہ کسی کو سر اوٹھا کر دیکھا کہ یہ کون ہین
اور کیا کرتی ہین کیونکہ اوس مرد کا کہنا اوسکو یاد تہا اور اپنے دل مین کہتا تہا کہ حاتم کہین ایسا نہو
کہ تیرے استقلال کا پاؤن ڈگمگاے اور تو خواہ نخواہ مکر و فریب کی غار مین گرے خبردار رہ کہ ظلمات یہی ہے
آخرکار وہ بہر صورت اوسکو ایک ایسے مکان مین لے گئین جو تمام جواہر و لعل و یاقوت سے بنا تہا لاکھون
تصویرین ہر ایک طرف اوسمین لگی تہین اور تخت مرصع بہی ایک دالان خوش قطع مین نہایت
تکلف سے بچہا تہا جب وہ اوس تخت کی پاس پونچا تب وہ سبکی سب بطور تصویر کی نقش بدیوار
ہوگئین اور ہزارون پریان اوس محل کی دیوار سے نکلین وہ ہر ایک طرف حیرت سے دیکھتا تہا اور
اپنے دل مین کہتا تہا کہ الٰہی یہ کیا حکمت ہے یہ کہان سے آئین اور وہ کیون نقش بدیوار ہوگئین
غرض اوس تخت کے پاس تو کھڑا ہی تہا اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ ای حاتم اگر تو یہانتک
پونچا ہے تو اب اس تخت پر بہی بیٹھ یہ سوچکر جو ہین اوسنے اوسپر پاؤن رکھا وہ نہین

جاری تھین اور ہر سمت پھولی پھلواری نظر آتی تھی الغرض جو مقام تھا سو ہوادار تھا یہ تھکا ماندہ تو تھا ہی وطن
جاتی ہی سو رہا کہ آتے مین اوس مکان کا مالک آ پونہچا اور دیکھا کہ ایک جوان خوبصورت غافل سوتا ہی
نزدیک اوسکے آکر بیٹھ گیا حاتم دیر کے بعد بیدار ہوا اور آنکھین ململ کر دیکھنے لگا تو ایک شخص اوسکے پاس
بیٹھا نظر آیا وہ بھروا اوسکے دیکھتے ہی گھبرایا اپنی جگہ سے اوٹھا اور جھک کر سلام کیا اوسنے پوچھا کہ تو
کون ہی اور کہان جاوی گا اور اس جنگل مین کس کام کی واسطے آیا ہی حاتم نے کہا کہ مین دشت ہویدا کو
جاؤن گا بہتر ہوا کہ آپ کی بھی زیارت نصیب ہوئی آگے جو مرضی اللہ کی اوسنے کہا اے جوان اس خیال خام کو
دل سے دور کر کیون جان گنواتا ہی مجکو یہ افسوس ہے کہ کوئی تیرے آشناؤن مین ایسا دلسوز نتھا جو
تجکو منع کرتا اوسنے کہا کچھ مین اپنی مراد کی واسطے نہین جاتا ہون مین نے سدا ایک غیر کے واسطے کمر ہمت
باندھی ہی اور قدم جستجو راہ سعی مین رکھا ہی آگے جو مرضی حق تعالی کی اے شخص تو سن میرے شامی حرم ارزم کا شہزادہ حسن بانو
برنج سوداگر کی بیٹی پر عاشق ہوا ہی اور وہ سات سوال رکھتی ہی جو کوئی اوسکے ساتون سوال پوری
کریگا اوسکو وہ قبول کریگی اور وہ شہزادہ اوسکی جوابات سے عہدہ برا نہو سکا تب اوسنے اپنے شہر مین نہین دیا
ناچار وہ وہان سے نکلا جنگلون مین خراب پھرتا اور با آواز بلند رونے لگا اسی صورت سے باحال تباہ
میرے مکان مین آیا مجھسے ملاقات کی مین نے احوال پوچھا اوسنے اپنا ماجرا جو ابتدا سے تا انتہا قرار واقعی
تھا مفصل میرے سامنے ظاہر کیا اوسوقت میرے جی مین یہ خیال گذرا کہ اوسکا حال پوچھنا اور
اوسکی مدد نکرنا یہ بات جوانمردی سے دور ہی سو اسطے مین نے کمر سعی کی باندھی اور اسقدر مصیبت اپنے اوپر
لی یہ بات کو سنتے ہی اوس شخص نے کہا کہ معلوم ہوا کہ تو حاتم بن طی ہی کیونکہ اوسکی سوا اب اس زمانی مین
کون ہی کہ جو ایسا کام کریگا اور غیر کے واسطے آپ آفت مین پڑیگا خیر کچھ اندیشہ نکر خدا کریگا تو
آسان ہوگی لیکن میرے جی مین یہ خطرہ ہی کہ آج تک کوئی دشت ہویدا سے پھر نہین آیا اور کوئی پھرا
بھی ہی تو وہ آپ مین نہین ہا یہ نصیحت میری بدل یاد رکھنا کہ جسوقت تو اوس دشت کے قریب پونہچیگا
تو تجھے ظلمات مین لیجائینگے تو چپکا چلا جانا کسی جگہ زور کر کے اڑنا نہنا اور جو پری پیکر تیری
خواہش کریگی تو اوسکی طرف ہرگز التفات نکرنا اونکے پیچھے ایک ایسی نازنین مہ جبین آویگی کہ

اوسکی پگڑی مین ایک مہرہ باندھہ یا تھا اوسکی یہ خواص تھی کہ جسکے پاس رہی نہ وہ آگ مین جلے نہ پانی مین ڈوبے
نہ زہر اوسی اثر کرے اسی سبب سی وہ جیتا رہا اور اوسکی زہر نے کچھ اثر نکیا تین روز کی بعد وہ اژدہا گھبرایا اور
اپنی جی مین کہنے لگا کہ یہ بلا مین نے کیا کھائی ہی جو ہضم نہین ہوتی اور پیٹ مین دوڑی دوڑی پھرتی ہی
غرض وہ اپنی پیٹ کو دکھنی سی بیقرار تھا اور حاتم اوسکی پیٹ مین چین نہ لیتا تھا بلکہ چارون طرف دوڑتا
پھرتا تھا اور اوسکی انتڑیونکو اپنی پاؤن روندتا پھرتا تھا آخر کار اوسنے معلوم کیا کہ یہ بقیہ تمام عمر کا کھانا
پینا نکالیگا اسبات کو جی مین ٹھہرا کر حاتم نکل پڑا اور اوس ریت پر کھڑا ہو کر کپڑے سکھانے لگا
جب وہ خشک ہوئے تب وہان سی روانہ ہوا تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ ایک تالاب نظر آیا بی اختیار دوڑ کر اوسکی
کنارے پر جا بیٹھا اور اپنے کپڑے دھونے لگا اتنے مین ایک مچھلی پانی سی نکلی اوسکا نیچے کا آدھا دھڑ مچھلی کا تھا اور
سر سی ناف تک آدمی کا حاتم اوسکی شکل عجیب دیکھکر شکر بجا لایا اور صنعت خداوندی پر عش عش کرنے لگا
غرض ٹکٹکی باندھی ہوئی تھا کہ وہ اوسکا ہاتھ پکڑ کر اوس تالاب مین لے گئی اور اپنے مکان پر ایک ستھرے
بچھونے پر بٹھایا پھر آپ سر تا پا ایک عورت نازنین بنکر ارادہ ہمبستر ہونے کا کیا اوسنے اسبات کو ہرگز نمانا اور
کہا مین ایک کام کے واسطے اپنے گھر کو تباہ کر کے یہانتک پونہچا ہون تو راہی مین ہرزنی کر کی چاہتی ہی
کہ مجکو ٹھہرا رکھے یہ مجھسے کب ہوگا کہ تیری ساتھ اس جگہ عیش کرون مگر اس صورت پر جس جگہ ہی تو لائی ہی
وہین پونہچا دی تو خیر مین بھی چند روز تیرے ساتھ اپنی صحبت گرم کرون اور تیرے دل کی بھی آرزو بخوبی بر لاؤن
اوسنے اسبات کو قبول کر کے کہا کہ مین تین روز کے بعد تجکو جہان سی لائی ہون وہان پونہچا دونگی حاتم
خوش ہوا اور بر غبت تمام اوس سی ملا تین روز کی بعد اوس سی کہا کہ ای مچھلی اب تو بھی اپنی وعدی کو پورا کر اوسنے
اوسکا ہاتھ پکڑ کر پانی مین غوطہ مارا اور کنارے پر پونہچا دیا پھر کہنے لگی کہ ای جوان عنا تو مجھ سی جدا کیون
ہوتا ہی حاتم نے کہا کہ مجھے ایک ایسا ہی کام ضرور ہی نہین تو مین تجھی کب جدا ہوتا اور اس چین کو چھوڑ کر
یہ دکھ کیون سہتا اسن بات کو سنکر وہ چلی گئی اوسنے وہان اپنے کپڑے دھو کر سکھلائے اور رستہ پکڑا
ایک مدت کی بعد کسی ایسی پہاڑ پر جا پونہچا کہ جسپر ہزارون درخت ہر سبز طرح بطرح کی میوی سی لدی
کوسون تک لہلہاتے تھے اور سیکڑون مکان عالیشان ستھری چمکتے تھے ہر ایک طرف انجیر مین

ایک ایسی ریگستان مین جا پڑا کہ جہان نہ دانہ نظر آتا نہ پانی مگر شام کے وقت ایک پیر مرد برقع منہ پر
ڈالے دو روٹیان ایک آبخورہ پانی کا دی جاتا وہ اوسی کھاپی لیتا اور رات اون منزلین طے کرتا کہ ایکدن
سامنے سی ایک اژدہا پہاڑ کی مانند نظر آیا اوسکو دیکھکر گھبرایا لیکن چلنے سی باز نہ آیا جو ہین اوسکے
پاس پونہچا وہین اوسنے دم کھینچا حاتم نے ہر چند سنبھالا پر نہ سنبھل سکا صاف اوسکے مُنہ مین چلا گیا

تصویر آنا ایک بہت بڑے اژدہے کا اور نگل جانا حاتم طائی کو



جبکہ آپ کو اوسکے پیٹ مین دیکھا تب سجدۂ شکر بجا لایا اور یہ کہنا شروع کیا خوب ہوا جو یہ میرا تن آلودہ
گناہ ایک بندۂ خدا کے منہ مین پڑا نہین تو یہ جامۂ خاکی کسی کام کا نتھا حق تو یہ ہی کہ جو کوئی
آپکو راہ خدا مین ڈالے اور اپنا گھر برباد کرے اور آپ اوسی کی یاد مین مشغول رہے تو برباد نہین ہوتا
مگر وہ اوسکے امتحان کے واسطے کچھ کچھ رنج دیتا ہی اگر وہ اس مصیبت سی بچا اور ثابت قدم رہا
تو بحر مشقت سی گوہر راحت نکلا اس طرح سی اپنے دل کو تسلی دیتا تھا اور حضرت ایوب کی مصیبتون کو
دھیان مین لاتا تھا کہ خدای کریم کارساز ہی میری مشکل بھی آسان کریگا غرض تین روز تک وہ اوسکے
پیٹ مین پھرا کیا اور ادھر ادھر رستہ ڈھونڈھا کیا راہ تو کہین نہ پائی مگر آپ ہی اوسکی گندگی سی
پتھر پتھر ہو گیا پر سانپ کے زہر نے جو اوسکو اثر نہ کیا اوسکا سبب یہ تھا کہ چلتی ہوئی اوسکی جورو نے

اسکے ساتھ اپنا بیاہ کرون تب کوئی پیچھہ میری گھر مین نہ آوی بادشاہ نے کہا ای حاتم یہ کیا طاقت ہی کسی کس کی جو وہان کا دھیان بھی کری آنا تو درکنار حاصل کلام اوسنی اپنی ارکان دولت کو جمع کرکے مجلس شادی کی جمائی مسند شاہانہ بچھائی اور حاتم کو اوسپر بٹھلا کر اپنے رسوم کے موافق اوس لڑکی کو حاتم کے ساتھ بیاہ دیا اور اوسکا ہاتھ اوسکے ہاتھ مین پکڑا کر آپ اپنے لوگون سمیت حجری سی باہر نکل آیا حاتم نے اوس مسند عروسی پر اوسکے ساتھ آرام فرمایا اور رمزہ بہت اوٹھایا اسی صورت سی ہر روز اوس رشک قمر کے ساتھ چین کرتا اور میوی قسم قسم کے کھاتا تھا غرض یہانتک میوی کھائے کہ جی بھر گیا آخر اوگتا کر ایکدن اپنے خسر کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ حضرت سلامت مین میوی کھاتے کھاتے گھبرا گیا اگر کچھ اناج کی قسم سے عنایت ہو تو جی بھرے اور طبیعت لگے اوسنے اوسی وقت اپنے پیچھونکو بلوا کر کہا کہ تم ہر قسم کا غلہ اور شکر اور گھی وغیرہ اور باسن گاؤن اور شہرون سے لے آؤ وہ اسکا کہنا سنتے ہی دوڑے اور ہر ایک شہر سے طرح بطرح کی باسن خوش اسلوب اور قسم قسم کی اجناس انسان کے مرغوب ایک پل مین لے آئے حاتم نے انواع و اقسام کی کھانے پکوائے اور اپنی بی بی کے ساتھ بیٹھہ کے کھائے بلکہ اوسی طرح سے ہر روز کھاتا اور عیش و عشرت کرتا جب تین مہینے گذر گئے تب اوسنے ایک دن عین اختلاط مین اپنی اہلیہ سے کہا کہ جانی مین ایک کام کے واسطے اپنے شہر سے نکلا تھا تیرے باپ نے زبردستی میرا بیاہ تیری ساتھ کر دیا اگر اپنی خوشی ہی تو چند روز کے واسطے اپنے باپ سی مجھے رخصت دلادی تو یہ عین احسان و مہربانی ہی جب مین اوس کام سی فرصت پاؤن گا اور جیتا بچون گا تو پھر تجھسی ملاقات کرون گا وہ اس بات کی سنتے ہی اپنی باپ کے پاس گئی اور کہنی لگی کہ باباجان وہ اس طرحکی بات کہتے ہین اوسنی کہا کہ بی بی اگر تو اس بات مین راضی ہی تو وہ تیرا خاوند ہی اور تو اوسکی جورو وہ جانی پالو وہ تو کی کہ وہ مرد نہایت راست گو معلوم ہوتا ہی اپنی وعدے پر مقرر آئے گا کچھ مضائقہ نہین پروانگی دو اوسنے بلوا کر رخصت کیا اور بہت سی پیچھونکو کہدیا کہ تم اسکو بخوبی اپنی سرحد سی باہر پہنچا دو تب اوسکی بیٹی نے ایک مہرہ حاتم کی پگڑی مین باندہ دیا کہ اکثر جگہہ تیرے کام آئے گا غرض وہ ان دونون سی رخصت ہو کر آگے چلا چند روز کے بعد

اب کیا کرون مین ایک کام کے واسطے اپنے شہر سے نکلا ہون اگر اسنا یہان بیاہ کر کے رنگ رلیان
مناؤن گا تو وہان منیر شامی میرا انتظار کھینچکر مرجائے گا مین خدا کو کیا جواب دونگا پادشاہ
خرس نے جو پھر اوسے سرنزا نو دیکھا تو پوچھا کہ ای جوان خوشتر واگر اسبا نکو قبول نکری گا تو قیامت تک
نہ چھوٹے گا بلکہ اسی قید شدید مین مرجائی گا اوسنے اسبات کا بھی جواب نہ یا اور سر اوٹھا کر نہ دیکھا
تب خرس نے غضبناک ہوکر اپنی قوم سے کہا کہ اسکو فلانے غار مین ڈالدو اور اوسکے منہ پر ایک بڑا
سنگ خارا کی رکھوادو اور خبردار رہو اس کلام کے سنتے ہی کتنے دوڑے اور حاتم کو اوس اندھیری گھپھا مین
بند کر کے اوسکے منہ پر ایک بھاری پتھر رکھہ آئے وہ اوس غار مین بھوکا پیاسا حیران تھا کہ سات
دن کے بعد خرس کی پادشاہ نے پھر اوسی بلوا کر اپنے پاس بٹھلایا اور سمجھا بجھا کر کہا کہ ای حاتم
میری لڑکی کو قبول کر وہ پھر سرنزا نو ہوا اور اس سخن کو خاطر مین نلایا تب اوسنے ایک خوان
میوہ کا منگوا کر اوسکے آگے رکھا وہ بھوکا تو تھا ہی بے اختیار کھانے لگا جب خوب سیا اوسکا پیٹ بھرا
تب اوسنے کہا کہ ای جوان اس پری پیکر کو اپنی نکاح مین لا اور حظ زندگانی کا اوٹھا حاتم نے کہا کہ یہ
مجھسے نہو سکے گا انسان کو حیوان سے کیا نسبت اوسنے پھر اپنے ریچھون سے کہا کہ اوسی غار مین
ڈالدو اونھون نے اوسی طرح کیا وہ کئی دن تک بے آب و دانہ قید مین رہا اتفاقا ایک شب خواب مین
وہ نیمجان کیا دیکھتا ہے کہ ایک پیر مرد سرہانے کھڑا کہتا ہے کہ ای حاتم کیون اپنی جان خواہ نخواہ
اس اندھے کنوے مین گنواتا ہے اور نہین جانتا کہ تو کس کام کے واسطے آیا ہے جبتک اوسکی لڑکی
قبول نکری گا تب تک تو اس قید سے نچھوٹے گا اسبا نکو سنکر اوسنے کہا کہ ای بزرگ اگر مین اوسکی
لڑکی سے اپنا بیاہ کرون گا تو وہ مجھے کب فرصت دیگی جو مین آپکو اوس کام مین لگاؤن گا اوسنے
کہا کہ ای حاتم تیرا چھٹکارا اوسی مین ہے بے خطر کر گذر اور نہین تو اسی قید مین مرجائے گا
تجکو لازم ہے کہ اوسکی بیٹی کو راضی اور خوش کری وہی تجکو بخوبی رخصت دلوادیگی یہ خواب
دیکھتے ہی وہ چونک پڑا اتنے مین پھر پادشاہ خرس نے اوسکو اپنے پاس بلوایا اور کہا کہ ای حاتم
تیری حق مین یہی بہتر ہے کہ میری لڑکی کو قبول کر اوسنے اسپر یہ بات بناچاری مانی کہ جب مین

برای خدا تو ان باتون سی باز آیہ مجسے ہرگز نہو سکے گا اگر تو ساتہ ہی مینی پر مرتا ہی تو یہی احسان بہت ہی
کہ مجھی راہ راست بتا دی اوسنی کہا جو رستہ نزدیک ہی اوسمین بہت سی آفتین ہین اور دوسری راہ
دور دراز ہے مگر اوسمین اس قدر خطرہ نہین اسواسطے مین تیری ساتہ چلنی کا ارادہ کرتا ہون کہ اونکو
بتا دون آگی تیری خوشی اوسنی کہا کہ خدا راہ نزدیک کی مشکل مجہپر آسان کری گا تب گیدڑنی کہا کہ جو راہ
تیری آگی آتی ہی وہی نزدیک ہی اگر سلامت رہی گا تو دشت ہو یدا کو پونہچی گا حاتم اوسکو رخصت کر کی
آگے چلا ایک مدت کی بعد ایک چوراہا دکہلائی دیا یہ وہان کہڑا ہو کر سوچنے لگا کہ اب کدہر جاؤن اور اوس
جنگل مین خرس بادشاہت کرتا ہی تمام ریچہہ ہی رہتے تہے اتفاقا سو دیو بچہہ اوس جگہہ سیر کرنے آئی
تہے حاتم کو دیکہتے ہی نہایت خوش ہوئی اور پکڑ کر اپنے بادشاہ کی پاس لے گئے وہ دیکہکر خوش ہوا
اور کہنے لگا کہ تم ہماری پاس بیٹہو اور اپنا حال کہو کہ تم کون ہو اور کہان سی آئی ہو اور کیا نام رکہتی ہو
ہمین تو یون معلوم ہوتا ہے کہ شاید تم یمن کی بادشاہ حاتم ہو اسبات کو سنکر اوسنے کہا کہ یہ تو تم
سچ کہتے ہو مین حاتم بن طی ہون برای خدا اس جنگل مین آنکلا ہون اوسنی کہا تمہاری آنی سی مین بہت
راضی ہوا جو تم یہان تشریف لائی اب اپنی بیٹی تمہین بیاہون گا کیونکہ اس جنگل مین میری دامادی
کی لائق کوئی نتہا مگر تم آئی ہو اسبات کو سنکر اوسنی اپنا سر جہکا دیا اور سوچ مین گیا بادشاہ نے
کہا کہ تو جو جواب نہین دیتا شاید مین تیری خسر ہونی کی لائق نہین ہون تب اوسنی کہا کہ مین انسان اور
تو حیوان میری تیری موافقت کیونکر ہو وہ بولا ای حاتم شہوت کی لذت مین حیوان اور انسان
ایک ہین تو کچہہ اندیشہ نکر اور میری لڑکی تجہی سی ہی یہ کہکر اوسنی اپنی دو چار خرسون سی کہا کہ تم
لڑکی کو عروسی گہنے اور کپڑی سی سنوارو اور دولہن بنا کر فلانے حجری مین بیٹہاؤ وہ اوس لڑکی کو
بنا سنوار کر اوس حجری مین لے گئے پہر حاتم کو بہی وہان لی آئی اوسنی جو نہین اوس پری پیکر
رشک قمر کو دیکہا متعجب ہو کر مجلس مین پہر آیا اور کہنے لگا ای خرس تو بادشاہ ہی اور مین تقیر اگر
اس شہزادی کو اپنی جورو کرون نہایت ترک ادب ہی اوسنے کہا کہ اسبات کو قبول کرو اور حیلہ و حجت
چہوڑ دو کہ تم بہی شہر یمن کی شہزادی ہو وہ متفکر ہوا اور جی مین کہنی لگا کہ ہی ظالم کہ مین کس بلا مین پڑا

اور جی مین کہا کہ اب انکو کیونکر مارون کیونکہ مین نے آج تک نہ کسی کو مارا ہی اور نہ کسی کو دکھہ دیا ہے پر انھون نے خدا کی قسم سی انکار کیا ہی کہ سزا دیا چاہیے اسبات کو جی مین ٹھہرا کر خنجر کمر سی کھینچا مونھہ سی اونکے دانت توڑے اور پھل سے ناخن کاٹ ڈالے پھر سجدۂ شکر ادا کرکے دعا مانگی کہ الٰہی ان حیوانون کا درد دور کر یہ دعا اوسکی جناب الٰہی مین قبول ہوئی اوسی گھڑی دونون کا درد جاتا رہا پھر اونسی اونکو کھولکر آزاد کیا وہ رو رو کر کہنے لگے کہ اب ہمکو رزق کیونکر ملے گا اور ہم کیونکر جیہین گے حاتم نے کہا کچھ اندیشہ نکرو خدا رزاق ہی وہ کسی نکسی ڈھب سی پونہچاوی گا اتنے مین وہ گیدڑ سامنے سے آکر کہنے لگا کہ آپ خاطر جمع رکھین آج کے دن سے انکا کھانا پینا ہمارے ذمے ہوا ہم جہان مین جبتک جیتے رہین گے تب تک جہان سے جانین گے وہان سے لاکر اونکو کھلائین گے

تصویر حاتم اور گیدڑ اور اونٹ دونون کفتار و ندان شکستہ کی



یہ بات سنکر حاتم اون سی رخصت ہوکر آگے بڑھا اتنے مین اونٹ نے سے کہا کہ ای گیدڑ یہ دوست سے دوسرے ہی جو حاتم دشت ہویدا کو تنہا جاے اور تو اوسکا ساتہ ندی اس سخن کے سنتے ہی وہ دوڑا اور پکار کر کہنے لگا کہ ای حاتم مین بھی تیری ساتہ دشت ہویدا کو چلون گا اوسنے کہا کہ ای حیوان مین تیرے ایک احسان سے گردن اوٹھا ہی نہین سکتا دوسرا بوجھ کیونکر لون اور اپنے واسطے تجھے وطن سی آوارہ کسلیے کرون

کیونکہ ہم بھی اپنے خالق کو جانتے ہین وہ اسی گفتگو مین تھے کہ اتنے مین حاتم نے کہا کہ اگر تم نے مجھپر احسان کیا ہے
تو کچھ مجھسے بھی کہو تاکہ مین بھی اسکو بجالاؤن اور اوس کام کو بخوبی کرون گیدڑ بولا کہ ای جوانمرد اس جنگل کے
قریب کفتارین بستی ہین اور ہماری بچی ہر سال کھا کھا جاتی ہین ہمارا اتنا قابو نہین چلتا جو اونکو
مار کر اپنی بچی بچائین اگر تو اونکو مارے اور ہماری سر سے یہ آفت ٹالے تو بڑا احسان کرے بلکہ بے دامون
مول ای حاتم نے کہا کہ تم مجکو اونکا مکان دکھا دو مین تا بمقدور قصور نکرون گا وہ مکان وہان سے
چھہ کوس پر تھا غرض وہ حاتم کو لیکر گیا اور دکھا کر آپ کسی جھاڑی مین چھپ رہا حاتم آگے گیا
اور اوس جگہ کو خالی پاکر بیٹھا کہ اتنے مین ایک جوڑا آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی ہماری مکان پر
بیٹھا ہی اسبات کو دریافت کر کے دونون آگے بڑھے اور کہنے لگے کہ ای شخص یہ جگہ تیری نہین جو تو
یہان تھانے امیر ہو کر آبیٹھا اگر اپنا بھلا چاہتا ہی تو اولٹے پاؤن پھر جا نہین تو ابھی تکا بوٹی کر لیتے ہین
اوسنے کہا ای نادانون مین مردم آزار نہین اور نہ میر شکار ہون تم مجھسے اتنا کیون ڈرتے ہو اگر یہ مکان
تمھارا ہی تو تمھین بہار کرے شوق سے آرام کرو کفتارون نے کہا کہ آدمی کو مروت سے کیا کام تو ہمکو فریب ندے
چلا جا نہین تو رنج کھینچے گا اور مارا جاے گا حاتم نے کہا کہ ای حیوانون برای خدا جیسی اپنی جان جانتے ہو
ویسی ہی غیر کی بھی جانو یہ کیا ناانصافی ہی جو گیدڑ کی بچی کو مارو اور آپ کو پالو وہ بولی کہ ای جان تو کیا اور
گیدڑ کا حمایتی ہو کر ہمسے لڑنے آیا ہی اوسنے کہا خدا کی قسم مین اونکا حمایتی بنکر نہین آیا ہون بلکہ
منت کرتا ہون کہ تم اوسکے بچون کے کھانے سے توبہ کرو اور غضب خدا سے ڈرو وہ بولی کہ ای انسان تو اونکا
غم کیا کھاتا ہی کوئی دم مین یہی حال تیرا بھی ہوتا ہی اسبات کو سنکر حاتم نے کہا از برای خدا اوسکی بچون کے بدلے
مجھی کھاؤ مگر اون بچون کی کھانے سے ہاتھ اوٹھاؤ وہ بولی کہ اونکو تو کھائین گی ہی پر آج تجکو بھی نچھوڑین گے
حاتم نے کہا کہ قسم ہے اپنی خدای معظم کی کہ جسنے اٹھارہ ہزار عالم کو پیدا کیا ہی تم گیدڑ کی بچون سے باز آؤ
وہ کریم روزی رسان ہی بہر صورت تمھین رزق پہونچائیگا وہ بولی کہ اونکو کب چھوڑتی ہین اور تجھے کب
سلامت جانے دیتے ہین تب حاتم نے معلوم کیا کہ یہ کمبخت سخت دل ہی خدا کی بھی قسم نہین مانتی اونکو
مارنا چاہیے یہ سمجھکر وہ مارے غصے کے لال ہو گیا اور اپنی جگہ سے اچھلکر اون دونون کی گردن پکڑ کر زمین پر دے پٹکا

ایک ہرنی بچے والی چرتی تھی اور ایک بھیڑیا اوسپر لپکا اوسنے اپنی چوتڑ کا گوشت دیکر اوس بھیڑیے سے
وہ ہرنی چھڑائی اور اپنے اوپر یہ مصیبت لی اوسنے کہا کہ انسانون مین کب ایسی صاحب مروت ہوتی ہے
اور کب کسی کی بیکسی پر رحم کھاتی ہین اوسنے جوابدیا کہ ہرای خدا یہ کیا کہتی ہی انسان ہر ایک مخلوق سے
بزرگی رکھتا ہی اشرف المخلوقات کہلاتا ہی خصوصًا حاتم نہایت اہل ہمت صاحب مروت وقدردان
وخدا پرست ہے سخاوت بھی اسقدر رکھتا ہی کہ اپنا گوشت دیکر کے جان بچادی اوسنے جو اتنی خوبیان
اوسکی سنین تو کہا کہ یہ ایسی زخم سے کیونکر اتنی دور جائی گا گیدڑنے کہا کہ اگر پریرو کی سر کا بھیجا اوسکی
زخم پر لگے تو بات کہنی مین اچھا ہوجائی پر یہ بہت مشکل ہے اسواسطے کہ وہ ایک جانور ہی دشت مازندران
مین کہ جسم اوسکا مور کا مانند اور سر آدمی کا سا جو کوئی اوسکی پاس جاتا ہی اور شربت بلاتا ہی تو وہ
مست ہوکر ناچنے لگتا ہی اور تماشا دکھاتا ہی بعضے آدمی صحبت اوس سے ایسی رکھتے ہین جیسے
عورتون سے یہ سنکر وہ بولی کہ ایسا کون شخص ہے جو اوسکا سر کاٹ لاوی اور حاتم کو اچھا کری اوسنے
کہا تو اگر سات روزون کو نہ دن سمجھی ورنہ رات کو رات جانے نہ کھاوی نہ پیوی اور آٹھون پہر اسکی
خبر گیران ہی تو مین جاؤن اور اوس جانور کا سر کاٹ لاؤن اوسنے کہا کہ اس سے کیا بہتر ہی کہ انسان پر
حیوان کا احسان ہو غرض وہ اون دونون کو وہان چھوڑ کر گیا جب دشت مازندران مین پہنچا وہوا
اور اوسکو کسی درخت کے نیچے سوتی پایا نزدیک جاکر اوسکا سر اس ورسے کھینچا کہ بدن سے جدا ہوگیا پھر
اوسکو لیے ہوئے اپنے وعدہ پر آپونہچا مادہ بھی اوسی صورت سے اوسکی خبرداری مین مستعد رہی
چنانچہ اوسکے آنے تک اوسنے چڑیا کے بچے کو بھی اوسکے پاس آنے نہ دیا اور رات دن اوسکے
سرہانے بیٹھی جاگا کی حاتم بھی پڑی پڑی اوسکی محنت اور مشقت کو دیکھا کرتا تھا کہ اتنے مین گیدڑ نے
پریرو جانور کا سر لاکر مادہ کے آگے رکھدیا اوسنے وہ سر توڑا اور اوسکا مغز حاتم کی چوتڑ پر لگایا وہ
زخم وہین بھر آیا اور درد جاتا رہا حاتم اوٹھ کھڑا ہوا اور اوسکی طرف دوڑ کر کہنے لگا کہ ای حیوان
یہ مجھ پر بڑا احسان کیا تونے مگر خوب نکیا کہ میری واسطے ایک جانور کی جان لی اوسکا عذاب تجھ پر ہوگا
مین خدا کو کیا منہ دکھاؤن گا اسبات کو سنکر اوسنے کہا کہ یہ گناہ میری گردن پر ہی تو کچھ اندیشہ نکر

ای حاتم ایسی کیا مصیبت پڑی جو تو نی یمن سی شہر کو چھوڑا اور اسقدر تکلیفین اوٹھا کر اس جنگل
خونخوار مین آپڑا تب حاتم نی یہ جواب دیا کہ میرے شامی حسن بانو پر عاشق ہوا ہی اور وہ سات سوال
رکھتی ہے جو کوئی اونکو پورا کریگا اوسی قبول کریگی مین نی سدا اس کام پر کمر باندھی ہی چنانچہ
پہلا سوال اوسکا یہ ہی کہ ایک شخص کہتا ہی ایکبار دیکھا ہی دوسری دفعہ دیکھنے کی ہوس ہے
نہین جانتا کہ وہ مکان کہان ہے اور وہ شخص کون ہے اور ایسا اوسنی کیا دیکھا ہی کہ جسکی دیکھنی کی
دوبارہ آرزو رکھتا ہی یہ خدا کیطرف کو لگائی سہ بصحرا چلا جاتا ہون کہین تو کچھ کھوج اوسکا
ملیگا اسبات کو سنکر بھیڑیا نے کہا ای جوان مین اوس مکان کو جانتا ہون اکثر بزرگون کی زبانی
اوسکا پتا پایا ہی اوسکا نام دشت ہویدا ہی وہان جو جاتا ہی سو تمام دن پھرتا ہی اور یہی آواز سنتا
ہی حاتم نی کہا کہ وہ دشت کہان ہی بھیڑیا بولا کہ یہان سی تھوری دور جاکر دو ستی ملینگے
تو بائین ہاتھ کی راہ کو چھوڑکر داہنی رستی پر ہو لینا یقین ہے کہ وہین پونہچیگا اور اپنا مدعا
حاصل کریگا ہرنی اوسکو دعائین دیتی ہوئی چلی اور وہ بھیڑیا بھی اوس سی رخصت ہوا
پر وہ دونون اوسکی جوانمردی اور سخاوت پر عش عش کرتے تھے دو چار ہی قدم بڑھا ہوگا
کہ درد کے باعث سی پاون لڑکھڑائی ناچار ایک درخت کے نیچے گرکے تڑپنے لگا وہان ایک
گیدڑ کا بھٹ تھا اور وہ اپنی مادہ سمیت خوراک کی واسطی گیا تھا دو چار گھڑی کی بعد جو چرکر
آیا اور حاتم کو اپنی جگہ پر تڑپتے پایا تب مادہ نی اوس سی کہا یہ آدمی زاد کہان سی آیا ہی اب اس
مکان کو چھوڑ دیا چاہیی کیونکہ غیر جنس سے موافقت کس طرح ہو اور صحبت کب بھی مثل مشہور ہے
آدمی حیوان کو کیا نسبت گیدڑ نے کہا ای مادہ شاید یہ جوان حسین حاتم ہی اور دشت ہویدا کی
خبر کو جاتا ہی اب چوتڑ کے درد سی اس درخت کی نیچے گر پڑا ہی اور تڑپ کر جی دیتا ہی وہ بولی کہ
تو نی کیونکر دریافت کیا اوسنی کہا کہ مین نی اپنے بزرگون کی زبانی سنا ہی کہ فلانی تاریخ فلانے
روز اس جگہ حاتم کا گذر ہوگا اور اس درخت کے تلے اذیتین کھینچیگا سو وہ تاریخ یہی اور وہ
دن یہی ہی اوسنے کہا کہ اسکا حال سچ کہہ وہ بولا کہ یہ یمن کا شہزادہ ہی اور بڑا سخی آج فلانی جنگل مین

پاکیزہ پھولکر طرح بطرح کھانے کھلواکر تھوڑی بہت روپی دی اور رخصت کی وقت یہ کہا کہ اے حاتم پہلا سوال تو یہ ہی کہ ایکبار دیکھا ہی دوسری دفعہ کی ہوس ہی اسکی خبر لا کہ وہ کون ہے اور کہان ہی اور دوسرے ایسا کیا دیکھا ہے کہ دوبارہ جسکے دیکھنے کی آرزو رکھتا ہی پہلے اسکو تو پورا کر پھر دوسرے کی فکر کیجیو حاتم نے اس بات کے سنتے ہی منیر شامی کو اوسکے سپرد کیا اور کہا کہ یہ میرا بھائی ہی جبتک مین یہان نہ آؤن تب تک اسکو اپنی مہمانی مین رکھنا اور خاطرداری کیا کرنا یہ کہکر حاتم وہان سے رخصت ہوا اور منیر شامی کو مہمان سرا مین چھوڑ کسی طرف کو چلا

پہلا قصہ حاتم کے جانے کا اور پہلی شرط بجالانے کا

القصہ حاتم جب تھوڑی دور گیا تب اپنے جی مین کہنے لگا کہ اب مین کیا کرون اور کس سے کہون کہ دیکھے بھالے کدھر جاؤن اور اس عقدے کی گرہ کیونکر کھولون مگر برای خدا یہ مشکل اپنے اوپر لی ہی اور وہی آسان کریگا مجھسے تو کچھ نہین ہو سکتا یہ کہکر توکل بخدا آگے بڑھا اتنے مین کیا دیکھتا ہی کہ ایک بھیڑیا قریب ہے کہ ایک ہرنی کو پکڑے اور پھاڑ چیر کر کھا جاے اس بیکسی مین جو اوسنے اوس ہرنی کو دیکھا جلد جاکر ایک آواز مہناک سی پکار کر کہا کہ اے نابکار خبردار کیا کرتا ہی یہ غریب بچے والی ہی دودھ اسکی چھاتیون سے بہا جاتا ہی وہ اسبات کو سنکر ڈرا اور کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ شاید تو حاتم ہی ہو ایسے وقت مین اوسکے آڑے آیا وہ بولا تو نے کیونکر جانا اوسنے کہا کہ مین نے تیری ہمت اور شفقت سے پہچانا لیکن تمام ملک مین یہ بات مشہور ہی کہ تو ہر ایک مخلوق کی حق مین احسان کرتا ہی یہ سبب معلوم نہین ہوتا کہ تو نے میرا شکار آج میری منہ سے کیون چھوڑایا تب حاتم نے کہا تو کیا چاہتا ہے وہ بولا میری خوراک گوشت ہی جو پاؤن تو کھاؤن حاتم نے کہا بہتر جہانتک گوشت چاہی وہان کا میری بدنسی کاٹکر کھا اور اپنا پیٹ بھر کر چلا جا اوسنے کہا سچ مچ کا گوشت بی ہڈی ہوتا ہی اگر تو دو تو خوب سا چکھون اور دعا مین دون تب حاتم نے اوسی گھڑی خنجر کمر سے کھینچ لیا اور ایک لوتھڑی کا لوتھڑا چوتڑ سے کاٹ کر اوسکے آگے ڈال دیا وہ گوشت اوسنے کھایا اور سیر ہو کر کہا

اوسی اوواس کو دیکھکر کہا ای عاشق صادق مین تجھی ٹالتا نہین اب تیری مطلب کی تلاش کرتا ہون
اور کوشش کی کمر باندھتا ہون شہزادہ بولا میری کام کا آغاز انجام نہین رکھتا مین روادار نہین
کہ تو عیش و عشرت چھوڑی اور آپکو محنت و مشقت مین ڈالی حاتم بولا کہ تو نہین چاہتا تو نچاہ
مگر مین اپنی سخن کو نامقدور نباہون گا اور تجھی تیری محبوبہ سی اگر جیتا بچا تو ملاؤن گا غرض
اپنی ارکان دولت کو جمع کرکے فرمایا کہ جس صورت سی مسافرونکو کان بھوکون کو کھانا ننگو نکو
کپڑا مفلسونکو خرچ میرے سامنے ملتا ہی اوسی طرح میری آنی تک ملی جاوی یہ کوئی نہ کہی کہ حاتم اس شہر مین
نہین اب کون کسیکو دی اس امر مین استہلال اور تغافل نکرنا بلکہ یہ کاروبار بخوبی جاری رکھنا اسطرحی
اونکو سمجھا بجھا دیا اور آپ میر شامی کی ساتھ شاہ آباد کا رستہ لیا کتنی دنون مین وہان جا پونچا حسن بانو
کے لوگ جو مہانداری پر مقرر تھی پیشوا آکر اوسکو مہانسرا مین لے گئے قسم قسم کے کھانی لیجاکر روبرو رکھے
اشرفی اور روپے بھی بہت سے حاضر کئے اور بمنت و سماجت التماس کیا کہ آپ بے تکلف کھانا نوش جان
کیجیی اور زر سرخ و سفید جسقدر درکار ہون بی تامل لیجیی اوسنے کہا ای بندگان خدا مین محتاج روٹی کا
اور طالب زر و جواہر کا ہوکر نہین آیا ہون حق تعالی نے مجکو بھی بہت سی روپے دیی ہین اور بہت سے
ملکونکا سردار کیا ہی میری تو آرزو بڑی ہی لوگون اسباتکو سنکر حسن بانو سی کہا کہ حاتم نام ایک
شخص تازہ وارد تمھاری سوالون کی جواب دینی پر مستعد ہی لیکن میر شامی بھی اوسکے ساتھ ہے
اوسنے اسنکر کو سنکر اون دونو نکو بلوالیا جب وہ آئی تب چلمن کی اوٹ مین ہو بیٹھی اور پوچھنی لگی
تمھارا کیا حال ہی حاتم نی کہا شکر ہے جیتی تو ہین لیکن ای مہر لقا اپنی مبتلا کو ذرا صورت دکھا کہ اوسکی
دلکو اندکی تسکین ہو جائی اور کچھ زندگانی کا پھل پائی وہ بولی ای بندۂ خدا مین نامحرم کی سامنے کیونکر
ہون اور کسطرحسے اپنا دیدار دکھادون مگر ہان جو کوئی یہ سا تون سوال پورے کری گا وہی عقد کے
بعد میرے گلشن عیش سی گل راحت چنی گا اور شتاب وصل ہی گا تب حاتم نے کہا کہ وہ کون سی
سوال ہین تم اپنی شیرین زبان سی بیان کرو اوسکے ساتھ یہ قول بھی دو کہ اگر اون سوالونکو پورا
کرون تو تجکو جسے چاہون بخشدون اوسنے اسبات کو مانا اور اقرار بخوبی کیا پھر ایک دسترخوان

خدا کی راہ پر کمر باندھی ہی تیری بھی کام کرنے مین قصور تا بمقدور نکرون گا اگر دولت و نیا درکار ہی
تو ابھی لے اور کیجیو شمن نے ستایا ہی تو اوسکو میری سامنے کردی یا مارون گا یا آپ ہی جاؤن گا اگر معشوق
کو ملنے کی آرزو رکھتا ہی تو وہ بی سعی نہین مل سکتا ہی اوسکی تدبیر کرون گا خدا کی فضل سی اوسکو بھی
تجسے ملادون گا اگر سیر کا طالب ہی تو یہ بھی حاضر ہی منیر شامی نے جو اس ڈھب کی باتین سنین آفرین و
مرحبا کہکر دعائین دین اور کہا کہ ای جوان صاحب فاتو سلامت رہی جو ہم غریبونکو دلاسی دیتا ہی
یہ کہکر وہ تصویر اپنی بغل سی نکالی اور اوسی دکھا کر پوچھا کہ اب تو ہی بتلا کہ بن دیکھی اسکی کیونکر
جیون اور اپنا حال تباہ کس طرح نکرون حاتم نے جو وہ شکل دیکھی جھجک کر رہ گیا پھر کہنے لگا
کہ حق بطرف تیری ہی پر اتنا بیتاب نہو ذرا صبر کر خاطر جمع رکھہ خدا سی دھیان لگانا امید نہو
مین بھی تیری کام مین قصور نکرون گا جبتک تیرا یار تجسے نہین ملا تا تب تک تیرا ساتھ نہین چھوڑتا

تصویر حاتم کا لیجانا منیر شامی کو اپنی شہر مین اور تسلی دینا



غرض اسی طرح تسلی دی کر ڈھارس بندھا کر اپنی ہمراہ مین لی گیا وہان حمام کروا پوشاک بدلوائی
ضیافتین کھلائین ناچ دکھلائے دو چار روز اس طور بھی مشغول رکھا پھر ایک دن

اور یہین کے کوچون کا مزا مبارک ہی یہ سنکر اوسنی کہا کہ ہم ایسی یا وہ گو نکو اپنی شہر مین نہین رہنے دیتے
اگر آپ سی جاتا ہی تو جا نہین تو حرمت ہوگی نکلے گا شہزادہ اس گفتگو سی مایوس ہوا اور ایک برس کا
اوسنی وعدہ کر چلنی کا قصد کیا تب سوداگر بچی نی جانا کہ یہ اپنا نقد دل یہان کھو چکا ہی تھوڑی روپی
خرچ راہ دیے اور نام پوچھا اوسنی کہا منیر شامی یکبار کی سو تا پیٹتا سر صحرا چلا کسی جنگل مین جا کر بیٹھ رہتا
کسی پہاڑ سی سر ٹکرا کر کبھی رو دیتا پر قدم بڑھاتی ہی جاتا تھا اور بھی اوس فتنہ انگیز کے یہان اسیطرح
سی کتنی ہی شہزادی اور وزیر زادی آئی اور اونھین سوالون مین گرفتار ہو ہو کر کتنی کافور ہو گئی اور
بہتیری مر مٹی پر اوسکے سوال ایک بھی پوری نکر سکا القصہ منیر شامی اوسکی تصویر اپنی بغل مین ڈالی ہوئی
جنگل جنگل بگولی کی مانند پھرتا تھا پر کہین مطلب کا کھوج نہ پاتا تھا اتفاقا پھرتے پھرتے ایکدن
متصل یمن کے ایک جنگل مین جا نکلا اور کسی درخت کے نیچے بیٹھکر ابر بہار کی مانند زار و نزار رونی لگا حاتم
بھی اوسی روز وہین شکار کھیلنے گیا تھا اتنی مین ایک آواز دردناک اوسکے کان مین پڑی اوسنے
اپنی لوگون سی کہا کہ اس آواز کی خبر لاؤ دیکھو تو اس بیابان مین ایسا ستم رسیدہ کون ہی جو اسقدر پھوٹ پھوٹ کے
روتا ہی غرض کئی شخص گئے اور آکر عرض کرنے لگے ای خداوند ایک شخص نوجوان خوبصورت فقیرون کی
شکل فلانی درخت کے نیچے بیٹھا رو رہا ہی نہ آنکھین کھولتا ہی نہ کسی سی کچھ بولتا ہی حاتم اسبات کو سنتی ہی
اوسکی طرف آپہنچا کھڑا رہا دور سی تماشا دیکھنے لگا وہ بیخبر رو رو کر آہین بھرتا تھا اور اپنی جگر کے
ٹکڑی کرتا تھا یہ حالت اوسکی دیکھتے ہی بیتاب ہو گیا آنکھون مین آنسو بھر لایا اور اپنی جی مین کہنی لگا
یا الٰہی اسپر ایسا کیا حادثہ پڑا ہی جو اسکا ایسا حال ہو گیا ہی غرض اپنی گھوڑی سی اوترا اوسکے سرہانے
جا کر کھڑا ہوا اور رحم سی پوچھنی لگا ای جوان رعنا تجپر ایسی کیا مصیبت پڑی جو تیری یہ حالت ہی
اوسنی سر اوٹھا کر جو دیکھا تو ایک شخص نوجوان مہر جبین سرو قد بازلف مشکین بادشاہونکی سی
پوشاک پہنی ہوئی احوال پوچھتا ہے جب اوسنی الفت و شفقت کے ساتھ اوسی دیکھا بی اختیار بول اوٹھا
ای بھائی کیا کہون طاقت تقریر کی نہ قدرت تحریر کی ہی اسکے سوا ایسا کوئی نظر نہین آتا
جو میرا درد دل سنی اور اوسکا علاج کری حاتم نی کہا تو خاطر جمع رکھ اور مجسی کہہ کیونکہ مین نے

تب آہین سرد دل پر درد سی کھینچنے لگا دفعۃً یہ بات جی مین ٹھہرائی کہ بہتر یہی ہی کہ اب نکل چلیے کو
مرضی ماں باپ کی نہین آخر کار آدھی رات کو فقیرونکا سا حال بنا کر اپنی گھر سی تن تنہا نکلا اور شاہ آباد کیطرف
راہی ہوا ایک مدت کی بعد آفتین کھینچتا اور مصیبتین اوٹھاتا اوس شہر مین جا پونہچا پر کچہ نہ کھایا
خبر وارون نی یہ خبر حسن بانو کو پونہچائی کہ ایک مسافر اس شہر مین ایسا آیا ہی کہ وہ نہ کچہ کھاتا ہی
اور نہ کچہ کسی سی بات کرتا ہی حسن بانو نی اوسکو اپنی پاس بلوایا اور کہا ای مسافر شہر غریب تو نی
کھانا پینا کیون چھوڑا اور اسقدر زر نقد کیون نہ لیا اگر لیتا وہ پیسا کہین نہ کہین تیری کام ہی
آ رہتا بھلا کچہ تو ہم سے لیا اوسنی کہا کہ زر و جواہر کا محتاج ہو کر نہین آیا ہون مین بھی بہت
سی دولت و حشمت رکھتا ہون بلکہ شہر خوارزم کا شہزادہ ہون اوسنی کہا کہ اگر تو شہزادہ ہی
تو فقیرون کا سا حال کیون بنایا ہی بولا کہ مین تیری تصویر دیکھکر دیوانہ ہو کر اپنی شہر اور گھر
خاک مین ملا کر شہر سے نکلا خاک چھانتا یہانتک آ پونہچا فقط آرزوی وصال رکھتا ہون
جو بات سچ تھی سو کہی آگی تیری مرضی جو چاہے سو کر اسبات کی سنتے ہی تامل سی سر نیچے کر لیا
ایک دم کی بعد کہا ای جوان اس خیال کو اپنی دل سی دور کر کیونکہ اگر خاک ہو کر ہوا کی ساتہ اوڑتا
پھری گا تو بھی میری ایک ونگی تک نہ پونہچی گا منہ دیکھنا تو کیا ذکر ہی مگر وہ شخص جو میری سیاہ تون
شرطین پوری کری تب شہزادہ بولا کہ مین تیری دروازی پر اپنی جان ون گا وہ مسکرائی اور
بولی کہ جان دینا آسان ہی پر میرا دیکھنا مشکل تب اوسنی کہا تمکو اپنی جان عزیز کی قسم ہی
وہ سوال کون سی ہین مجسی کہو تب حسن بانو بولی پہلا سوال تو یہ ہی کہ ایکبار دیکھا ہی دوسری
دفعہ کی ہوس ہی اسکا جواب دی اوسنی کہا کہ وہ کہان ہی اور کب سی یہ سخن کہتا ہی یہ بات سنکر
وہ ہنسی اور کہنی لگی کہ کیا خوب اگر مین جانتی تو تجسی کیون پوچھتی شہزادہ سنکر اپنی گریبان مین
سر ڈالکر رہ گیا اور جی مین کہنی لگا اب کیا کرون بن دیکھے ہوئے مکان کی طرف کیونکر
جاؤن تب حسن بانو بولی ای عزیز یہی اندیشہ ہی تو میرے دیکھنی کی خیال کو دل سی اوٹھا دے
اور جہان چاہی چلا جا یہ سنکر اوسنی کہا ای سراپا ناز میرے حق مین تیری شہر کا رہنا اچھا ہی

روپے اور اشرفیون سی نہال کردیتی ہی اوسکا نام اس زمانی مین سخاوت اور رحم کی باعث چاند اور سورج
سی بھی زیادہ روشن ہے یہ خبر رفتہ رفتہ شہر خوارزم مین پونہچی وہان کا پادشاہ بھی لشکر عظیم
اور ملک وسیع رکھتا تھا ایک بیٹا اوسکا منیر شامی نام چودہ برس کا نہایت حسین وخوبصورت
تھا اتفاقا حسن بانو کی سخاوت وخوبصوتی کا آوازہ اوس لڑکے نے سنا سنتے ہی عاشق ہوگیا
اور ایک مصور کو بلواکر کہا کہ مین اسقدر روپے تجھے دیتا ہون تو شاہ آباد مین جا اور حسن بانو کی
تصویر جس طرح بنی اوس طرح کھینچ لا وہ کئی مہینے کا وعدہ کرکے اوس سی رخصت ہوا اور شاہ آباد کے
قریب جا پونہچا کئی نوکر حسن بانو کے اسی کام کی واسطے مقرر تھے کہ وہ ہر ایک مسافر کو اپنی اپنی مکان پر
لیجاتی اور اچھی اچھی کھانی کھلاتے جب اوسکو رخصت کرنے لگتے تب اوسکے پاس لے آتی تھی وہ اوسکا
احوال پوچھتی تھی اور اوسکی حال کی موافق خرچ دی کر رخصت کرتی اسیصورت سی وہ لوگ اوسکو بھی
حسن بانو کی پاس لے گئے تب اوسنی ایک پردہ ڈالکر اسکو اپنی پاس بلوایا اور کچھ احوال پوچھا اوسنے
عرض کی کہ مین آپکی بات کا امیدوار ہون کہ یہ باقی عمر آپ کی سایہ دولت مین بسر کرون اوسنی کہا کہ
تو کیا کام جانتا ہی اور کیا ہنر رکھتا ہی وہ بولا کہ مین مصوری کا کام ایسا جانتا ہون جسکی
چاہون تصویر پس پردہ کھینچون اس بات کو سنکر اوسنی نوکر رکھا تھوڑی دنون کی بعد اوسکو یہ خیال مین
گذرا کہ اپنی تصویر کھچوائی اور اوسکو دیکھی اسکا جھوٹ سچ معلوم ہوجائے گا ایک دن اوسکو
بلوایا اور کہا ای مصور میری تصویر بے دیکھے کھینچ اوسنے کہا آپ کوٹھے پر چڑہین اور ایک لگن پانی سے
بھر کر زیر دیوار رکھوا دین مین پانی مین سی ذرا عکس دیکھلون تو تمھاری تصویر ہو بہو کھینچون
اوسنی فرمایا ایک طشت پانی سی بھر کر جلد دیوار کی تلے رکھدو نوکر نے وہی کیا تب اوپر گئی
اور اوسکی پرچھائین اوسمین پڑی مصور نے ایک نظر پانی مین اوسکی شبیہ دیکھہ لی اور اپنی گھر آکر
دو تصویرین کھینچین جو تصویر کہ تصویر تھی سو تو اپنی پاس رکھی اور ایسی ویسی حسن بانو کی حوالی کی
اوسنی اوسکو بھی پسند کرکے لے لیا اور انعام دی کر رخصت کیا مصور تھوڑی دنون مین منیر شامی پاس
جا پونہچا اور وہ تصویر اوسکو دکھا کر انعام کا امیدوار ہوا وہ اوسکو دیکھتی ہی غش کر گیا جب ہوش مین آیا

بادشاہ نی اوسکی عرض قبول کی وہ حضور سے رخصت ہوکر اپنی ملک مین آئی اور تمام شہر کو آیینہ بندی
کرواکی محل کو بھی فرش سی آراستہ کیا دو تین دن کے بعد بادشاہ نی اوسکے شہر کیطرف کوچ کیا جب
نزدیک جا پونہچا وہ اپنی سپاہ سمیت استقبال کو ایک تکلف کے ساتھ شہر کے باہر آئی اور قدمبوس
ہوکر بخوبی اہتمام کرتی ہوئی محل مین لیگئی ایک مسند شاہانہ پر بٹھاکر دوسرا طاؤس مرصع اوپر رکھی
خوان نو جواہر کے آگے رکھے بادشاہ اونکو دیکھکر نہایت خوش ہوا پھر اوسنی ساتون کنوئین زرسرخ
سی بھری ہوئی دکھلادیے اور ہاتہ باندھکر عرض کی کہ اہلکارون کو حکم ہو کہ اس مال و اسباب کو
چھکڑون پر لدواکر خزانۂ بادشاہی مین داخل کرین بادشاہ نی وزیرون سی کہا کہ تم ابھی اس مال کو
خزانۂ عامرہ مین یہان سی اوٹھوا کر بھجوادو اور وہ متصدیون سمیت کنوئین پر گئی دیکھتی کیا ہین
کہ زرسرخ سی مالامال ہین جون چاہا کہ اوسکو نکال کر لادین وہین وہ زرسانپ بچھو کی صورت ہوگیا
وہ اس واردات سی ڈر کر بادشاہ کے پاس گئی اور اس حال کو ظاہر کیا بادشاہ حیران ہوا اور حسن بانو
کے چہرے کا رنگ زرد ہوگیا تب حضرت نی فرمایا کہ ای فرزند کچہ اندیشہ نکر حق تعالی نی یہ مال و اسباب
تیری ہی قسمت مین لکھا ہی تو مختار ہے دوسرا اسکو نہ لیسکے گا وہ اس تسلی آمیز باتون سی خوش
ہوئی اور آداب بجالاکر عرض کرنے لگی کہ اگر حکم ہو تو یہ لونڈی اس دولت بیقیاس کو راہ خدا مین
صرف کری بادشاہ نی پروانگی دی اور اوس سی رخصت ہوکر اپنی دولتخانی کو تشریف لیگیا تھوڑی لوگ
سپاہ کے اوسکی حفاظت کے واسطے وہان چھوڑ اوسنی اوسی وزسی ایک مسافرخانہ عالیشان
بنوایا اور ہر ایک مسافر کو کھانا کپڑا نقد و جنس دیتی اور رخصت کرتی چنانچہ جو کوئی کہین کا ارادہ
کرکے اوسکے شہر مین آتا تھا یہ اوسکو اوسکی قدر کے موافق خرچ دیکر رخصت کردیتی تھی کتنے دنون مین
مسافرون نے یہ چلن اور وصف اوسکا ملک ملک اور گاون گاون مین مشہور کیا کہ ایک نئی
شہر مین ایسی ایک لڑکی پیدا ہوئی ہی اور سخاوت اور مروت اسقدر رکھتی ہی کہ ہر ایک خدا کی
بندی کا سلام اپنی بار احسان سی جھکا دیتی ہی اور اپنی شیرین سخنی سی ہر ایک بشر کو غلام کرلیتی ہے
حق تو یہ ہی کہ ایسی سنی ہی نہ دیکھی اور نوکر بھی اوسکی امانت دارہین ہر ایک محتاج اور غریب کو

بادشاہی بجا کر عرض کرنے لگا جہان پناہ آج آدھی رات گئی برزخ سوداگر کی حویلی مین ڈاکہ پڑا تھا
یہ بنکھوار اس حال کی دریافت کرتے ہی وہان جا پونچا اور اونکو مع زر و جواہر باندھکر حضور اعلے
مین لے آیا مگر معلوم ایسا ہوتا ہی کہ شاید مین نے انکو کہین دیکھا ہی ظاہر صورت آشنا سی نظر پڑتی ہین
وہ عرض کر ہی رہا تھا کہ اتنے مین ماہر شاہ آیا اور مجرا قواعد بادشاہی سی کر کی ایک کرسی جواہر نگار پر
بیٹھہ گیا بادشاہ نے پوچھا کہ ای فرزند ارجمند کیا تمھاری حویلی مین شبکو چور آئی تھی اوسنے کہا کہ جہان پناہ
کوتوال بہ وقت پونچا نہین تو گھر لٹتا اور مین مارا جاتا یہ بات سنکر بادشاہ نے کہا کہ اون چورون کو
ہماری سامنے لاؤ وہین اوسی طرحسے اونکو باندھی ہوئی لے آئی بادشاہ ہنسا اور کہنے لگا کہ ای فرزند یہ تو
ہمارے ارزق شاہ صاحب معلوم ہوتے ہین انکو اور نزدیک لاؤ غرض آگے آئے اور بخوبی پہچانے گئے تو
وہی شاہ صاحب تھے اور وہی اونکی چالیسون مرید پھر کوتوال کو حکم کیا کہ تو انکی گٹھریان اور کمرین
کھول اسباب کھلا اونسے اونکا جھاڑ الیا تو ہر ایک کی پاس سے مال اور کمندین اور پھانسیان نکلین بلکہ
ارزق کی بھی کمر مین سی طاؤس مرصع اور کئی پھانسیان ہاتہ آئین بادشاہ اس حال کو دیکھکر
متعجب ہوا اور غضب سی کہنے لگا کہ ابھی انکو سولی دو کہ پھر کوئی ایسی غابازی نکری وہان زبان ہی
ہلانے کی دیر تھی جلادنے ہر ایک کا کام تمام کیا حسن بانو نے جو دیکھا کہ دشمن اپنے ساتھیون سمیت
مارا گیا کرسی سی اوٹھی اور ہاتہ باندھکر عرض کرنے لگی کہ جہان پناہ یہ لونڈی مورونی برزخ
سوداگر کی بیٹی ہی حضرت نے اسی فقیر بیحیا کی واسطے اسلو لونڈی کو شہر بدر کیا تھا تب بھی اس عاجزہ
کی تقصیر نہ تھی چنانچہ یہ میرے باپ کا تمام مال اسی کی گھر مین ہی اگر خداوند اوسکو کھدوائین
تو نکلی ہی نکلے اور جھوٹ سچ اس لونڈی کا حضور پرنور مین ظاہر ہووی بادشاہ نے حسرت سے
انگلیان کاٹین اور فرمایا کہ ارزق کا گھر کھودین اور حسن بانو کو بہت سی تحسین و آفرین کی
آخر کار جب اوسکا مکان کھودا تو تمام مال برزخ سوداگر کا نکلا حسن بانو نے اوسکو بادشاہ ہی کی نذر کیا
اور عرض کی کہ خداوندیہ کمترین امیدوار اس بات کی ہی کہ اگر آپ اس بیکس کی گھر قدم رنجہ
فرماوین تو یہ لونڈی بہت کچہ رکھتی ہی سبکا سب حضور عالی مین گذرانی اور اپنی حقیقت بھی ظاہر کری

پھر عرض کی کہ پیر و مرشد اس کمترین کی تسلی نہین ہوتی دو چار نوالے آپ اور بھی تناول کرین اوسنے
کہا کہ بابا اتنا کھانا تیری خاطر سے کھایا ورنہ تمام دن رات مین دو چار دانے کھاتا ہون آٹھہ پہر یاد خدا ہی
مین مشغول رہتا ہون کیونکہ جو زیادہ کھاؤن تو عبادت کیا خاک کرون پر دل مین کہتا تھا کہ یہ
اسباب سب کا سب اپنا ہی کہان جاتا ہی پھر ایک مرصع عطردان اور پاندان آگے لاکر رکھا اوسنے عطر ملا
گھڑی دو گھڑی کی بعد رخصت ہوکر اپنے گھر آیا اور اون چورون سے کہنے لگا کہ یہ کھانا جب حلال ہوگا
کہ ہم تم آج ہی رات کو چلکر تمام اسباب چراکے اپنے گھر لے آئین اسی گفتگو مین تھے کہ رات ہوگئی تب
اوسنے چورون کی کیڑی پہنی اور اونھین چالیسونکو ساتھ لیکر آدھی رات کو اوسکی حویلی کی طرف چلا
ماہر بادشاہ نے اپنے لوگون سے پہلے ہی کہہ رکھا تھا کہ تم کچھ اسباب کہین سے نہ سمیٹنا جہان کا تہان پڑا
رہنے دینا مگر مستعد بیٹھے رہنا اور ایک رقعہ شہر کے کوتوال کو بھی لکھہ بھیجا کہ آج کی رات ڈاکہ پڑنے کی
خبر ہے تم تھوڑی سی لوگ لیکر جلد آؤ اور ایک کونے مین چھپے گھات مین رہو جسوقت اس حویلی سے
شور و غل کی آواز بلند ہو اوسی گھڑی تم آپہونچنا اور چورون کو باندھہ لینا کوتوال اس خبر کے
سنتے ہی سو دو سو پیادون سے اوسکی حویلی کی دہنے بائین کنج بیٹھہ رہا کہ اتنے مین وہ اجل گرفتہ ایک
ڈھاڑے کا ڈھاڑا ہی کر اوسکی حویلی مین پیٹھا اور اسباب غارت کرنے لگا غرض ہر ایک نے ہر ایک طرح کے
اسباب کا گٹھر باندھکر اپنے اپنے سر پر رکھا وہ درویش بھی اوس طاؤس مرصع کو لیکر حویلی سے باہر نکلا
پیادے تو اسی تاک پر لگ رہے تھے اپنی اپنی جگہہ سے کودے اور اونکو باندھنے لگے جھٹ پٹ اون سبھونکی
مشکین باندھ لین اور گٹھریان اونکے گلے مین ڈالدین غرض اسقدر شور و غل ہوا کہ کوتوال خود
چلا آیا اونھون نے عرض کی کہ اب آپ بھی اسی خبردار رہین صبح کو حضور معلّٰی مین لے چلینگے وہان سے
جو حکم ہوگا سو کیا جائے گا حسن بانو اون دشمنونکو گرفتار دیکھکر نہایت خوش ہوئی اور اپنی نوکرون کو
انعام دیکر ٹھنڈے جی سے پاون پھیلا کر سو رہی اتنے مین صبح ہوئی بادشاہ نے برآمد ہوکر تخت سلطنت پر
جلوس فرمایا وزیر و امیر و خان و نواب مجرا کرکے اپنے اپنے پایے پر کھڑے ہوئے حضرت نے ارشاد فرمایا
کہ آجکی رات شہر مین کیا شور و غل تھا اتنے مین کوتوال اون سبھونکو باندھے ہوئے آپہونچا اور آداب

بی مرمت دیکھکر بی اختیار در و دیوار سے لپٹ لپٹ کر رویا اور لوگون سے کہا کہ اس حویلی کو مرمت کی
جلد درست کرو یہ کہکر اپنے شہر کو چلا گیا ایک مہینے کی بعد ضیافتون کا سر انجام تیار کر کے اوس مین بھیجا اور
کئی خوان چاندی سونے کی جڑاؤ باسنون سمیت اور بہت سا اسباب زر تار و زربفت اور ایک بوہم
طلا اور ایک طاؤس یاقوتی اور بہت سا جواہر بیش قیمتی اپنے ساتھ لایا پھر اپنے نوکر چاکر اوس حویلی مین
چھوڑ کر بادشاہ کی پاس گیا ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگا جہان پناہ یہ ارادہ ہے کہ چند روز برزخ
سوداگر کی حویلی مین رہون سلام و مجرے کو بھی ہر روز حاضر ہوا کرون لیکن کل اپنے پیر و مرشد کی
تواضع کرلون بادشاہ نے فرمایا بہت بہتر یہ تیرا اختیار ہے بلکہ ہماری بادشاہت بھی اپنی ہی
جان فرض اوٹھکر آداب بجالایا اور عرض کرنے لگا کہ اسقدر بندہ نوازی اور اتنی سرفرازی
خداوند کی محض پرورش ہے قدوی ہر صورت سے بادشاہ عالم پناہ کا فرمانبردار ہے غرض بادشاہ
سے رخصت ہوا اور اپنے باپ کی گھر آکر ضیافت کی تیاری کی پھر ایک آدمی سے کہا کہ تو جاکر اوس فقیر
مکار کی خدمت مین اس عاجز کی طرف سے بندگی عرض کر کہ کل اگر تشریف ارزانی فرماؤ تو گویا اس
کمترین کو بیدامون مول لو غرض وہ گیا اور اوسکے کہنے کے بموجب عرض کی اوسنے اس بات کو قبول کیا
صبح کو اوسی اپنی عادت سے فقیر ونکو ساتھ لے سونے چاندی کی اینٹو پر پاون رکھتا ہوا چلا ماہر شاہ نے
فرش مکلف اور مسند شاہانہ سے پہلے ہی ایک مکان آراستہ کر رکھا تھا اوسمین داخل ہوا ماہر شاہ نے
اوسکو مسند شاہانہ پر بٹھایا خوان زر و جواہر مع طاؤس مرصع نذر دی فقیر نے قبول نکی تب اوسنے تمام جواہر
اپنی طاقو پر چنوا دی اسلیے کہ اونپر فقیر کی نظر پڑی تو اوسکی طمع بڑھی پھر کئی خوان میوے کی منگوائے
اور ایک مستر خوان زربفت کا بچھوایا جڑاؤ سنگ پشب کی باسنون مین طرح بطرح کی اور قسم قسم کے
کھانے نکال کر چنے اور گنگا جمنی چلمچی آفتابی سے ہاتھ دھلا کر عرض کی کہ پیر و مرشد کچھ اولش کرین
اور اس کمترین کو سرفراز فرمائین اسبات کو سنکر اوس کوتہ اندیش نے ہاتھ بڑھایا اور اپنی اوسنین
چالیسون فقیرون کی ساتھ کھانا کھانا شروع کیا دو چار ہی لقمے کھا کر کہا کہ بس زیادہ کرو فقیر کو
پیٹ بھر کھانا اچھا نہین کیونکہ اگر بہت کھائین گے تو عبادت الٰہی نکر سکین گے ماہر شاہ نے

حاضر ہونے لگی کہ ایکدن بادشاہ کی مجری کو وہ آئی اور حضرت اوسوقت اوس درویش بزرگ صورت
شیطان سیرت کی گھر جایا چاہتے تھے حسن بانو کو دیکھتے ہی کہنے لگے کہ ای فرزند آج جی چاہتا ہے
کہ ہم تم دونون اوس بزرگوار نیک کردار کی خدمت مین حاضر ہوکر سعادت دارین حاصل کرین کیون کہ ایسی غوث
زمانہ کی زیارت نجات کی صورت ہی بسم اللہ کیجی حسن بانو نے عرض کی خداوندا ایک تو ایسی بزرگ کی
قدمبوسی سی دونون جہان کی خوبی حاصل ہوتی ہی دوسری جہان پناہ کی ہمراہ رکاب چلنا اسات کے
سوا میری حق مین کیا بہتر ہی جو کرون اور راس ولیت عظمی سی ہاتہ اوٹھاؤن مگر جی مین کہتی تھی
کہ ایسی شیطان مجسم کی صورت دیکھنا روا نہین لیکن کیا کرون مطیع بادشاہ ہون اوسکی ساتہ
چلنا ضرور ہی گو کہ اوسکا گھر میری واسطے خانۂ گور ہی حاصل کلام بادشاہ کی ساتہ اوس فقیر کے
گھر گئی اور بادشاہ اسکی تعریف اوس شیطان کی آگی کرنے لگا یہ ماہر وشاہ کی نام سی مشہور تھی اپنا سر
جھکا کر تعریفین سنتی تھی اور چپکے چپکے کہتی تھی کہ اسقدر جو مجہپر سرافرازی و مہربانی کرتی ہین یہ سب
زر و جواہر کی تعریف ہی نہین تھی مین وہی برزخ سوداگر کی بیٹی ہون جسکو اپنی شہر سی بھی نکلوا دیا تھا
اور مال و خزانہ لوٹ لیا تھا اتنی مین بادشاہ اوٹھا اور اوس فقیر سی رخصت ہونے لگا ماہر وشاہ نے
ہاتہ باندھکر عرض کی کہ اگر پیر و مرشد اس کمترین کی گھر مین قدم رنجہ فرمائین تو عین سرفرازی اور بندہ نوازی
ہی اور یہ بات بزرگونکی خصلت سے بعید نہین اوس انسان صورت شیطان سیرت نے کہا کہ بابا البتہ
مین آؤن گا ماہر وشاہ نے پھر بادشاہ سی عرض کی کہ میری حویلی شہر سی نہایت دور ہی شاید صاحبکو
تصدیع ہوگی صلاح یہ ہی کہ یہان ایک حویلی برزخ سوداگر کی قابل بادشاہون کے ہے
بالفعل خالی پڑی ہے اگر خداوند دو چار روز کے واسطے عنایت کرین تو یہ غلام ایسی ولی کی خدمت
قرار واقعی کرے اور دولت بیزوال سی بہرہ مند ہو بادشاہ نے کہا کہ ای فرزند ارجمند تو نے اوسکی
خبر کہان سی پائی اوسنے عرض کی کہ اکثر اس شہر کی رہنے والی اوسکی تعریف کرتی ہین اور اوسکا
نام بھی بخوبی لیتی ہین بادشاہ نے کہا کہ ای ماہر وشاہ وہ حویلی ہمکو بخشی اسبات کے
سنتے ہی وہ آداب بجالایا اور اپنے لوگونکو ساتہ لے کر اوس حویلی مین داخل ہوا پھر اوسکو

لی آئی وہ مجرا گاہ مین کھڑی ہوکر آداب و قواعد بادشاہی سی تسلیمات و کورنشات بجالائی اور نذر
کی خوان زیر تخت سے کھکر مہربانی کی امیدوار ہوئی بادشاہ اوسکو دیکھکر خوش ہوا شفقت سی احوال یون
پوچھنے لگا کہ تم کس شہر کی رہنے والی ہو اور کس کام کو یہان آئی ہو تمھارا نام کیا ہی وہ ہاتہ باندھکر
عرض کرنے لگی کہ مین فلانی سوداگر کا بیٹا ہون قبلہ گاہی گردش فلکی سی فلانی شہر کی قریب جہاز پر
مرگئی مین اس آستانی پر جبین سائی کی کمال آرزو رکھتا تھا آج طالع کی مدد سی حاصل ہوئی جو یہانتک
پونہچا اس بات کا امیدوار ہون کہ دامن دولت کی سائی مین باقی عمر بسر کرون کیونکہ اس درولت سے
مشرف ہونا سعادت دارین ہے اور نعمت کونین اور اسبات کی درخواست رکھتا ہون کہ اگر حکم ہو تو
فلانی جنگل مین چند روز رہون اور ایک شہر آباد کرکے اوسکا نام شاہ آباد رکھون بادشاہ اس
سخن سی نہایت خوش ہوا اور خلعت فاخرہ دی کر کہنے لگا کہ ای جوان صالح تیری مان باپ نہین ہین
تو آج سی اونکی جگہہ مجکو سمجہ میری فرزندی مین داخل ہو جو چاہی سو کر جہان چاہی وہان رہ کچہہ
اندیشہ خاطر مین نہ لا جو چاہی سو لیجا حسن بانو آداب بجالاکر عرض کرنے لگی کہ ای خداوند اگر اس غلام کو
شہزادون مین شمار کیا ہی تو کسی عمدہ خطاب سی سرفراز فرمائیے تا حرمت و عزت زیادہ بڑہے
کہ بہرام نام میرے لائق نہین جہان پناہ نے اس سخن کو پسند کیا اور اسکا نام ماہر شاہ رکھا پھر فرمایا
ای فرزند ارجمند وہ جنگل یہان سے بہت دور ہی جی چاہتا ہی کہ ایک شہر اپنے نام سی تو شہر کی قریب آباد کرے
اوسمین بخوبی رہی اوسنے پھر عرض کی کہ جہان پناہ وہ صحرا نہایت دلچسپ ہی اسکے سوا نزدیک
دارالسلطنت کی دوسرا شہر آباد کرنا ترک ادب ہی امیدوار فضل و کرم کا ہون کہ معمارونکو حضور سے
ارشاد ہو جو اون جنگل مین شہر بسائین بادشاہ نے اونکو حکم دیا بلکہ فرمایا کہ کاریگر جاہی اور اوس شہر کے
آباد کرنے مین مشغول ہو وہ بھی ایک مہینے مین دو تین بار حضور مین مجرے کی لیے آیا جایا کرتی تھی
اور ہر روز سراج مزدورونکو انعام دی دی کر تقید کرتی تھی کہ جلدی کرو معطل نہ ہو وہ اوسکی بنانی مین
رات دن مستعد رہتے تھے دو برس کی بعد ایک شہر عظیم آباد کیا نام اوسکا شاہ آباد رکھا
کاریگرون کو بہت سا انعام و خلعت دیکر رخصت کیا پھر تو حسن بانو اکثر بادشاہ کی خدمت مین

اور ہماری کنبی کی لوگون کو اور کچہ تھوڑی بہت چیز مین کھانے پینے کی قسم سے لے آؤ اوسنے کہا کہ جانی تجھ
مین تنہا چھوڑ کر کیونکر جاؤن اور اونکو لاؤن اگر تیری پاس کوئی اور ہوتا تو مضائقہ نتھا یہ مجکو ڈر ہی
کہ کہین اور کچہ آفت نہ آئی اسی بات چیت مین دونون تھین کہ اتنے مین حسن بانو کا کوکا فقیری بھیس بنائی ہوئی
اوسی جگہہ آنکلا اور بے اختیار اوسکے پاونپر گر کے سر و چشم چومنے لگا اوسنے اوسکو گلے سے لگالیا اور
رو رو کر دلاسا دیا اوسکو کہا کہ تو خاطر جمع رکھہ حق تعالی نے اسقدر زر و جواہر بیشمار دیا ہی کہ جسکا حساب نہین
ہو سکتا تو اسوقت کچہ تھوڑا بہت خرچ راہ لی اور شہر مین جاکر جتنے میرے اقربا ہین سبکو اس احوال سے
آگاہ کر کے لی آ اور اچھے اچھے مزدور اور معمار بھی بلا لا کہ وہ ایک عمارت عالیشان تیار کرین کیونکہ
یہ منظور ہی کہ مین ایک شہر بہت بڑا بساؤن اور اوسکا نام شاہ آباد رکھون مگر یہ حال تو کسی پر ہرگز ظاہر
نکرنا وہ یہ بات سنکر کچہ تھوڑی بہت روپے لیکر شہر مین گیا اور اوسکے اقربا جو جابجا بحال تباہ بھیک مانگتے
پھرتے تھے اون سبھونکو بخوبی جمع کر کے اوسکے پاس لے آیا حسن بانو کو دیکھکر وہ سب خوش ہوئی اور
ایک خیمہ بہت بڑا کھڑا کر کے آپس مین رہنے لگی اس کاروبار کے بعد جب اوسنے فرصت پائی تب وہ
پھر شہر مین آیا اور معمارون کے سردار سے ملاقات کر کے کہنے لگا کہ تم تھوڑی کاریگرونکو اپنے ساتہ لے کر
فلانے جنگل مین چلو مجھے کچہ تم سے کام ہی اوسنے یہ بات قبول کر کے اپنی عملی سمیت اوسکی ہمراہی
اختیار کی وہ اونکو اپنے ساتہ لیے ہوئے حسن بانو کے پاس آیا اوسنے بہت تسلی اور انعام دیکر جس کام
کی واسطے بلوایا تھا اوسمین لگا دیا چھہ مہینے کے بعد جب ایک حویلی ستھری سی بنوا چکی تب معمار نے سے
کہنے لگی کہ اب تم اوسکے گرد شہر عالیشان کا ڈول ڈالو اور اوسی آباد کرو اونھون نے عرض کی کہ
بادشاہ کی بیمرضی اتنا بڑا شہر یہان بسانا اچھا نہین یہ بات سنتے ہی حسن بانو لباس مردانہ سج کے
ایک عربی گھوڑی پر سوار ہو کر تھوڑے سے پیادونکو آگے رکھکر ایک خوان جواہر اور ایک موتی یاقوت کا
اپنے ساتہ لے کر شہر کی طرف روانہ ہوئی یہ خبر بادشاہ کو پونہچی کہ ایک سوداگر بچہ نہایت عمدہ حضور کی
قدمبوسی کی آرزو رکھتا ہے اور در دولت تک آپونہچا ہی بادشاہ نے سنتے ہی فرمایا کہ اوسکو
نہایت عزت اور حرمت سے حضور مین حاضر کرو لوگ اوسکو ہاتھون ہاتہ امتیاز کے ساتہ حضور مین

تیری سفارش سی اور برزخ سوداگر کی رو جکی خاطر سی اسکی جانبخشی کی اگر یہ اپنا بھلا چاہتی ہی تو آج
ہی اس شہر سی نکلجای بلکہ حضور عالی سی لوگ جائین اسکو وہین سی نکالا دی آئین اور زر و جواہر سی لے کر
جھاڑو کی تنکے تک اوسکے گھر کا اسباب توشیخانی مین داخل کرین اس بات کو سنتے ہی فوج پادشاہی گئی
اور اوسکو اوسکے گھر سی دی گھر کر کی مال و اسباب اوس فقیر کے ہاتھ سی جو بچا تھا وہ سب کا سب لوٹ لائی اور وہ
غریب تن تنہا وہان سی نکل کر کسی جنگل مین دائی سمیت جا پڑی چارون طرف گھبرائی گھبرائی
صحرا مین پھرتی تھی اور رو رو کر اپنی دائی سی یہی کہتی تھی کہ ای مادر مہربان ایسی خطا مجسے کیا ہوئی جو
مین اس عذاب مین پڑی وہ اوسکو گلے لگا کر بلائین لیکر یون دلاسی دیتی تھی کہ بابا گردش فلکی سی
کچھ چارہ نہین صبر کر اگر خدا فضل کریگا تو پھر سب کچھ ہو ہی گا اسی صورت سے گریہ زاری کرتی ہوئی اپنی دائی
سمیت ایک اور جنگل مین جا پونہچی اور ایک درخت سایہ دار کی نیچے ماری دھوپ کے جا بیٹھی وہ چار دن کی
بھوکی پیاسی تو تھی ہی بے اختیار نیند آگئی تو وہ لڑکی اوسی درخت کے نیچے خاک ہی پر سو رہی
کیا خواب دیکھتی ہی کہ ایک شخص بزرگ صورت نیک خصلت سفید کپڑے پہنے عصای سبز ہاتھ مین
لیے گلے مین تسبیحین ڈالے کھڑا اون پہنے سرہانے کھڑا کہتا ہی کہ بابا غم نہ کھا اور اندیشہ نکر وہ کریم کارساز
ہی اوس سی کچھ عجب نہین جو تجھی پھر اوسی مرتبے کو پونہچا دی چنانچہ اس درخت کی نیچے سات پادشاہت کی
دولت گڑی ہی سو حق تعالی تیری ہی واسطے یہان چھپا رکھی ہی اب تو اوٹھ اور اس خزانی کو اپنی تصرف
مین لا دلکو یاد خدا مین لگا اوسنی کہا کہ مین ایک عورت ناتوان کیونکر اس زمین کو کھودون اور کیونکر
اس دولت بیشمار کو اپنی قبضے مین لاؤن اوسنی کہا کہ تو ایک لکڑی سی قدری کھود اور قدرت خدا دیکھ
کہ وہ مشکل کو کیونکر آسان کرتا ہی اس بات کی سنتے ہی حسن بانو چونک اوٹھی اور اپنی دائی سی حقیقت
کہنی لگی آخر کار اوسنی اور اوسکی دائی نی جو اوس درخت کی جڑ اپنی اپنی زور کے موافق ہلائی اور قدرے
ایک لکڑی سی کھودی تو سات کنوئین اشرفیون سی بھری اور صندوق ہر طرح کے جواہر سے معمور
اور موتی سمیت جو مرغابی کی انڈی کی برابر تھا دکھلائی دی حسن بانو اس دولت خداداد سی نہایت
خوش ہوئی اور سجدہ شکر ادا کر کے اپنی دائی سی کہنی لگی کہ اماں جان تم اسی گھڑی شہر کی طرف جاؤ

اوسی بلوایا اور حال پوچھا اوسنے مجرا کرکے کہا کہ عمر و دولت خداوند کی بڑھی اور مہر انصاف
سپہر حق پرستی پر تا قیامت جلوہ گر رہی کل مین کو اس لونڈی نی اوس فقیر کی مہمانی کی
تھی سو اوسنے یہ غضب میری سر پر ڈالا کہ پہر رات گئی اپنی چالیسون فقیرون سمیت آکر مجھ
غریب و بیکس کے گھر کو لوٹا دس بیس کو زخمی کیا دو چار کو مار ڈالا اور گیارہ بارہ لاکھ روپے کے
قریب نے روجواہر نقد و اسباب لیگیا خدا اوسکا منہ کالا کرے کہ اسقدر ظلم و ستم اوسنے اس
عاجزہ پر کیا اس سخن کے سنتے ہی بادشاہ آگ ہو گیا اور کہنے لگا کہ ای نادان بیوقوف تجھی
کچھ بھی شعور ہی جو ایسے ولی کو اس طرح کی تہمت لگاتی ہی وہ تمام جہان کی چیزون سی
نفرت رکھتا ہی حسن بانو نی پھر عرض کی کہ ای حضرت ایسی کافر کو ولی نہ کہیے یہ تو شیطان

سے بھی زیادہ ہی آپ کیا ارشاد کرتے ہین شعر	اسکو کس طرح سے کہین انسان
ہے یہ ملعون زادہ شیطان	اس بات چیت کے سنتے ہی وہ اور بھی

غضب ہوا اور تاو پیچ کھا کر کہنے لگا ارے کوئی ہی اس بدبخت لڑکی کو میرے سامنے سی
سنگسار کرے کہ یہ اپنی سزا کو پہنچی تا اورونکو عبرت ہو کہ پھر کوئی ایسی حرکت نکرے کہ ایسی
بزرگ کو اس وضع کی بات کہی اتنے مین ایک وزیر نیک خو اپنی جگہہ سے اوٹھا اور پایہ تخت
بادشاہی چوم کر عرض کرنے لگا کہ جہان پناہ یہ وہی برزرخ سوداگر کی بیٹی ہی کہ جسکے سر پر
خداوند ہمیشہ دست شفقت اوسکے باپ کے جیتے جی پھیرتے تھے اور پیار کرکر اپنی پاس
بٹھاتے تھے آج اسکو سنگسار کرتے ہو اگر اسکو مارو گے تو ان غلامون کی دل سی خداوند کی
مہربانی اور بندہ پروری کا اعتماد اپنے فرزندون کے حق مین اوٹھ جائیگا بلکہ ہر ایک اس
اندیشہ سی ہلاک ہوگا کہ جہان پناہ ہمارے بعد ہمارے فرزندون سی بھی یہی سلوک کرینگے جو آج اس
لڑکی کی سات کرتے ہین اور اس خیال کو اپنے اپنے جی مین جگہہ دی کر کنارہ کش ہونگے اور فرصت
پا پاکر بھاگ جائینگے اغلب ہے کہ غنیمون سی ملین اور خداوند سی دشمنی کرین یہ حقیقت عرض
کرنی واجب تھی عرض کی آگے جو مرضی خداوند کی اس بات کو سنکر بادشاہ نی کہا کہ ای دانشمند مین نے

چالاک چست جڑاؤ سونے چاندی کی چلچی آفتابے لیئے آئی اور ہاتہ دہلوا کر سامنے ادب کہڑی
ہوکر عرض کرنے لگی کہ ہماری بی بی اس بات کی امیدوار ہے کہ خداوند کچہ تناول کریں اس بات کو
سنکر وہ مکار کہانا کہانے لگا اور اوس سونے چاندی کے اسباب کو بھاپنے لگا اور ہر ہر نوالے پر
اپنے جی مین یہی کہتا تھا کہ برزخ سوداگر کوئی بڑا مالدار اور عمدہ تھا جو اسقدر مال و اسباب
بادشاہون کی طرح اپنے گھر مین چھوڑ گیا چاہیے کہ اس سبکو آج ہی کی رات کسی طرح اپنے گھر لیجائے
اور غنیمت سمجھیے اس مین اوس ملعون نے تھوڑا بہت کہانا زہر مار کرکے ہاتہ کہینچا پھر وہ خواص
جڑاؤ عطردان لے آئی اسنے وہ عطر اپنی ڈاڑھی اور پوشاک مین ملا اور سب ظروف مینا کار
اکٹھا کرکے ظاہر مین حسن بانو کو دعائین دی کہ رخصت ہوگئے اور اوسکے لوگ اوس کمبخت کی
ضیافت کے کاروبار مین دن بھر کے تھکے ہوئے تھے رات کے ہوتے ہی بے اختیار پاؤن پھیلا پھیلا کر
سو رہے نہ اونھون نے کوٹھون کی دروازے بند کیئے نہ اوس اسباب و جواہر کو ٹھکانے سے رکھا پہر رات
کے بعد وہ ڈکیت انسان صورت شیطان خصلت اپنے اونھین چالیسون چورون کے ساتہ
اوسکی حویلی مین در آیا اور تمام زر و جواہر مال و متاع غارت کرنے لگا اس عرصے مین جو تھوڑی بہت
لوگ کہ جاگ اوٹھے اون ظالمون کے ہاتھون سے زخمی ہوئے اور کچہ مارے گئے حسن بانو اپنی کوٹھی کی
کہڑکی سے جھانک جھانک کر دیکھتی تھی اور اونکو پہچان پہچان کر ہاتہ مل مل کر کہتی تھی کہ
افسوس یہ ہوا تو وہی خانہ خراب درویش ہے اور اوسکے ساتھی ہین اسکا علاج کوئی کیا کرے
غرض رات تو اسی پچتاوے مین کاٹی مگر صبح کو اون مردونکو اور زخمیون کو چارپائیون پر ڈالکر
بادشاہ کے در دولت پر لے گئی اور فریادیون کے طور سے جاکر کہڑی ہوئی اور باواز بلند
دہائی دے دے کر کہنے لگی کہ مین لوٹی گئی بادشاہ نے پوچھا کہ یہ کون ہے اور کسکے ظلم سے
ایسی بلبلا رہی ہے خبرداروں نے عرض کی ای خداوند برزخ سوداگر کی بیٹی دو چار چارپائیون پر
کئی مردے کئی زخمی لائی ہے اور رو رو عرض کرتی ہے کہ اگر جہان پناہ اپنی مہربانی سے نزدیک
بلوائین تو یہ لونڈی کچہ حال اپنی واردات کا حضور مین ظاہر کرے اس بات کو سنتے ہی بادشاہ نے

کہنے لگا کہ بزرگون کو لازم ہی کہ خردون پر مہربانی کرین اونکی دامن تمنا کو گل مراد سے بھرین
اس بات کو اوسنے قبول کیا اور کہا کہ مین ضرور آؤن گا کیون کہ یہ سنت نبوی ہی جو کوئی اس سے
پھرے وہ قعر جہنم مین گرے مگر آج مجھے کام ہی کل مین صبح آؤن گا یہ خبر حسن بانو کو پونہچی کہ
کل دو چار گھڑی دن چڑھے شاہ صاحب اپنے چالیسون خادمونکو لیئے ہوئے رونق افزا ہون گے
اس خبر کے سنتے ہی اوسنے اقسام اقسام کی کھانے پکوائے اور کئی خوان میوہ اور مٹھائی کے تیار
کیئے اور کئی کشتیان ابریشمی زربافی زر و جواہر اور روپے اور اشرفیون کی بھی شاہ صاحب کی
نذر کے واسطے درست کر رکھین اس امید پر کہ درویش زمانہ کل آئین گے تو مین کشتیان اونکے آگے
دھرون گی اور عجز و انکسار سے پاؤن پر گرون گی کہ اتنے مین صبح کو وہ درویش اونھین
چالیسون فقیرون کے ساتھ اپنی عادت قدیم سے سونے چاندی کے ایندون پر پاون رکھتا ہوا

حسن بانو کے گھر تک آپونچا ابیات

وہ ظاہر مین انسان تھا سنخ
کرون وصف اوسکی مین اب تم سے کیا

وہ ہے قتل کرنے مین تیغ دودم
نہ بالے کا خطرہ نہ بوڑھے کا غم

فرش زری باف پہلے ہی سے بچھوا رکھا تھا وہ اوسکو روندتا ہوا مسند شاہانہ پر آکر بیٹھا
اور خواجہ سرا زر و جواہر کی کشتیان اوسکے سامنے لائے اوسنے کسی کشتی کو ہرگز قبول نکیا
بلکہ کہا کہ یہ اسباب میرے کس کام کا ہی پھر وہ اندر گئے اور کئی خوان پوشاک کے لیآئے
اوسنے اونکو بھی پسند نکیا وہ پھر محل مین گئی اور بہت سے خوان شیرینی اور میوے کے لے آئے
اور بڑا ایک دسترخوان لطیف و پاکیزہ بچھا کر اوسپر چننے لگے وہ خوان سونے چاندی کے باسنون سے
بھرے ہوئے تھے اور اون مین اقسام اقسام کے کھانے دھرے تھے اور فروش شاہانہ بچھے تھے
اور زربفت کے پردے کلابتون کی ڈوریون سے دالان کے درون بندھے تھے اور ایک لنگیرہ بھی
الماس تراش استاد و نپر اسکے آگے جھمجھاتا تھا اور خوبے لباس رنگین اور جواہر سے سجائے

لگادی اور یہ کہ کہ جو کوئی میرے ساتون سوال پوری کریگا مین اوسی کو قبول کرون گی وہ
ساتون سوال یہ ہین پہلا سوال تو یہ ہے کہ ایکبار دیکھا ہی دوسری دفعہ کی ہوس ہے
دوسرا سوال یہ ہے کہ پنکی کر اور دریا مین ڈال تیسرا سوال یہ ہی کہ کسی سی بدی نکر اگر
کریگا تو وہی پاویگا چوتھا سوال یہ ہے کہ سچ کہنے والے کو ہمیشہ راحت ہی
پانچوان سوال یہ ہے کہ کوہ ندا کی خبر لاوی چھٹا سوال یہ ہے کہ وہ موتی جو مرغابی
کے انڈی برابر بالفعل موجود ہے اوسکی جوڑی پیدا کرے ساتوان سوال یہ ہے
کہ حمام باد گرد کی خبر لاوی حسن بانو نی دائی کی اس بات کو پسند کیا اور خوش ہوکر اپنی جی مین کہا کہ وہ
ایسا کونسا ہی جوان ساتون سوالون کی جواب بہم پونہچائیگا اسی گمان مین وہ آپکو آٹھون وقت سی
نماز مین مشغول رکھتی تھی اتفاقا ایک دن اپنی کوٹھی پر بیٹھی ہوئی بازار کا تماشا دیکھہ رہی تھی کہ
اتنی مین ایک فقیر نہایت بزرگ ظاہر درست چالیس خادمون کو ساتہ لیی ہوئی اسی کیطرف سے
گذرا اور پاون بھی زمین پر نر کھتا تھا چنانچہ وہی اوسکے ساتھی سونی چاندی کی اینٹین قدم کے
نیچے رکھہ رکھدیتے تھے وہ اونپر پاون رکھتا ہوا چلا جاتا تھا اس حال سی جو حسن بانو نی اوسی آتی دیکھا
تو نہایت خوش ہوکر دائی سی کہا کہ آی اماجان یہ فقیر کوئی بڑا صاحب کمال معلوم ہوتا ہی جو اس
شان و شوکت سی راہ چلتا ہی اوسنی کہا اماواری یہ بادشاہ گا پیر ہی ہر مہینی مین دو چار بار بادشاہ
اسکی گھر جاتا ہے اور یہ بھی کبھی کبھی اوسکی پاس آتا ہی اسکے برابر دنیا مین کوئی عمدہ درویش نہوگا
کیونکہ یہ نہایت پرہیزگار و متقی ہی حسن بانو نی اس سخن کو سنکر کہا کہ اگر تم پروانگی دو تو مین اس
درویش کی مہمانی کرون اور گھڑی دو گھڑی کے واسطے اپنی گھر بلاکر تکلیف دون اور اپنی آنکھین
اسکی قدمون پر ملون دائی نی کہا کہ جانی تجکو مبارک ہو یہ کام کر بیدھڑک مثل مشہور ہی آنکھون سکھہ
کلیجی ٹھنڈک غرض اسنی کسی شخص کے ہاتہ اوس فقیر کی خدمت مین کہلا بھیجا کہ اگر کسی وزیر بزرگون کی
طور سے میری سیہ خانی کو اپنی قدم مبارک سی روشن کرو اور تشریف فرما ہو تو یہ کمترین دونون جہانکی
دولت حاصل کری اور اپنی دامن مراد کو گوہر مقصود سے بھری وہ گیا اور اوسکی آرزو کا حال سناکر

پہلا قصہ حسن بانو بزرخ سوداگر کی بیٹی کی خراسان کی شہر سی نکالی جانی کا اور کسی جنگل سی زروجواہر بیشمار اوسکی ہاتہ آنی کا اور منیر شامی شہزادی کے اوسپر عاشق ہونے کا اور حاتم کی مدد کرنے کا

سُنا ہے کہ خراسان کے ملک مین ایک بادشاہ تھا کہ لاکھون سوار و پیادی اوسکی جلو مین ہمیشہ حاضر رہا کرتے تھے اور عدل و انصاف مین بھی ایسا تھا کہ شیر اور بکری کو ایک گھاٹ پر پانی پلاتا تھا بلکہ اپنے بیٹے کا بھی پاس نکرتا تھا اوسکی وقت مین بزرخ نام ایک سوداگر نہایت مالدار صاحب شکوہ و وقار تھا اپنی کماشتونکو ہر ایک ملک مین سوداگری کی واسطی مال و اسباب دیدی بھیجا کرتا تھا اور آپ اسی ملک مین دلجمعی سے رہتا تھا بادشاہ سی بھی اسنی نہایت سوخیت بہم پونہچائی تھی اور بادشاہ کی بھی اوسپر کمال مہربانی تھی ایک مدت کی بعد قریب مرگ پونہچا اوسکی زندگانی کا پیالہ بھرنے لگا وہ حسن بانو کی سوا کوئی بیٹا بیٹی وارث نرکھتا تھا چنانچہ اوسکا مال و اسباب اوسی لڑکی کو پونہچا اور اوسوقت وہ بارہ برس کی تھی آخر اسنے اوسکو اپنی گھر کا مالک کیا اور بادشاہ کی سپرد کر کی آپ ملک عدم کا رستہ لیا بادشاہ نی بھی اوسکی لڑکی کو اپنی لڑکیونکی طرح سی رکھا اور اوسکی زروجواہر کا کچہ لالچ نکیا بلکہ وہ اسباب سبکا سب اوسی کو بخشا چند روز کی بعد جب وہ لڑکی شعوردار ہوئی تب اپنی ذہن کی رسائی سی اور نیکبختی کے باعث سی دائی کو بلا کر کہنی لگی کہ ای مادر مہربان دنیا مثل حباب ہے اسکا مٹنا کچہ بڑی بات نہین اس قدر دولت دنیا لیکر مین تن تنہا کیا کرون گی مصلحت نیک یہی ہی کہ اسکو خدا کی راہ مین لٹادون اور آپ کو آلایش دنیوی سی پاک رکھون اور شادی بیاہ بھی نکرون بلکہ یاد خدای مین روز و شب مشغول رہون اسواسطی تم سی پوچھتی ہون کہ اس سے کسی صورت پر چھٹکارا پاؤن جو مناسب جانو سو کہو دائی نے پہلے دونون ہاتھون سے بلائین لین اور کہا کہ ای جان مادر تو ان ساتون سوالون کا اشتہار نامہ لکھکر اپنی دروازی پر

حق تو یہ ہی کہ جسکو غیب سے بھوکے پیاسے ننگے کو دیکھکر روپیا پیسا دانہ پانی کپڑا دیدے دلائی نہ رہتا اور رات دن اپنی دلائی مین مشغول رہتا فضل خدا ہی جب چودہ برس کا ہوا جو زر و جواہر باپ نے جمع کیا تھا اوسکو راہ خدا مین خرچ کرنے لگا جب شکارگاہ مین جاتا اور کوئی جانور نظر آتا تو جیتا ہی پکڑتا اور چھوڑ دیتا اور کبھی کسیکو سخت سست نکہتا فضل الٰہی ہی حسن بھی ایسا رکھتا تھا کہ حسن و مردانی دیکھا ہزار جان سے عاشق ہوا اور اگر کوئی سرسواری بھی فریاد کرتا تو گھوڑی کی باگ تھام لیتا اور اوسکی داد کو پہنچا دیتا اور جو نہ مانتا تو اوسکو بیٹھی بیٹھی باتون ہی سمجھا دیتا اور کبھی ظلم و ستم کا روادار نہوتا نہ اپنی کی حمایت کرتا نہ بیگانی کی رعایت کرتا باری فضل الٰہی ہی تھوڑی ہی دنون مین جوانی کا سبزہ رخسار نازنین پر لہکا حسن و نما چمکا تو ہر ایک شخص کو یون نصیحت کرنی لگا کہ بندگان خدا سبھی مخلوق ہین قدرت خالق دیکھیے کہ اوسنے اپنی منت خداوندی سے اٹھارہ ہزار عالم کو پیدا کیا ہی اسکی سیر کیجیے اور سجدہ شکر بجا لایئے اور اپنی زندگی کو جوانمردی اور نام آوری کے سلسلہ بسر لیجایئے چنانچہ اسکے حسن و خلق اور دلیری و سخاوت کا شہرہ ہر شہر اور قصبے مین بخوبی پہنچا جس جس نے سنا اوس کے مُنہ سے لفظ مرحبا بے اختیار نکلا اور اکثر اسکے دیکھنے کو آتے تھے اور مسرور ہو ہو کر اپنے اپنے گھر چلے جاتے تھے اتفاقاً ایک دن وہ کسی جنگل مین شکار کھیلنے گیا کہ اتنے مین ایک شیر غراتا ہوا سامنے آیا یہ اندیشہ کرکے اپنے جی مین کہنے لگا کہ اگر خنجر مارتا ہون تو یہ حیوان بیزبان زخمی ہوتا ہے یا مارا جاتا ہے اور اگر چھوڑ دیتا ہون تو مین جان سے جاتا ہون یقین ہے کہ یہ لپکے اور مجھے کھا جائے ان دونون شکلون پر نظر کرکے یہ خیال کیا کہ اگر میرا گوشت یہ کھاکر اپنا دل تازہ کرے تو اسبات سے اور کونسی بات بہتر ہی تجھکو ثواب ہوگا اور اسکا پیٹ بھریگا یہ سوچکر اوسکی آگے گیا اور کہنے لگا کہ ای شیر صحرائی میرا گوشت اور میری گھوڑی کا گوشت حاضر ہی جسکے گوشت کیطرف رغبت ہو اوسکی گوشت کو کھا اور اپنا پیٹ بھر کر جہان چاہے وہان چلا جا یہ بات سنتے ہی وہ اپنا سر جھکا کر حاتم کے قدمون پر گر پڑا اور اپنی آنکھین اوسکی تلوون سے ملنے لگا حاتم نے کہا کہ ای شیر حاتم کی ہمت سے دور ہی جو تو بھوکا جائے اگر مجھکو نہین کھاتا تو میرا گھوڑا موجود ہی اسکو کھا اور اپنے جنگل کو چلا جا وہ شیر نبولا اور اپنا سر جھکا کر چلا گیا حاصل کلام یہ اپنے شہر مین ہمیشہ سخن سمیت طے کرتا تھا اور کار خلق برای خدا کیا کرتا تھا

پایا وہان یاد نہیان کہین تاکہ قصہ طولانی ہوجای اور سننے والونکو خوش آئی لکھنے والی نے یون لکھا ہی
کہ اگلے زمانے مین طی نام مین کا پادشاہ تھا نہایت صاحب حشم عالیجاہ فوجکی طرف سی فرخندہ حال
زر و جواہر سی مالامال اوسکی رعیت ہیزدہ ہزار اور سپاہ بیشمار القصہ اپنی چچا کی بیٹی کو نکاح مین لاکر
ثمر جاودانی کا امیدوار ہوا باری خدا کی فضل سی کتنے دنون مین اوسی بیگم سی ایک لڑکا مہر لقا پیدا ہوا
یہ خبر فرحت اثر سنکر اوسنے حکیمون منجمون رمالون ندیمون پنڈتونکو بلاکر کہا کہ تم اپنی اپنی عقل کی
رسائی اور پوتھی و قرعہ کی رو سی دریافت کرو اور بچار و دیکھو تو اس لڑکی کی نصیب کیسی ہین انھون نے
جو دریافت کیا تو ہر طرح سی اوس شہزادی کو صاحب اقبال پایا عرض کی کہ خداوند ہمکو تو اپنی علم سے
یون معلوم ہوتا ہی کہ یہ صاحبزادہ ہفت اقلیم کا پادشاہ ہوگا اور تمام عمر برای خدا کام کیا کریگا اور
اسکا نام مہر سپہر کیطرح قیامت تک دنیا مین جلوہ گر رہیگا اس بات کو سنکر اوسی نہایت خوشی حاصل
ہوئی اور سجدہ شکر ادا کرکی اون لوگونکو زر بیشمار سی مالامال کردیا اور اس لڑکی کا نام حاتم رکھکر اپنے
مصاحبون سی یہ بات کہی کہ تم جلد اسبات کا اشتہار دو کہ میری قلمرو مین آج جس شخص کے گھر مین
لڑکا پیدا ہوا ہی وہ لڑکا آج ہی کی تاریخ سی نوکر بادشاہی ہی بلکہ اوسکی مان باپ محل مبارک مین پونہچا جائینگے
وہ پرورش بھی یہین ہورہے گا چنانچہ اوس روز اوسکی ملک مین چھ ہزار لڑکی پیدا ہوئی تھی یہ حکم
سنتے ہی ہر ایک کی مان باپ اپنا اپنا لڑکا حضور اعلی مین پونہچا گئے اوسوقت چھ ہزار دائیان نوکر
رکھی گئین اور ایک ایک لڑکی پر تقسیم ہوگئین چار دائیان حاتم کی واسطے مقرر ہوئین آخر کس طرح
سے تھپکیان اور لوریان دیدی چمکار تیان تھین کہ یہ کسی طرح سے دودھ پیتی پر وہ ہرگز آنکھین نکھولتا
تھا اور کسی کی چھاتی منہ مین نہ لیتا تھا چنانچہ یہ خبر بھی بادشاہ تک پونہچی وہ اسباتکی سنتے ہی نہایت
متفکر ہوا اور اپنے اہلکارونسی کہنے لگا کہ جلد سیانونکو بلواؤ غرض وہ آئی اور عرض کرنے لگی کہ جہان پناہ یہ حاتم
زمانہ ہوگا تنہا دودھ نہ پیگا پہلے اونکو بلوائی گا تو پیچھے آپ پیگا اور جبتک جیتا رہیگا تنہا نہ کھائیگا
نہ پیگا حاصل کلام جب وہ لڑکی پی چکی تب اوسنے بھی پیا اور ابتدای عمر سی نہ روتا نہ اکیلا کھاتا اور
نہ غفلت کی نیند سی سوتا جب دودھ چھڑایا گیا تب اونھین چھ ہزار لڑکون کے ساتھ کھانا پینا مقرر ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی دے مجھے روشن بیانی
کہ تا دلپر کھلے رازِ نہانی

زبان کو مخزنِ تقریر کردے
دہن کو گوہرِ معنی سے بھر دے

کمیت خامہ کو میرے لگا پر
یم معنی مین مجکو آشنا کر

پلا دے مجکو جام ارغوانی
کہ جس سے طی ہو حاتم کی کہانی

کہین سنکر اسے ارباب اردو
کہ ہے یہ گوہرِ نایاب اردو

یہ قصہ عبارت سلیس سے زبان فارسی مین کسی شخص نے آگے لکھا تھا اب اس سید حیدر بخش متخلص چھیدری دہلی کے رہنے والے نے امیر والا تدبیر پشت و پناہ ہر پیر و جوان دستگیر درماندگان و بیکسان نوشیروان وقت ہمایون بخت زبدۂ نوئینان عظیم الشان مشیر خاص شاہ کیوان بارگاہ انگلستان مارکویس ولزلی گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ کی حکومت مین اور خداوندخدایگان والاشان عالیخاندان جان گلکرسٹ صاحب دام اقبالہ کی حکم سے سنہ بارہ سو سولہ ہجری اور اٹھارہ سو ایک عیسوی کی موافق اور سن جلوس تینتالیس شاہ عالم پادشاہ غازی کے مطابق زبان رنجتہ مین اپنی طبع کے موافق اوس کتاب سے جو ہاتہ لگی تھی ترجمہ نثر مین کیا اور اوسکا نام آرایش محفل رکھا مگر اکثر اسمین اپنی طبیعت سے جہان جہان موقع اور مناسب


بعون صانع مکونین و مکمل فضل خلاق زمین و زمان نسخه
ایساغوجی مجلل باقتباسات
بمطبع ناصری منشی نولکشور مین طبع و مزین مطبوع جهان نما

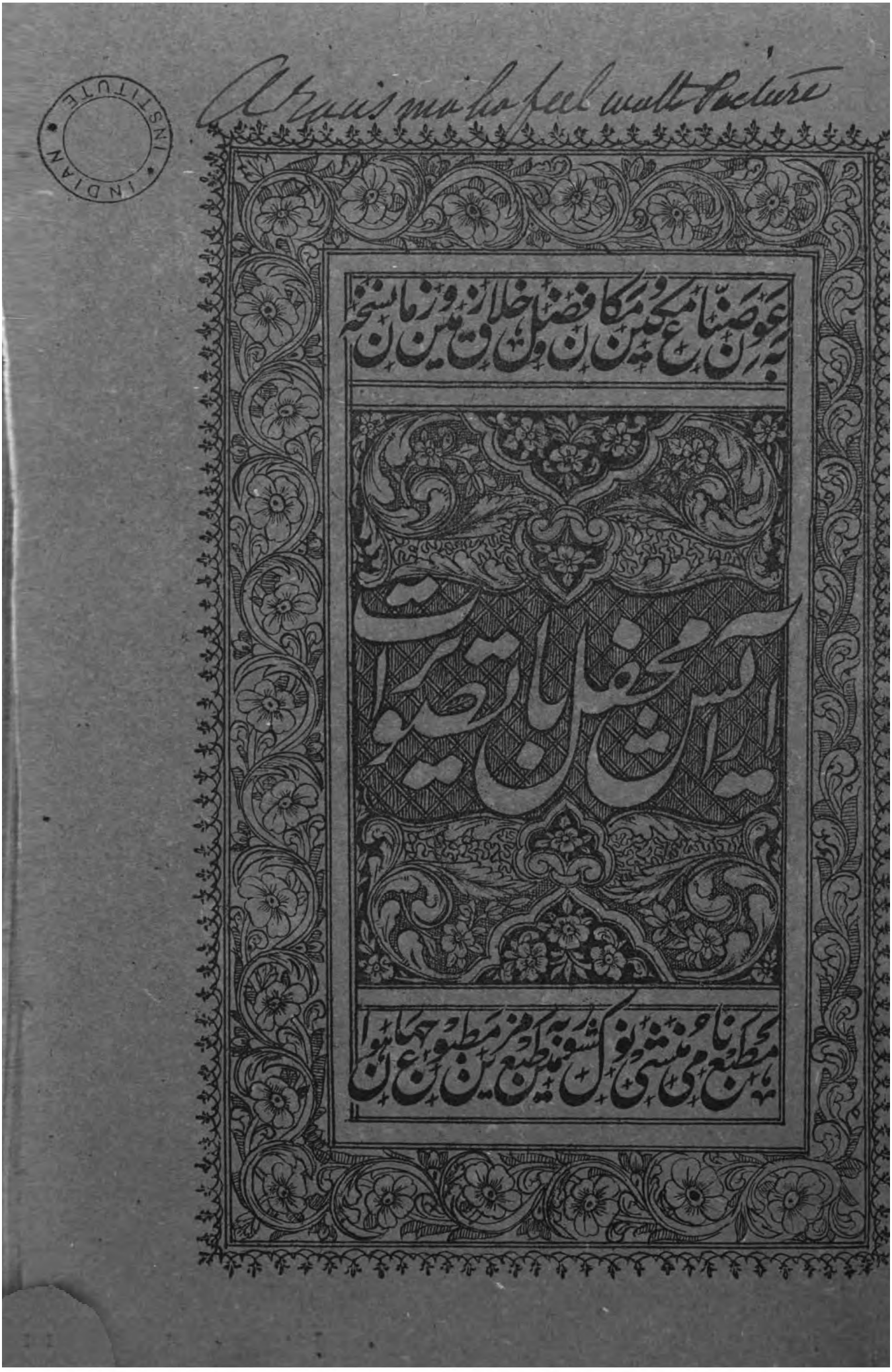
اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب موجود ہین خریداروں کو فہرست مطول سے جو علیحدہ موجود ہے اور درخواست کرنے سے مل سکتی ہے معلوم ہو سکتا ہے۔ قیمت اس سال مین نہایت ارزان مقرر ہوئی ہے۔ ہم صرف اس فن شعر و سخن وغیرہ کی کچھ کتابین ذیل مین درج کرتے ہین۔

کتب دواوین اردو و فارسی

	قیمت		قیمت
بہارستان سخن۔ ناسخ و آتش و آبادی کی غزلین	۷ر	دیوان صادق۔ مصنفہ قاضی عبدالحق	۳ر
دیوان مخزن فصاحت۔ تصنیف منشی جواہر سنگھ جوہر	۴ر	کلیات ظفر ہر چہار جلد	۴ر
دیوان گویا۔ تصنیف فقیر محمد خان گویا	۷ر	دیوان لطف	۱۰ر
دیوان رند۔ تصنیف نواب سید محمد خان بہادر	۱۰ر	مجمع الاشعار	۴ر
دیوان ناسخ۔ کلیات شیخ امام بخش ناسخ سی ہے	۱۲ر	دیوان نثار۔ تصنیف حضرت شاہ نثار احمد مرحوم	۲ر
کلیات آتش۔ تصنیف خواجہ حیدر علی آتش	۸ر	کلیات مومن	۴ر
کلیات نساخ	۴ر	چمن بے نظیر	۱۱ر
کلیات نظیر اکبر آبادی	۹ر	دیوان امیر مسمی بہ مرآۃ الغیب۔ تصنیف	
دیوان فدا۔ تصنیف مولوی فدا حسین صاحب	۱۰ر	منشی امیر احمد صاحب امیر	۴ر
دیوان اسیر۔ تصنیف منشی مظفر علی اسیر	۴ر	دیوان غالب دہلوی اردو	۲ر
گلدستہ امانت مخمسات امانت۔	۱ر	دیوان جرار۔ شاعر مرزا حسین علی بیگ متخلص جرار	۳ر
کلیات ذکی ملک الشعرا۔ تصنیف مہدی علیخان مرحوم	۱۱ر	دیوان شہیدی	۶ر
دیوان غافل۔ تصنیف منور خان غافل۔	۴ر	گلدستہ لغت۔ تصنیف مولوی جمیل الدین احمد صاحب	۱ر
کلیات امیر اللہ تسلیم۔ نام تاریخی نظم ارجمند تصنیف		ہفت خوان منظوم۔ تصنیف مولوی عبداللہ صاحب	
منشی امیر اللہ صاحب تسلیم	۱۲ر	متخلص بہ نظامی	۱ر
دیوان ذوق۔ کلیات سید ابراہیم ذوق	۳ر	مجموعہ واسوخت	۱۳ر
منتخبات میر درد و سودا	۵ر	مثنوی زینت انجمن	۱۰ر
کلیات میر۔ مسلم الثبوت اوستاد کا کلام ہے۔	۲ر	مثنوی سعدین۔ تصنیف انوار حسین صاحب تسلیم	۱ر

INDIAN INSTITUTE



~~Ārāish-e-mahfil.~~

Haidar Bakhsh.

16.E.10.



Indian Institute, Oxford.
The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Newul Kishore.

